

۹۶۲

لَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ إِلَّا رَغَامُ الشَّيَاطِينِ

بحوله تعالى این رساله متبرکه که نمش

ارغام الشیاطین فی

تردید متعه المتشبعین

تصنیف علامه فہامہ رئیس المتکلمین امام المناظرین مقبول بارگاہ احد
حضرت مولانا حافظ سید عبدالصمد السہسوانی مسکن المودودی نسا
و انجمنی مذہباً و اخلاقی مشرباً و امام التدریسی و
بسی و کوشش

مولوی محمد نبار سی خان صاحب تحصیل دار و مرزا سلیم بیگ صاحب پیشکا
قصبہ پھیوند ضلع اٹا وہ

مطبع عام الاکرام طبع شد
درج مفید الزیو طبع یق



بسم الله الرحمن الرحيم

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا و صلى
الله على سيدنا محمد الذي ارسل الى الناس كافة نذيرا و بشيرا و سلم
عليه و على اله و اصحابه و احبا به تسليما كثيرا كثيرا ثم لنزاع من كل
شيعه ايهم اشد على الرحمن عتيا

بعد حمد و صلوة کے فقیر عبد العزیز سو انی حضرات اہل اسلام کی خدمت میں ملحق ہوں کہ
سید یعقوب علی پسر سید غلام علی طالب علم مدرسہ پھونڈ نے ایک تحریر متعہ کی حرمت میں
باتدعا شیخ فدا حسین شیعہ ساکن اٹا وہ لکھنؤ تھی حضرات اہل تشیع پھونڈ و اٹا وہ
نے اسکا جواب اپنے مجتہد مولوی عمار علی نرمل بھرت پور سے لکھوا کر نام اسکا انبات
رکھا اور اظہر علی ساکن پھونڈ کی طرف منسوب کر کے چھپوایا چونکہ مجتہد صاحب نے اپنے
جواب کی بنیاد کو محض مغالطہ وہی پر قائم کیا ہے اور نیز فقیر کی جانب خطاب فرمایا
اسوجہ سے اسکا جواب فقیر نے ضروری سمجھ کر تحریر کیا اور نام اسکا انعام الشاہین
فی تردید متعہ المتشیعین رکھا واضح رہے کہ فقیر نے سید یعقوب علی طالب علم کی تحریر سے

اؤں کا قول یہ لفظ قال السید نقل کیا ہے اور مولوی عمار علی صاحب کے قول کو قال المجتہد سے شروع کیا ہے اور اپنے قول کو لفظ اقول سے لکھا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ کوئی کلمہ اپنی جانب سے غلات تہذیب نہیں لکھا گیا ہے البتہ جو کچھ اونہوں نے لکھا ہے اوسکا جواب دیا گیا ہے چونکہ اصل بحث متعہ کی حرمت و حلالیت میں ہے لہذا قبل جواب کے اوسکے حرام ہونے کو آیات کلام اللہ اور احادیث کتب مجتہدین شیعہ سے ثابت کرتا ہوں واللہ المستعان وعلیہ التکلیل

پہلی آیت حرمت متعہ میں

والذین هم لفروجهم حافظون الا علی انزواجهم او ما ملکت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون ترجمہ جو لوگ اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی بی بیوں سے یا اپنی لونڈیوں سے تو اوپر نہیں ملاست اور پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوا وہی ہے حد سے بڑھنے والا فائدہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اول شہوت کے روکنے کو مطلقاً کلمہ والذین هم لفروجهم حافظون سے بیان فرمایا بعدہ لفظ الا علی انزواجهم زوجہ اور او ما ملکت ايمانهم سے مملوکہ کو مستثنیٰ فرمایا اور انہیں دونوں سے مباشرت کرنے پر عدم ملاست کو لفظ غیر ملومین میں بیان فرمایا اور سوا سے زوجہ اور لونڈی کے اور عورات کو خواہ ممتوعہ ہو یا محللہ لفظ وراء ذلك سے خارج فرمایا اور اس شخص کو کہ جو سوا سے زوجہ اور مملوکہ کے کسی عورت کا مبتغی ہو فاولئك هم العادون میں داخل فرمایا ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ داخل ازواج نہیں کیونکہ ازواج اربعہ سے بحالت اجتماع زاید نہیں ہو سکتیں در ممتوعہ مقید باریع نہیں بلکہ جقدرم وکی خواہش ہوا و سیدر عورتوں سے متعہ کر سکتا ہی چنانچہ استنبصاں فی باب تجویز الجمع من الاکثر من اربعۃ فی المتعۃ میں درارہ سے

روایت ہے فان قلت ما تحلی من المتعة قال کم شئت ترجمہ یعنی اگر کہے
تو کس قدر حلال ہو سکتی ہیں عورتیں متعہ سے فرمایا بقدر چاہے تو اور لوازمات زہد
بھی ممتوعہ سے معدوم مثلاً زوجہ میں تو ارث ضرور ہے اور ممتوعہ میں مفقود چنانچہ
تہذیب الاحکام فی باب انہ اذا شرط ثبوت الميراث فی المتعة من
مذکور ہے من الاحکام الانزمية فی المتعة نفی التوارث یعنی احکام لازمہ
فی المتعہ سے ہے نفی توارث اور فقہائے شیعہ کو بھی اقرار اس امر کا ہے کہ مرد اور
زن ممتوعہ اور محللہ کہ در میان میں زوجیت متحقق نہیں چنانچہ ابن بابویہ
نے کتاب الاعتقادات میں لکھا ہے اسباب حل المرأة عندنا اربعة
النکاح و ملک الیمین و المتعة و التحلیل ترجمہ یعنی نزدیک ہمارے
عورت کے حلال ہونیکے چار سبب ہیں اول نکاح دوسرے ملک یمن تیسرے متعہ
چوتھے تحلیل اور ممتوعہ ملک یمن میں بھی داخل نہیں ورنہ بیع اور اعتاق یعنی
آزاد کرنا جائز ہو پس جو عورت کہ ازواج اور ملک یمن سے خارج ہے صراحۃً اہل
آیت کے حکم سے حرام ہے اور یہی آیت بعینہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ۲۹ پارہ سورہ
سراج میں نازل فرمائی۔

دوسری آیت حرمت متعہ میں

ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المؤمنات فمن ما ملكت
ایمانکم من فتياتکم المؤمنات واللہ اعلم یا ایمانکم بعضکم من بعض
فانکحوا من باذن اہلہن واتواہن اجورہن بالمعروف محصنات غیر
مسافحات ولا متخذات اخدان فاذا حصن فان اتین بفاکشتہ فلیہن
نصف ما علی المحصنات من العذاب ذلک لمن خشی العنت منکم وان
تصبروا خیر لکم واللہ غفور رحیم

ترجمہ اور جو کوئی نیا دے تم میں مقدور اسکا کہ نکاح میں لاوے یہ بیان مسلمان تو
 جو ہانہ کا مال ہے آپس کی تمہاری نوڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے
 تمہاری سلمانی تم آپس میں ایک ہو سوا و نکو نکاح کرواؤ گے لوگوں کے اذن سے
 دیواؤ گے مہر موافق دستور کے قید میں آنیوالی نہ مستی نکالی گئیں نہ یاری لگئیں
 چپ کر پھر جب وہ قید میں آچکیں تو اگر کرین بیجائی کا کام پس اوپر ہے آدمی
 وہ مار جو بیبیوں پر مقرر ہے یہاں اسکے واسطے ہے جو ڈری تکلیف میں پڑنے
 سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے فائدہ
 اس آیت شریفہ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنا حکم اس طرح فرما کر سمجھا
 ہے کہ اسے ایمان والو اگر حوا یہ یعنی آزاد عورتوں کے نکاح پر قدرت نہیں رکھتے ہو
 تو اپنے مسلمان بھائیوں کی اجازت سے اونکی نوڈیوں کے ساتھ نکاح کر کے
 مہر اونکا موافق دستور کے اوکروا اور یہ حکم ہم نے تمکو اس واسطے سنایا کہ اگر تم اپنے
 آپ کو روک نہ سکو ورنہ اگر صبر کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم
 ہے۔ اے اہل اسلام منظر غور دیکھو اور انصاف کرو کہ اگر متعہ یا تحلیل فروج جائز
 ہوتا تو کیا ضرورت تھی اس خوف و رنج کی اور حاجت صبر کی نکاح امار یعنی
 نوڈیوں میں کیوں یہ نہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسلمان اگر قدرت نکاح کی نہیں
 رکھتے ہو تو ایک مٹھی آٹا دیکر یا جس قدر پر عورت راضی ہو مباشرت کر لیا کرو یا کسی
 شخص مالک فرج کے ہاتھ پر جوڑ کر فرج کو اپنے اوپر حلال کر لیا کرو و نعوذ
 باللہ من غضب اللہ و غضب الرسول

تیسری آیت حرمت متعہ میں

ولیس تعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیہم اللہ من فضلہ
 ترجمہ اور چاہئے کہ تمہانے اپنے آپکو وہ لوگ جو نہیں قادر ہیں نکاح پر جب تک کہ

مقدور وے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فایرہ اس آیت کریمہ میں اللہ بن حلالہ
صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ جو اہل اسلام میں سے نفس اور غریب بین اور
نہین قدرت رکھتے اسپر کہ منکوحہ کے نان و نفقہ اور مہر کو ادا کر سکیں پس چاہئے کہ
روکین وہ اپنے آپ کو اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ او کو قدرت عطا فرماوے
اسے اہل اسلام انصاف کروا کر ممتوعہ جائز ہو یا محللہ حلال تو کیوں نہ فرمایا کہ جس
مقدار پر عورت رضامند ہو اسکو دیکر متعہ کر لیا کرو یا ہاتھ جوڑ کر مالک فرج سے
اجازت لے لیا کرو کیونکہ امر استعفاف کے واسطے ارشاد فرمایا۔

چوتھی آیت حرمت متعہ میں

فان خفتما ان لا تعدوا فواحدا او ما ملکت ایما نکم
ترجمہ پس اگر ڈرو تم کہ عدل نہ کر سکو گے اپنی بیویوں میں پس نکاح کرو تم ایک عورت کو یا
رکومت لونڈی کو فایرہ اس آیت کریمہ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے زوجہ اور مملوکہ
کو بیان فرمایا اور اسکی یون تشریح فرمائی کہ اگر تم چار بیویوں میں عدل نہ کر سکو تو ایک
عورت سے نکاح کرو یا لونڈی کو رکھو۔ اسے مسلمانوں خیال کرو کہ اگر ممتوعہ یا محللہ
جائز ہو تین تو ضرور اس مقام پر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا کہ اگر تم عدل نہ کر سکو اپنی
بیویوں میں تو ایک عورت سے نکاح کرو یا مملوکہ کو رکھو یا ممتوعہ سے متعہ کرو یا محللہ
سے مباشرت کرو کیونکہ ممتوعہ اگرچہ صد ہا ہوں کچھ عدل کی ضرورت نہیں سو کہ
خرچی مقررہ اور مباشرت معینہ کے اور محللہ تو۔ حلوائے بے دودہ اور سودا
مفت ہے البتہ منت برداری مالک فرج کی ہو گئی نفوذ باللہ من هذا الفساد
والعیاذ باللہ من سوء الاعتقاد تنبیہ اب ہم اس آیت کی جانب متوجہ
ہونے میں جس سے اہل تشیع جواز متعہ ثابت کرتے ہیں اور بڑا شور و شغب مچاتے
ہیں وہ یہ ہے فہما استمتعوا به منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ

ترجمہ پس جب فایده او ٹھاؤ تم ساتھ اس عورت کے او نہیں عورات ماسبق سے
پس دو تم او نکو مہر او نکا مقرر کیا ہوا ظاہر ہے کہ آیت فحما استمتعتم آیات
ماسبق پر متفرع ہے اس واسطے کہ اس آیت پر فاء تفریع داخل ہے پس ماسبق سے
قطع کرنا اور علیحدہ اس سے ایک حکم مفاہر ماقبل اور مابعد مکالنا خلاص عورت
اور مخالف ادبیت ہے۔ اے اہل اسلام واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
حرمات علیکم امہاتکم سے والمحصنات من النساء الا ما ملک
ایما نکو تک عورات محرمہ کو بیان فرمایا اور واحل لکم ما وراء ذلکم من
ماسواے محرمات کو حلال فرمایا یعنی ماسواے ان محرمات کے تہہ حلال کی گئی ہیں
عورتیں اور اس علت کو دو قیدوں کے ساتھ مقید کیا ہے قید اول
ان تبتغوا باموالکم قید دوسری محصنین غیر مسافحین یعنی مومن
عورت محرمہ کے جو تہہ حلال کی گئیں اوس میں دو قیدیں ہیں اول یہ کہ اپنے
مالوں کو اوں کے نکاح میں صرف کر دینی مہر و نفقہ دینا قبول کرو قرآن مجید میں
یہ قیدان الفاظ کے ساتھ ہے ان تبتغوا باموالکم دوسری یہ کہ
اون عورتوں کو قید میں از روے زوجیت کے لاؤ نہ صرف مستی نکالنے
کی واسطے یہ قیدان الفاظ سے ہے محصنین غیر مسافحین قید
اول سے تحلیل مطلقاً باطل ہے کیونکہ اوس میں سواے ممنونیت اور مشکوریت
مالک فرج کے اور کچھ نہیں اور قید آخری سے متعہ بالکل خارج ہے اس واسطے
کہ اوس میں احصان نہیں ممنوعہ کا یہی معمول ہے ہر ماہ با یارے و ہر سال
درکنارے بعد اس کے اسی آیت پر متفرع فرمایا آیت فحما استمتعتم یہ
منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ کو یعنی جب ہم تمہارے اوپر عورات کو
حلال کر چکے دو قیدوں کے ساتھ اول یہ کہ مہر و نفقہ او نکا مقرر کرو اور دوسرے

یہ کہ قید میں لائیکی طرح ہونہ مستی نکالنے کی واسطے یہاں تک کہ وہ ہمیشہ عورت اور مرد کی ہو جاوے بغیر اسکے چوڑے چوٹ نہ کے پس اگر نفع پکڑو تم ساتھ اسکے او نہیں عورتوں سے کہ جو تمہارے اوپر حلال لگتین ہیں پس ادا کرو تمہارے انکا داران مالیکہ مقرر کیا گیا ہے دیکھئے اس آیت سے کہ یہ صریح پر متعہ ثابت نہیں ہوتا ہے محاورہ اردو میں بھی موافق محاورہ عرب کے لفظ پس جو ترجمہ فاء تفسیر کا ہے اپنے مابعد کو ماقبل پر متفرع کرتا ہے لطف یہ ہے کہ اسی آیت کے سباق میں آیت ومن لم یستطع جکو ہم آیات محرمہ متعہ میں نقل کر چکے ہیں صریح حرمت متعہ پر دل ہے اگر معاذ اللہ آیت فما استمتعتم میں جواز متعہ بیان فرمایا جاتا تو کیا ضرورت تھی آیت متصلہ میں اس تشدد اور تاکید کی کہ اگر تم نکاح جویز پر قادر نہ ہو تو لونڈیوں سے نکاح کرو کیونکہ صورت عدم استطاعت نان ونفقہ سرہ میں قضا ر حاجت کی واسطے ممتوعہ کیا کم تھی بلکہ بحکم کل جدید لذیذ بہتر اور خوشتر پس ماسبق سے آیت کو قطع کرنا باوجود داخل ہونے فار تفریع کے جسکا ترجمہ اردو میں لفظ پس ہے سخت وقاحت ہے اور ماحق سے مناقص ٹھہر کر دونوں آیتوں کے حکم میں تناقضین نکالنا محض جہالت ہے اہل تشیع کو اس آیت میں تین شبہ واقع ہوئے ہیں شبہ اولیٰ لفظ استمتع سے معنی حقیقی چوڑ کر اصطلاحی یعنی متعہ مراد لیتے ہیں حالانکہ متعدد مقام پر کلام الہی میں یہی لفظ واقع ہوا ہے اور معنی لغوی لئے گئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رہبنا استمتع بعضنا ببعض ترجمہ یعنی اے رب ہمارے نفع پکڑ بعض ہماروں نے ساتھ بعض کے پس چاہئے کہ اس مقام پر بھی بوجہ لفظ استمتع کے معنی اصطلاحی یعنی متعہ مراد لیا جاتا وہل هذا الاخط اور تفسیر منہج الصادقین میں ملافتح اللہ شیعہ نے ہی آیت فما استمتعتم کے

تحت میں معنی لغوی لکھے ہیں نہ متع کے عبارت او کی یہ ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
 پس ہرگز بر غور داری یا نیت بد و منہن از زنان لفظ استمتاع کلام الہی میں
 نہ ایک جگہ بلکہ متعدد مقام پر واقع ہوا ہے اور ہر جگہ معنی حقیقی لئے گئے ہیں
 پس اس آیت میں اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کے واسطے اصطلاحی لینا
 باوجودیکہ مفسرین شیعہ بھی لغوی معنی لیتے ہیں سخت ذنارت ہے شہوتہ ثانیہ
 لفظ اجور سے اجرت معینہ یعنی خرچی کہ جو متنوعہ کی واسطے بعوض مباشرت کے
 مقرر کی جاتی ہے مراد لیتے ہیں حالانکہ کلام الہی میں لفظ اجور مہور کے معنی میں
 مستعمل ہے یعنی مہر کے چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے فَاَنْكُحْهُمْ بِاٰذْنِ
 اَهْلِهِمْ وَاتَوْهَنْ اَجُورَهُمْ یعنی پس نکاح کرو تم انکو ساتھ اذن اہل انکے
 کے اور دو تم انکو مہر انکے اہل تشیع کو چاہئے کہ اس مقام پر بھی لفظ اجور
 سے اجرت معینہ مراد لیوین نہ مہر حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے طرفہ یہ ہے کہ
 مانع اللہ شیعہ نے تفسیر منہج الصادقین میں آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ
 فَاَتَوْهُنَّ اَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً کے تحت میں اجور کے معنی مہر کے لکھے ہیں عبارت
 او کی یہ ہے فَاَتَوْهُنَّ پس بدیہی ایشان را اجور ہن مہر ہاے ایشان
 پس لفظ اجور سے آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مِنْ اجرت و خرچی کے معنی لینا باو
 معارض ہونے کلام الہی اور نیز مخالف تفسیر مفسرین شیعہ کے محض غبات ہی
 شہدہ ثالث اہل تشیع بیان کرتے ہیں کہ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ مِنْ لفظ الی
 اجل مسمیٰ بھی موجود تھا جسکا ترجمہ مدت معینہ ہے یعنی یہ آیت اس طرح نازل
 ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْ اِلٰی اجل مسمیٰ فَاَتَوْهُنَّ اَجُورَهُنَّ
 فَرِيضَةً جواب اسکا یہ ہے کہ کلینی میں نزول آیت بغیر لفظ الی اجل مسمیٰ
 کے حدیث امام ابو جعفر سے پایا جاتا ہے چنانچہ روایت ہے ابو بصیر سے کہ

سوال کیا میں نے حضرت ابو جعفر سے باب شتمین پس فرمایا آپ نے کہ نازل
 ہوئی بیچ قرآن کے آیت فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورھن
 فریضۃ عبارت اوسکی یہ ہے رومی عن ابی بصیر قال سالت ابا
 جعفر من المتعة فقال نزلت فی القرآن فما استمتعتم به منهن
 فاتوهن اجورھن فریضۃ اگر الی اجل مسمی کا لفظ امام کے نزدیک
 اس میں موجود ہوتا تو ضرور اس لفظ کے ساتھ اس آیت کے نازل ہونے کو
 فرماتے اور بالفرض اگر یہ روایت ثابت ہو تو قرأت منسوخہ اور شاذ قرار
 پائی کیونکہ مخالف ظاہر کلام اللہ شریف کی ہے اور جو روایت کہ مخالف ظاہر
 کلام اللہ کے ہے وہ متروک ہے اور شاذ چنانچہ امام اعظم شیعہ نے تہذیب
 میں باب من احل الله نکاحہ بعد ذکر حدیث جمیل ابن ذرہ اور
 حماد ابن عثمان اور منثور ابن حاتم کی کہ جو ابی عبد اللہ سے مروی
 ہے لکھا ہے کہ یہ دونوں جرین وارد ہوئے ہیں شاذ مخالف ظاہر کتاب اللہ
 کی اور جو ایسی واقع ہوگی اوپر عمل جائز نہیں ہے عبارت اوسکی یہ ہے
 هذان الجران قد وردا شاذین مخالفین بظاہر کتاب الله عز وجل
 وكل ما ورد هذا الموردا فانه لا يجوز عمل عليه ملائع اللہ شعی نے
 بھی تفسیر منبع الصادقین میں تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے اس
 قرات کے شاذ ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ یوں لے سے نقل کیا ہے کہ گفتار
 در قرات شاذہ نقل از عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود ابی ابن کعب
 وغیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی
 پس قرات شاذہ کسی حکم میں کافی نہیں ہو سکتی اور اگر ہم اوسکے شذوذ سے
 قطع نظر کریں تو دونوں قراتیں یعنی ساتھ لفظ الی اجل مسمی اور بغیر لفظ الی

مسی کے متعارض شریکے اور قاعدہ ہے کہ جس وقت دو چیزیں مساوی درجہ کی متعارض ہو وینگی تو اپنے مرتبہ سے دونوں ساقط ہو جائیں گی پس اس حالت میں اس آیت سے قطع نظر کر کے جہاں تک کلام الہی میں غور کیا جاتا ہے تو آیت متعددہ حرمت متعہ میں پائی جاتی ہیں اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت میں کلام نکریں اور اسکے شد و ذکیط نہ دیکھیں اور تعارض کی طرف ہی توجہ نہ کریں بلکہ لفظ الے اجل سہمی کو آیت میں تسلیم ہی کر لیں تب بھی متعہ ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ الی اجل سہمی متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ میں مدت معینہ متعلق نفس عقد کی ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنی آیت کے یہ ہے کہ اگر نفع یکڑ و تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فائدہ اس قید کے بڑھانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گزرنے تمام مدت نکاح پر یعنی جس وقت کہ مدت وطی کی گزر جائے پس تمام مہر ادا کرنا تہر واجب ہے دیکھئے اس آیت سے کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں کیا

حدیث اولے حرمت متعہ میں
کتاب فہمہ الرضا کی

اعلم یا اخي اني سئلت العالم عليه السلام عن المتعة فقلت جعلت فداك يروى جدك امير المؤمنين ان النبي صلى الله عليه وسلم حلل المتعة يوم فقه مكة وحرمها غام خيبر ونهى عنها فقال صدقوا في الروايات انها والله منهيته حرام ما مور بها الا انهم غلطوا في وجوه الحديث الى ان قال وانما حلها ان النبي صلى الله عليه وسلم لشبان العرب كانوا معه فتشكوا اليه غروا بهم فاطلق ولا مثا لهم في تلك الحالة لكيلا يقيمون في الحرام واما من تمتع وهو قادر على التزويج

مسی کے متعارض شریکے اور قاعدہ ہے کہ جس وقت دو چیزیں مساوی درجہ کی متعارض ہو وینگی تو اپنے مرتبہ سے دونوں ساقط ہو جائیں گی پس اس حالت میں اس آیت سے قطع نظر کر کے جہاں تک کلام الہی میں غور کیا جاتا ہے تو آیت متعددہ حرمت متعہ میں پائی جاتی ہیں اور اگر ہم اس روایت کے ثبوت میں کلام نکریں اور اسکے شد و ذکیط نہ دیکھیں اور تعارض کی طرف ہی توجہ نہ کریں بلکہ لفظ الے اجل سہمی کو آیت میں تسلیم ہی کر لیں تب بھی متعہ ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ الی اجل سہمی متعلق ہے استمتاع کی نہ عقد کی اور متعہ میں مدت معینہ متعلق نفس عقد کی ہوتی ہے نہ استمتاع کی پس معنی آیت کے یہ ہے کہ اگر نفع یکڑ و تم عورات منکوحہ اپنی سے مدت معینہ تک پس تمام مہر ادا کرو تم اور فائدہ اس قید کے بڑھانیکا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ وجوب تمام مہر کا معین ہے گزرنے تمام مدت نکاح پر یعنی جس وقت کہ مدت وطی کی گزر جائے پس تمام مہر ادا کرنا تہر واجب ہے دیکھئے اس آیت سے کسی نہج پر متعہ ثابت نہیں کیا

ثالث وحرم
ما مور بها
انهم غلطوا
في وجوه
الحديث
الى ان قال
وانما حلها
ان النبي
صلى الله
عليه وسلم
لشبان
العرب كانوا
معه فتشكوا
اليه غروا
بهم فاطلق
ولا مثا لهم
في تلك
الحالة لكيلا
يقيمون في
الحرام واما
من تمتع وهو
قادر على
التزويج

او علی شری الامۃ و هو بالحضرت او مقیم فی مصر من الامصار من غیر
 از عاجر ولا اختلاف من بلد الی بلد فقد تعدی علی حرمة المسلمین و
 استباح لنفسه ما قد حرم الله علیه من فروج الحرائر بغیر ما قد امر
 الله فی کتابه والله یقول ومن یتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون
 وقال فقد ظلم نفسه یا بنی بالمتعة الا عند الاضطرار والضرورة
 للمضطر فمن امکن له غیرها فلیس له ان یتمتع ومثلها مثل قول
 الله تبارک وتعالی حرمت علیکم المیتة والدم والحمل الخنزیر
 الی قوله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور رحیم
 یعنی راوی کہتا ہے کہ اسے برادر پوچھا میں نے امام رضا سے کہ اسے حضرت روح
 میری آپ پر قربان ہو یہ فرمائے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہ روایت
 کیا ہے آپکے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حلال کیا متعہ کو فتح مکہ کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور منوع کر دیا اور سکواہم
 نے کہا سچ فرمایا امیر المومنین نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے البتہ اجازت دیکھی تھی قبل
 میں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حلال نہیں
 فرمایا تھا مگر جو انان عرب کی واسطے کہ جو مسافرت میں رسول خدا کے ساتھ موجود
 تھے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت
 متعہ کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کی واسطے تاکہ حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں
 لیکن جس شخص نے متعہ کیا اوس حالت میں کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لونی
 پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر میں مقیم ہے بس نیک اوس نے مباح
 کیا اپنے نفس پر اوس چیز کو جسکو حرام کیا خدا تعالیٰ نے اوسکے واسطے اور فرمایا
 خدا تعالیٰ نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے داخل ہوا وہ ظالمین

اے بیٹے میرے نہیں تھا جو از متعہ کا مگر وقت اضطرار اور ضرورت کے جیسا کہ
جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سورکا اور مردار اور خون فایده اور حضرت
شیعہ دیکھو کتاب فقہ الرضا کو و اے صاحبان امامیہ سنو حدیث امام رضا
علیہ السلام کو کہ کیا فرماتے ہیں آپ متعہ کے باب میں اور کیا ارشاد کرتے ہیں اسکے
بیان میں اے صاحبو قہر ہے جبکو امام رضا علیہ السلام حرام کہتے ہیں جسکی
حرمت پر قسمیں شدید کھاتے ہیں کہ واللہ منہیۃ حرام اور سکو آپ لوگ
جائز بتلاتے ہیں اور جائز کیسا اور سکی نسبت ہونے کو بتا کید تمام بیان کرتے
ہیں اور سنت کیسے اسکے تارک پر وعید شدید ظاہر کرتے ہیں اے حضرات
غضب ہے جسکی نسبت امام رضا علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرماتے ہیں
کہ نہیں ہے متعہ جائز مگر جیسا کہ سورکا گوشت اور مردار اور خون اور سکی نسبت
آپ لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ جو شخص متعہ کر گیا قیامت کے ذریعے حساب جنت میں
داخل ہوگا اگر ممتونہ کا بوسہ لیگا ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملیگا اے اہل تشیع کچھ
تو سوچو اور ذرا تو لحاظ کرو امام کی قسموں پر اور انکے فرمان واجب الاذعان
پر بڑا انسوس ہے کہ دعویٰ تبعیت امام کا کرتے ہو اور حدیث امام اور ان کی
آبار کرام کو پس پشت ڈالتے ہو۔

حدیث ثانیہ حرمت متعہ میں کتاب محاسن کی

قال کا بن عباس انک رجل تأتہ ان رسول اللہ صلی اللہ وسلم نہی
عن المتعہ

یعنی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تم بتاؤ
تو ایک مرد عیاش ہے پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا متعہ

فائدہ دیکھئے کہ جناب مرتضوی حضرت ابن عباس پر بوجہ متعہ کے حلال کرنے کی کس درجہ جروت و توجیح فرماتے ہیں کہ تم عیاش ہو جو متعہ کو حلال کہتے ہو بیشک رسول خدا نے اسکو ممنوع کر دیا ہے اور بے شبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام فرما دیا ہے۔

حدیث ثالثہ حرمت متعہ میں کتاب تہذیب الاحکام کی

قال حرّم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوماً لحوماً لاهلية ذكاح المتعہ یعنی فرمایا جناب مرتضوی نے کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خیر الی کا اور نکاح متعہ کا فائدہ دیکھئے کہ ابو جعفر طوسی امام اہل تشیع اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں اس حدیث کو کہ حسین صاف و صریح حضرت مرتضوی بتوضیح متعہ کے حرام ہونے کو بیان فرماتے ہیں نقل کرتے ہیں اور اسی حدیث کو بعینہ اپنی کتاب استبصار میں بھی درج کرتے ہیں ہمارے حضرت جمیل اپنی رسالہ اثبات المتعہ میں اس حدیث کی نسبت یہ توجیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے متعہ کے حرام ہونے کو ڈر کے مارے کہہ دیا تھا اس توجیہ کا جواب انہیں کے قول کے جواب میں دیکھنا چاہئے قال المفتری مخفی زہی اقول یہ ابراز و اعتراف مخالف و مباین ہے اس روایت و حدیث کے جسکو کلینی نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے روایت کیا ہے انکہ علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذل اللہ ترجمہ تحقیق کہ تم ایک دین پر ہو جو شخص چھپا دے گا اسکو عزیز کرے گا اور اللہ اسکو اذل کرے گا اور جو شخص کہ ظاہر اور شایع کرے گا شایع کرے گا اور اللہ اسکو اذل کرے گا قال المفتری کہ مولوی عبد اللہ صاحب ساکن سہوان نے قصبہ اٹاوہ میں شیخ ذرا حسین صاحب ساکن اٹاوہ سے وعدہ

بہت مہربان رہے
ایک رسالہ میں
کو حفظ اشعر کہ
بکامیابی کر دین
خائب کیا ہے اور
قال لا شغل ملک
ہے اس واسطے
نسبت من لفظ
مفتری کہ جسکے
رافع میں دو تھیں
ہیں انکا کیا کیا
الٹی نقل شدہ
پہرہ ندری ۱۲

چند
کے
سے
نہیں
اور
نظر
قال
نے
ہے

کیا تا کہ میں حرام ہونا متعہ نسا کا قرآن و حدیث سے ثابت کر دوں گا اقول
 قول مفتری خلافت واقع اور مخالف نفس الامر ہے قال المفتری آئمہ
 مہینے تک شیخ صاحب موصوف نے نظر کیا اقول انتظار کرنا بغیر محقق منتظر
 کی جنون بخت ہے قال المفتری لیکن مولوی صاحب نے تحریر فرما کر کچھ بھی
 نہ بھیجا اقول عدم وجود وعدہ کو استلزام خلف وعدہ غیر ممکن ہے قال المفتری
 اس عرصہ میں شیخ فدا حسین صاحب نے پرنس مولوی صاحب سے بالمشافہ کہا اقول
 فی الواقع خلاف موقع مشافہہ ہر استدعا کی جیسا کہ قبل میں کی تھی قال المفتری
 ارسوفت وہ برہم ہوئے اقول صرفت قال وقیل کو علت تکدر کی قائم کرنا منافی
 عقل اور کذب بخت ہے قال المفتری اور حرام ہونا متعہ کا تو وہ کیا ثابت
 کرتے لیکن سوائے اسکے اور خرافات ایک باہل کے نام سے تحریر کر کے بھیجی
 اقول ہن خرف ہونا امور مخصوصہ مذہب اہل تشیع کا ہمارے نزدیک مسلم ہے
 چشم مارو شن دل باشاداد عار جہالت مسید یعقوب علی آپکی زبان سے معلوم
 مگر بلاوت اور غواہیت آپکی اسی تحریر سے ظاہر ہے قال المفتری کہ جو مولوی
 صاحب کی عدم تحقیق پر دلالت کرتی ہے اقول ہنوات لسانیہ قابل التفات
 نہیں قال المفتری اور مولوی صاحب کو تو کیا معلوم تھا غالب ہے کہ طعن بیان
 سے استنباط کر کے وہ خرافات لکھی ہیں اقول دعوی عدم علم بلا اولہ غیر مقبول
 اور طعن کرنا با مطنی عند العقلا خلاف معمول اطلاق خرافات اکاذیب شیعہ پر
 نفس الامر میں صحیح ہے اور اقرار کرنا آپکا اس امر میں موجب توضیح و تلویح ہے
 قال المفتری اور یہ نہ دریافت کیا کہ راست ہیں یا دروغ اور کسی
 نے اسکا جواب بھی لکھا ہوگا یا نہیں اقول آپکا جواب خود احوالہ سابقہ کا نمونہ
 ہے قال المفتری اور ہر چند ہلکو جواب اسکا تحریر کرنا ضرور نہ تھا اقول

نفی ضرورت سے جواز باقی ہے اور اسکے عدم جواز پر حدیث منقولہ کافی کافی ہے
 قال المفتری کہ سوال دیگر جواب دیگر اقول یہ تمہاری سمجھ کا بھیر ہے
 قال المفتری لیکن اس نظر سے کہ کوئی نادان گمان کرے کہ سیکو اسکا جواب
 نہ آیا اس واسطے اونکی خرافات کے جواب میں کچھ مختصر سا تحریر کرتا ہوں اقول
 اطلاق خرافات مخرجات شیعہ پر مرہ بعد اولے وکرہ بعد فری اکا حق ہے کیونکہ اهل البيت
 ادھر ہی بمافی البيت تفسیر یہ محقق ہے قال السید میرزا حسین صاحب
 مهتم بالخمر عصمه الله من الرخص قال المنجہ راب شرفنا سے بہت
 بعید ہے کہ کسی شریف کو ایسے القاب تبیحہ سے یاد کرے اقول بیشتر کتب شیعہ
 کو مطالعہ کیجئے بعدہ شرافت کی لیجئے ہشام ابن سالم مقتدا سے شیعہ اور اسبق
 روایات حدیث اصول اربعہ اور مصاحب ائمہ ہدی اللہ کو کوکل ناف تک
 بتلایا ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون کلینی نے روایت کیا ہے کہ
 محمد بن فرح زنجی سے کہ ہشام ابن الحکم کہتا ہے کہ اللہ جسم ہے اور ہشام ابن سالم
 کہتا ہے کہ اللہ صورت ہے کوکل ہے ناف تک اور باقی ٹھوس ہے عبارت
 اوسکی یہ ہے عن محمد ابن العروج زنجی ان هشام ابن الحکم
 یقول ان الله جسم وان هشام ابن سالم یقول انه صورة اجوف
 ابی السرة والباقی صمد شیخ صدوق صاحب عیون اخبار رضا مبدار
 سلسلہ انبیاء البشر آدم کو لقب بقلب جاسد کرچکا ہے اور اس روایت کو
 معاذ اللہ حضرت امام رضا کی طرف نسبت کرتا ہے وحا شاجنا بہم عن ذلک
 پناہی عیون اخبار رضا میں لکھا ہے کہ راوی نے حضرت امام رضا علیہ السلام
 سے کہا کہ جنت میں درخت گندم کا تھا یا انگور یا حسد کا فرمایا سب حق ہی اہل
 میں گندم اور خوشہ انگور کے سے تھے اور معنی حسد کے یہ ہیں کہ آدم علیہ السلام

بہشت میں لے گئے اور ملائکہ نے سجدہ کیا وہ سمجھے کہ میری مثل اب کوئی نہیں رہا
 آئی کہ اے آدم سراوٹھا پس آدم نے سراوٹھا یا تو ساق عرش پر لکھا دیکھا
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین و زو جتہ
 فاطمة لیسیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سید شباب
 اہل الجنة حضرت آدم نے پوچھا یہ کون ہیں ارشاد ہوا کہ یہ تیری اولاد
 سے ہیں مگر تجھے بہتر ہیں تو اور تمام خلق بغیر انکی جنت اور دوزخ اور زمین
 و آسمان سے نشان نپاتا خبردار چشم حسد سے نہ دیکھنا نہیں تو جنت سے کالہ چھا
 پس آدم نے چاہا کہ ایمہ کے مرتبہ اون سے سلب ہو کر بھکو ملجائے اور حوائے
 چاہا حضرت سیدہ کامر تبہ اون سے سلب ہو کر بھکو ملجائے پس اللہ نے شیطان
 کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ درخت مذکور سے دانے کھائے اور جو ار خدا سے خارج کی گئی
 حد ثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیشاپوری العطار قال
 حد ثنا علی بن محمد بن قتیبة عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام
 صاحب الہروی قال قلت للرضا علیہ السلام یا ابن رسول اللہ اخبرني
 عن الشجرة التي اكل منها ادم وحواما كانت فقد اختلف الناس فيها
 فمنهم من يروي انها الخنطة ومنهم من يروي انها العنب منهم من
 يروي انها شجرة الحسد فقال كل ذلك حق قلت ما معني هذه
 الوجوه على اختلافها فقال ما ابا الصلت ان شجرة الجنة يحتمل
 انواعا فكانت شجرة الخنطة وفيها عنب وليست كشجرة الدنيا
 وان ادم عليه السلام لما اكرمه الله تعالى ذكره باسجاد ملائكتہ
 له وبادخال الجنة قال في نفسه هل خلق الله بشرا افضل مني فعلم
 الله عز وجل ما وقع في نفسه فناداه ارفع راسك يا ادم فانظر الى

آق منشی فر فرمادہ الی ساق العرش فوجد علیہ مکتوباً
 لا اله الا الله محمد رسول الله علی بن ابیطالب امیر المؤمنین
 وزوجتہ فاطمہ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین
 سید شباب اهل الجنة فقال ادم یارب من هؤلاء فقال عزوجل
 هؤلاء من ذریئتک وهم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولاہم
 ما خلقتک وما خلقت الجنة والنار ولا السماء والارض وایاک و
 ان تنظر الیہم بعین الحسد فأخرجک من حواری فنظر الیہم بعین
 الحسد وتمنی منزلتہم فسلط الله علیہ الشیطن حتی اکل من الشجرة
 انتی نہی عنہا وتسلط علی حوا ینظرہا الی فاطمہ بعین الحسد حتی
 اكلت من الشجرة کما اکل ادم فأخرجہما الله عزوجل من جنۃ
 واهبطہما عن جوارۃ الی الارض انتہی بلفظہ معاذ الله حضرت
 آدم وحوایں ہی کس درجہ رگ حسد جوش میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہ تشدد
 تمام منع فرمادے کہ ایمہ کی منزلت پر حسد نہ کرنا یہ خدا داد بات ہے مگر حضرت
 آدم نے ایک نہ سنا اور فوراً حسد کرنے لگے پس اللہ نے ہی اویس وقت شیطان
 کو آدم وحوایما السلام پر مسلط کر ہی دیا اور اپنی جنت سے خارج کر دیا
 بقول شخصے کسی کا کیا گیا اپنا کہو یا اور عیاشی منتہا سے سلسلہ نبوت خاتم الانبیاء
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلمت کا اطلاق کرتا ہے بجا مجلسی کو دیکھئے
 کہ بواسطہ ابونصیر قابوس کی اس اہم تقریم کو معاذ اللہ امام صادق سے روایت
 کرتا ہے قال السواد الذی فی القمہ محمد رسول الله یعنی جو یہاں
 کہ پانہ میں ہے یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ستاد کلینی تفسیر البیت میں
 جناب امام الایمہ کرم اللہ وجہہ کو مچر ٹھراتا ہے اور رسول اللہ پر مافوق

بعوضۃ کا اطلاق کرتا ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان ہذا
 المثل ان اللہ لایستحب ان یشرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا ضربہ
 اللہ لامیر المؤمنین فالبعوضۃ امیر المؤمنین وما فوقہا
 رسول اللہ یعنی روایت ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے تحقیق یہ مشہور
 یعنی آیت کریمہ میں بیان کی ہے اللہ نے واسطے امیر المؤمنین کے پس محمد
 امیر المؤمنین ہیں اور اسواچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ملا
 باقر مجلسی حیات القلوب میں مع ابو جعفر طوسی عم رسول مکرم خیر الناس حضرت
 عباس پر ولد الزنا کا اطلاق کرتا ہے عبارت اوسکی یہ ہے ابو جعفر طوسی
 بسند معتبر روایت کردہ کہ از امام صادق علیہ السلام کہ فضیلہ مادر عباس کینز
 مادر زبیر و ابوطالب و عبد اللہ انبار عبد المطلب بود عبد المطلب با و متقا
 کردہ کہ عباس از ان ہم رسید زبیر بعد المطلب دعوی کرد وہ بہ پر خاش
 برآمد کہ این کینز از مادر با میلث رسیدہ است تو بی رخصت ما با و متقا
 کردی و این فرزند می کہ ہم رسید یعنی عباس بندہ ماست اور یہی ملا باقر
 حیات القلوب میں رسول خدا کے چچا اور چچا زاد بانی کو اندام دنیا و آخرت میں
 ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمود کہ در حق عبد اللہ ابن عباس
 پرش این آیت نازل شد من کان فی ہذا اعصی فہو فی الآخرۃ اعصی
 یعنی جو دنیا میں نافرمان ہے آخرت میں ہی اندام ہو گا اور طیسری احتجاج میں
 حضرت عقیل اور حضرت عباس کو ذلیل اور خوار کے لقب سے یاد کرتا ہے
 اور اس امر مذہوم کو جناب مرتضوی کی طرف منسوب کرتا ہے ذہب من کنت
 اعتقد بہم علی دین اللہ من اہل بدیتی و یقبت منها حقیرین قریب
 لہد بجاہلیہ عقیل و عباس یعنی وہ لوگ میرے ہاں بلبیت کے جاتے رہتے ہیں

قوت کا مجھے خدا کی دین میں بھر و ساتا اب صرف و ذلیل قریب مانہ
 جاہلیت کے رہ گئے ہیں یعنی عقیل اور عباس اب فرمائیے کہ بشام ابن الحکمہ مقتدا
 شیعہ کی شرافت کو دیکھوں کہ جو خدا کو اجوت کے لقب سے ملقب کرتا ہے یا
 صاحب عیون اخبار رضا کی نجابت دیکھوں کہ جو ابوالانبیا کو حاسد کے لقب
 سے یاد کرتا ہے یا عیاشی اور ابو نصر قابوس کے حسب و نسب کو دیکھوں کہ جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہی کا اطلاق کرتا ہے یا اوستا و کلینی کی
 نطانت کو دیکھوں کہ جو جناب امام الایمہ کو مچرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ماقوق پھر بتلاتا ہے یا باقر مجلسی اور امام اعظم شیعہ طوسی کی سیادت کو دیکھوں
 کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس حضرت عباس کو ولد الزنا بتلاتا
 یا پیر ملا صاحب کی نجابت کو دیکھوں کہ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی کو دنیا و
 آخرت میں اندھا جلاتا ہے یا طبرسی کی دیانت کو دیکھوں کہ حضرت عقیل اور
 حضرت عباس پر ذلیل و خوار کا لفظ استعمال کرتا ہے سبحان اللہ آپ کے اکابر
 خدای تعالیٰ کو کہو کل ابوالانبیا کو حاسد خاتم الانبیا کو اسود اور ابوالایمہ کو پھر
 خیر الناس حضرت عباس کو ولد الزنا اور ذلیل و خوار اور اندھا اور حضرت
 ابن عباس کو اندھا اور حضرت عقیل کو ذلیل و خوار ٹھرائیں اور آپ صرف
 اوس شخص کے لقب مہتمم الخمر پر کہ جس کے اہتمام میں شراب کی ہٹیاں بھی تھیں
 اس قدر نوحہ فرماوین ذلك تقدیر العزیز العلیم قولہ اور اہتمام خمر کا
 تو انہ پر کیا طعن کرتے ہو تمہارے مذہب میں تو نوش جان کرنا خمر کا جائز ہے
 اقول لقب مرضیہ عند الملقب کو طعن سمجھنا محض وہم کا سد ہے اور اوپر
 بنا کرنا اپنے طعن کا ذبح کو بنا سے فاسد علی الفاسد ہے نسبت کرنا جواز شرب
 کا جانب مذہب اہلسنت کے کذب و زور ہے غالباً آپ کو بیان شرب خمر سے

نہایت سرور ہے یہ کیا آپ حالت سکرمین باتین کر رہے ہیں جو اس قدر جھک
 لگا رہے ہیں کجا مذہب اہلسنت اور کجا جواز شرب خمر و بین تفاوت رہ از کجا
 تا بہ کجا قولہ اور ہینا اوسکا تمہارے امام اعظم کے نزدیک حلال ہے جب تک کہ
 کف نہ پیدا کرے اگرچہ نشہ کرے **اقول** اشیاء منشیہ علی الاطلاق حرام ہیں
 پس نسبت کرنا حلت خمر کا عند الامام ناقص و نا تمام ہے شاید اس پردہ میں
 اپنے کا ہر کا تیسیر عیوب منظور ہے کہ اونسے نزدیک پڑون آلودہ شراب اور
 چربی سور کو عین نازمین ہینا ایمہ علیہم السلام سے ماثور ہے اصول اربعہ کو
 ملاحظہ کیجئے کتب اربعہ سے من لا یحضرہ الفقیہ کو دیکھئے العیاذ باللہ
 اوسمین دو اماموں سے روایت ہے اور راویوں کے کلمے ہوئے ایمہ ہدیٰ پر
 افترا و تهمت ہے کہ سوال کئے گئے ابو جعفر و عبد اللہ علیہما السلام کہ مول لیتے
 ہیں ہم کپڑ و نکو در اخالیکہ وہ آلودہ ہوتے ہیں شراب و چیز لی خوک سو آیا مانع
 ہے آلودگی اونکی حالت نازمین پہننے سے کہا کچھ قباحت نہیں بے کشتے پہنوں
 عبارت اوسکی باب ما یصلی فیہ ولا یصلی فیہ من الثیاب میں یہ ہے
 سئل ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام فقیل انا نشترمی ثیاباً نضیم
 الخمر و نحدک الخنزیر عند حاکمۃ انصلی فیہا قبل ان یغسلہا فقال
 نعم ولا بأس بہ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں اسی حدیث کو باب علت الرضا
 فی اثابتہ الخمر و دودک الخنزیر میں لکھا ہے اور خلاصہ اوسکا جامع عباسی والے
 نے باب اول بیان نجاسات میں یون بیان کیا ہے کہ شیخ ابو بابویہ تجویز نماز کردہ
 درجائہ کہ آلودہ خمر باشد مولو یصاحب آپنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ
 کیا تہمت لگائی مفت اپنے مذہب کی پردہ دری کردانی کما قال المولوی العنوی
 چون خدا خواہد کہ پردہ کس دروچہ میں نش اندر طعنہ پاگان بردہ اب کچھ سنئے

اور ادھر مقوم ہو جائے : اشعار

پڑھان میں شکوہ سے یوں کہ جسے اجا
اک ذرا پیڑیچے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے
میں جگشاخ ہوں آئین غزلخوافی میں
یہ بھی تیرا ہی گرم ذوق فزا ہوتا ہے
دیکھئے آپکے اکا بر کے نزدیک گوہری روٹی دھو کر بے تکلف تناول فرالینے سے
جنتی ہو جانا واجب ہے ابن بابویہ قمی من لایحضرہ الفقیہ میں اوکو
معمول اکابر شیعہ لکھتا ہے اور معاذ اللہ اس حکم کو امام باقر علیہ السلام سے نقل
کرنا ہے دخل ابو جعفر الباقر فوجہ لقمتہ الخبز فی القدر فاخذ
ھا وغسلھا ودفعا الی مملوک معہ فقال تكون معک لاکلھا اذا
خرخت فلما خرخ فقال للملوك ان اللقمة قال اکلتها بائن رسول الله
قال انها ما استقرت فی جوف واحد الا وجبت له الجنة فاذهب
انت خرفانی اگرہ ان استخدم من رجلا من اهل الجنة یعنی داخل ہوئے
امام باقر جنکی کنیت ابو جعفر پانچانہ میں وہاں اپنے ایک لقمہ پایا روٹی کا گو
میں لٹرا ہوا پس اپنے اوس لقمہ کو اٹھالیا اور دھویا اور غلام کو جو ساتھ تھا
حوالہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے پاس رہے ہیں اسے کہا ونگا جب پانچانہ سے فراغت
پانچا پر جب آپ پانچانہ سے فراغت پا کر نکلے غلام سے پوچھا کہاں ہے وہ
لقمہ عرض کیا کہ میں نے کہا لیا اسے فرزند رسول خدا کے فرمایا وہ لقمہ جسکے پیٹ
میں ٹھہر گیا اوس پر جنت واجب ہے سو تو بجا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اس واسطے کہ
تجھ کو برا لگتا ہے کہ میں جنتی آدمی سے کام لون سبحان الله امیہ طاہرین
شیعہ کے زعم میں یہاں تک مذہوب الرجس اور مسلوب الدنس ہیں
کہ باقر عیسیٰ نے حق الیقین میں احوال نرجس خاتون میں لکھا ہے کہ ایہ علیہم السلام
کا پہلو میں مل رہا ہے اور رانوں سے پیدا ہوتے ہیں بوجہ اسکے کہ چکر و کشتا

پاک بین عبارت اوسکی یہ ہے کہ حمل او صیائے پیران در شکم نمی باشد در پہلو
می باشد و از رحم بیرون نمی آیند بلکه از ران فرود می آیند زیر کہ مانور ہائی
اتمی ایم چک و کسافت نجاست از مادہ و رگر دانیدہ است اگر آئسی گو بہری دئی
کہائین یا کہلائین اور کہانے والیہ کو او پر سے جنتی تہلائین تو ایسی طہارت
کے قربان معاذ اللہ کجا آن افراط و کجا این تفریط۔ کہہ بت شکنی گاہ بہ سجذنی کثر
از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد و ملاحظہ کیجئے آپکے امام اعظم کے بیان موت او
گو کا ملا ہوا پانی سور کی کمال کے ڈول سے غٹ غٹ نوشجان کرنا جائز ہے
ارشاد الاذہان امام اعظم شیخ حلی کو دیکھئے کہ پانی مستعمل رفع حدیث میں طہر
اور مطہر ہے اور جنابت میں نجس اور استنجہ میں طہر اور اگر بوجہ ملنے گو کے
وزن زاید ہو جائے تو عمدہ وجہ طہارت ہے عبارت اوسکی یہ ہے۔

والماء المستعمل فی رفع حدث طاهر و مطہر و فی رفع جنس
نجس الماء الاستنجاء و بوزاد الوترن فوجہان او جہہ اعدہ
النجاسة من لا یحضرہ الفقیہ کتاب الطہارت میں دیکھئے کہ جس پانی میں
چوپائے موتین اور کتے منہ ڈالین اور نا پاک ٹاویں اگر بقدر کہہ کے سب نجس
نہیں ہے عبارت اوسکی یہ ہے۔ فی الماء الذی تبول فیہ الدواب
وتلغ فیہ الکلاب وتغسل فیہ الجنب انہ اذا کان قدر کہ لم یجنس
شی اور اوسی کتاب کی کتاب الطہارت میں خیال کیجئے کہ سور کی کمال کا ڈول
بانا جائز ہے سئل الصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجبل
دلوًا فقال لا بأس بہ یعنی کسی شخص نے پوچھا امام صادق علیہ السلام
سے کہ سور کی کمال کا ڈول بنا لیا جاوے فرمایا کچھ قباحت نہیں ملاحظہ فرمائیے
کہ آپکے مذہب میں وہ پانی کہ ایک موری سے جاری ہووے اور دوسری

پیشاب اور دونوں غٹ پٹ ہو گئے ہوں طاہر ہے یا ناسک کہ اگر کپڑے او سین
 آلودہ ہو جاوین تو کچھ خون نہیں من لایحضرة الفقیہ کتاب الطہارت
 باب المیاء میں مطالعہ کیجئے ولوان میزابین سا لامیزاب بول ومیزاب
 ماء فخلطت ثم اصحابك ثوباً فیہ لم یکن فیہ باس خیال فرمائیے کہ آپکے
 مذہب میں ٹوپی آلودہ منی و پیشاب و خون و گو گو سر پر رکھا اور عمامہ آلودہ منی
 اور خون و پیشاب و گو گو سر پر باندھا اور موزہ آلودہ منی اور خون و پیشاب
 اور گو گو پیر میں پنکر بغیر اغت تمام بہ تسکین خاطر نماز کو ادا فرمالینا جائز ہے
 من لایحضرة الفقیہ فی باب ما ینجس الثوب میں لکھا کہ من اصحاب
 فلسوفہ او عمامہ او جوربہ منی او بول او دم او غائط فلا باس
 بصلوۃ فیہ غور فرمائیے کہ آپکے مذہب میں اگر ایک شخص نے وضو کر لیا ہے
 بعد اسکے پیشاب اور پاخانہ کے مقام سے خون اور پیپ اور ندی اور ودی
 جاری ہوئے نہ اوسکو عادۃ وضو کی ضرورت ہے اور نہ استنجہ کی حاجت
 من لایحضرة الفقیہ باب ما ینقض الوضوء میں دیکھئے کل ما خرج
 من طرفین من دم و قیح و مذی و ودی و غیر ذلک فلا وضوء
 فیہ ولا استنجاء معلوم نہیں کہ غیر ذلک سے کون کون چیزیں مراد رکھی گئیں
 لحاظ فرمائیے کہ آپکے بیان مصلی کے مذی اور ودی بہنے سے رانوں تک نماز
 ناسد نہیں ہوتی چنانچہ علل الشرائع باب العلة التي من اجلها
 صار المذی والودی لا ینقض الوضوء میں لکھا ہے عن جریر سأل
 ابا جعفر علیہ السلام عن المذی بسبیل حتی یبلغ الفخذ قال لا تقطع
 صلاة ولا تضلہ من الفخذ لانه لم یخرج من مخرج المذی انما هو
 بمنزلة النخامة روایت ہے جریر سے کہ سوال کیا اوس نے امام ابو جعفر

علیہ السلام کو مذی سے کہ بھی نماز میں رانوں تک فرمایا نہیں فاسد ہو کے نماز
 اور نہ دھو تو اسکو واسطے کہ وہ نہیں نکلے مخرج منی سے بلکہ وہ بمنزلہ ناک
 کے ہے اور کلینی فی باب المذی میں امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی
 ہے کہ فرمایا امام نے اگر بھی ذکر تیرے سے مذی اور ودی اگر چہ تو نماز میں ہو
 بس نہ ہوا و سکو اور نہیں فاسد ہوگی نماز عبارت اسکی یہ ہے عن علی ابن
 ابراہیم عن حماد عن جریر عن زرارہ عن ابی عبد اللہ علیہ
 السلام قال ان سال من ذکر ک شیء من مذی او ودی وانت فی
 الصلوۃ فلا تغسلہ لا تقطع صلاتہ او ہر توجہ کیجئے کہ آپکے امام اعظم کے
 نزدیک اگر بصلے اپنے ذکر سے کیا تا جاوے اندر نماز فرض کے تو کچھ قباحت نہیں
 استبصار کو دیکھئے قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل
 یعبث بذکرہ فی الصلوۃ المکتوبۃ فقال لا بأس بہ راہ کیا وقت کیلئے کا ذکر
 کے ساتھ ہے غالباً بیان ہی یہ ارشاد ہوگا کہ ہننے یہ تھوڑی ہی کدیا ہی
 کہ ہر وقت کیلئے کرے جیسا کہ بوسہ فرج میں فرمایا کہ ہمیشہ کیواسطے ہم نے نہیں
 کہا ہے بلکہ کبھی کبھی لے لیا کرے تو مضائقہ نہیں اب ارشاد ہو کہ آپکے مذہب
 میں گوہری روٹی کے تناؤل فرمانے کو دیکھوں یا گواہ اور موت کے ملے ہوئے
 پانی کو سور کی کمال کے ڈول سے نوش جان فرمائیں کو خیال کریں یا کپڑوں یا لودہ
 شراب اور چربی سورا اور موت کے پانی کو حالت نماز میں پہننے کو دیکھوں یا
 خون اور پیپ اور مذی اور ودی سے وضو نہ ٹوٹنے کو لحاظ کریں یا حالت
 نماز میں مذی اور ودی رانوں تک پہننے سے وضو نہ ٹوٹنے اور نماز نہ فاسد ہو
 غور کریں یا ٹوپی آلودہ منی اور خون اور پیشاب اور گو گو سر پہ اور موزہ آلودہ
 منی اور خون و پیشاب اور گو گو سر پہ میں بجا لیا نماز پہننے کو دیکھوں کس کس چیز کو

اور کس کس کی طرف نگاہ کروں جہاں تک دیکھتا ہوں ایک کو ایک سے زیادہ اور
ایک کو ایک سے ازید دیکھتا ہوں **شعر**

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم | کرشمہ دامن دل می کشد کہ جانیجات

ہم نامی مجتہدین اہل تشیع سے اس امر میں فتویٰ چاہتے ہیں کہ بحالت جنابت اور
پانی میں جو بقدر کر کے ہے اور کتوں نے اوسمین پیا ہی اور چو پاؤں شل سورا
وغیرہ نے موتا ہے اور ناپاک آدمی اوسمین نہا سے ہیں نہانا جیسا کہ کتب اربعہ
سے نقل کیا گیا ہے اور کپڑے آلودہ شراب اور چیز ذی سورا ورموت کے پانی کے
پیشاب جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور ٹوپی اور عمامہ الودہ منی اور
پیشاب اور خون اور گو گو سر پر رکنا بحالت نماز جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا
گیا ہے اور خون اور پیپ منی اور رودی کے مقام پیشاب اور پائجانہ سے نکلنے
مین وضو کا نہ ٹوٹنا اور استنجا کرنا جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور ریدی
اور رودی کی حالت نماز میں رانوں تک پہننے سے نماز کا نہ فاسد ہونا جیسا کہ کتب
اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور نماز فرض میں ذکر سے کہیلنا جیسا کہ کتب اربعہ سے
نقل کیا گیا ہے اور گو بہری روتی کو دھو کر ناول فرمانا اور اس سے جنتی ہو جانا
جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور پانی گو موت کا ملا ہوا سورا کی کمال کے
ڈول سے نوش جان فرمانا جیسا کہ کتب اربعہ سے نقل کیا گیا ہے آپ کے نزدیک صحیح ہے
یا نہیں اور اب ہم مولوی عمار علی صاحب آپ ہی سے بالتخصیص آپ کو آپ کے اجتہاد
کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ اب حالت جنابت میں اوس پانی میں جو بقدر کر کے
ہو اور کتوں نے اوسمین پیا ہو اور چو پاؤں شل سورا وغیرہ نے موتا ہو اور
ناپاک آدمی اوسمین نہا سے ہوں غس فرما سکتے ہیں یا نہیں اور آپ اوس
پانی سے کہ جس سے استنجا کیا گیا ہے اور گو وغیرہ مل گیا ہے یا نہا تک کہ وزن نجس

ہو گیا ہے وضو فرما سکتے ہیں یا نہیں اور آپ اون کپڑوں کو جو شراب اور چربی
 سو سے آلودہ ہیں پہنکر اور اس گیارہویں کو کہ جو موت و خون اور پانیخانہ سے
 آلودہ ہو سر پہ باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور آپ حالت نماز میں ہنسی
 اور ددی کے بہنے سے رانوں تک نماز تمام کر سکتے ہیں یا نہیں اور آپ عین
 حالت نماز فرض میں ذکر سے کہیل سکتے ہیں یا نہیں اور گوہری روٹی کو دھو کر
 تناول فرما سکتے ہیں یا نہیں اور آپ پانی موت وغیرہ کا ملا ہو اسور کی کمال کے ٹول
 سے نوش جان فرما سکتے ہیں یا نہیں اسکا جواب صاف صاف بغیر ہیر پیار کے
 تحریر فرمائیے العیاذ باللہ اگر مسلمانی ہمیں است کہ شیعہ دارند + آہ گرازیے
 امر زبود و زوائی + قولہ فخصم العذب المسکر لیس بحرام ما لم تقذف
 بالزبد عند ابی حنیفہ وان اسکر حاصل یہ کہ - شراب انگور نشہ لایوالے
 کے حرام نہیں جب تک کف پیدا نہ کرے نزدیک ابی حنیفہ کا اگرچہ نشہ کرے اقول لعنت اللہ
 علی الکاذبین اسی ایامت پر جواب لکھنے کا قصد فرمایا اور جو حوالہ کتاب کا دیا
 وہ بھی جو عبارت بنام نہاد ہدایہ بنائی وہ بھی لغو و بیہودہ اہلسنت کی کتاب
 ایسی نہیں ہیں کہ جو بلاد و قصبات میں موجود ہوں بجلاب کتب شیعہ کہ
 ہر وقت صنایع تقیہ میں بند رہتی ہیں خصوصاً ہدایہ مطبوع اور غیر مطبوع
 باجماع موجود ہے اور ہمیں اس عبارت کا نشان ہی نہیں ہے خیر یہ تو آپ کے
 معلومہ مذاہب بلکہ مہت کنندہ سے آباؤی ہیں پناہ آپ کے امام اعظم شیخ چلی نے
 منہج الحق میں لکھا ہے کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر میں قصر کرنا معصیت ہے
 حالانکہ یہ قول نہ امام شافعی کا ہے نہ کتب شافعیہ میں موجود اور یہ عبارت
 جو آپ نے بنام نہاد ہدایہ کی گڑھی ہے اور ہمیں المسکر اگر صفت خمر کی واقع ہے تو کلمہ
 وان اسکر لغو ہے اور اگر صفت عنب کی ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے تو خلاف

واقع ہے لیکن مذہب میں البتہ شیعہ انگور قبل علیان کی حلال ہے اور بعد
 اسکے ایک جماعت شیعہ کے نزدیک طاہر ہے شیخ الطائفہ نے کنز العرفان میں
 لکھا ہے کہ عرق انگور کا قبل علیان کی حلال ہے اور بعد اسکے حرام ہے لیکن
 بعد علیان کے بھی ایک جماعت شیعہ کے نزدیک طاہر ہے عبارت اسکی یہ ہے
 عصر العنب قبل خلیفہ حلال طاہر الی ان قال اما بعد علیانہ
 وقبل اشتدادہ حرام اجماعاً مانا واما النجاسة فعند بعضنا
 انه نجس ایضاً وعند اخرین مانہ طاہر پس حلت شرب کی نسبت
 امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے طرف کرنا اور اسکی استشہاد میں حوالہ ہدایہ کا کرنا
 محض افتراء و بہتان ہے سبحانک هذا بہتان عظیم

اذا كان الغراب دليل قسوم سیہدیہم طریق الہا لکین
 قولہ اور بوزہ بھی امام اعظم کے نزدیک حلال ہے چنانچہ کتاب اختلاف الائمہ
 رحمہم اللہ میں لکھا ہے والفقاء حلال یجوز شربہ یعنی اور بوزہ حلال ہے
 جائز ہے پینا اسکا قول بلائے جان ہے غالب اسکی ہر بات عبارت کیا
 افتراء کیا اور کیا۔ اے جناب آپ کو تو کتاب کا نام ہی نہیں معلوم ہے بسلا
 کتاب کے حوالہ دینے کی کیون تکلیف کرتے ہیں سنی اس کتاب کا نام رحمہم اللہ
 فی اختلاف الائمہ ہے آپ نے اپنی لیاقت و قابلیت سے جزو ثانی کو جزو اول
 قرار دیا اور جزو اول کو ثانی بنایا اور درمیان سے فی کو کہا گئے عجب زمانہ ہے
 کہ نہ لیاقت تصنیف اور نہ قابلیت تالیف مگر مصنف پنجابی کو مستعد ہو جاتے ہیں
 زمان قد تفرغ للفضول بسود کل ذی حلق جھول
 فان احبتم فیہ ارتفاعاً فکونوا جاہلین بلا عقول
 سنئے جمالت میں کہ آپ کے مذہب میں افتراء و بہتان سے احتراز نہیں اور

کذب و زور سے اجتناب نہیں جیسا کہ آپ کے امام اعظم کی بیباکی ظاہر ہوئی کہ اس نے
 امام شافعی پر یہ تہمت لگائی کہ ان کے نزدیک سفر میں نماز قصر کرنا ناجائز ہے حالانکہ
 شافعی کا یہ قول اور نہ کتب شافعیہ میں موجود ہے اور آپ کی یہ پالاکسی معلوم
 ہوئی کہ علت شراب میں جھوٹا حوالہ ہدایہ کا کر دیا باوصف اس بات کے کہ ہدایہ
 جابجا دایر و امصار و قصبات میں مطبوع اور غیر مطبوع موجود ہے حوالہ
 پھر ایسی کتاب غیر متداول و متعارف کی نسبت کہ جس کا وجود اس قصبہ میں
 معدوم بلکہ اکثر مواقع پر کیا ہے حتیٰ کہ آپ اس کے نام تک سے ناواقف
 کیونکر تسلیم کیا جاوے اور یہ بھی سنا گیا بروایات ثقات کہ یہ کتاب کسی
 زمانہ میں کتب خانہ مجتہد لکھنوی میں موجود تھی عجب نہیں کہ حضرات کی تحریف
 نے بوجہ غیر متداول ہونیکے دخل پایا ہو کیونکہ آپ کے اکابر کی قدیم سے یہی حال
 رہی کہ کہیں جھٹی بنکر دھوکا دیا اور کہیں شافعی بنکر فریب میں ڈالا اور کہیں
 منہلی بنکر جال مکر کا پہیلا یا اور کہیں مالکی بنکر اپنے دام میں پھنسا یا اور کہیں
 تحریف معنوی میں عقل دوڑائی اور کہیں تحریف لفظی میں دست درازی
 زمانی جمیع امور مذکورہ اپنے مقام پر ثابت ہیں اس جگہ صرف دو روایتوں پر
 اتکا کرتا ہوں کشف الغمہ میں دیکھئے لکھا ہے کہ شیخ اباعبد اللہ محمد بن
 ہشام فریب دیتا تھا ابلسنت کو شافعی بنکر ازراہ تقیہ اور مکر کے عبارت اس کی
 یہ ہے الشیخ اباعبد اللہ محمد الکبخی کان یتلبس لاهل السنة
 بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ والتزویر اور منہج الکرامۃ فی تحت
 الامامۃ فصل دوسری اخیر چوتھی وجہ میں ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے کہ دیکھا
 میں نے بعض ایہ خباہت کو کہتے تھے کہ ہم مذہب امامیہ کہتے ہیں کہا میں نے
 کیوں درس دیتے ہو مذہب خباہت پر کہا نہیں ہے مذہب ہمارے میں

نہ اور شاہرہ عبارت او کی یہ ہے وقد رائب بعض الائمة الخنا بلة
يقولون انا على مذهب الامامية فقلت لم تدرس على مذهب
الحنابلة فقال ليس في مذهبكم الغلات والمشاہرات مارفہ یہ ہے کہ
جو عبارت اپنے بنام نہاد رحمۃ الامتہ نقل کی ہے اوس سے تو بفرض و تسلیم
مطلق جواز شرب پایا گیا نہ نزد امام ابو حنیفہ بس حوالہ آپ کا نسبت امام کے محض
کذب و افتراء ہے قولہ اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اوسکا پینے والا حد نہیں مارا
جاتا نزد یک ابو حنیفہ کے اقول حوالہ ہدایہ بے پتہ و نشان عبارت کے غیر مسلم
ہے اور وراہ اسکے عدم ضرب حد جواز اور عدم لغز کو غیر مستلزم ہے قال
السید بعد بالیق کے واضح ہو کہ بندہ کا یہ اسلوب نہیں ہے کہ کسیکے مذہب
مذہب کے معایب اور مثالت کو بلا کسی چوڑ چار کے ناش کری چونکہ آپ نے
خواہ مخواہ ہکو اس امر پر مجبور کیا لہذا ہم بھی حکم المجبور معذور کے کچھ لکھتے ہیں
قال المجتہد ہمارے مذہب کے معایب کو آپ کیا فاش کرینگے اقول اب
ہی کہا تک کہا جاوے اباحت بوسہ فرج کو آپ اپنے رسالہ میں تسلیم کر چکے ہیں
اور تحایل فروج کو بھی اسی رسالہ میں اقبال کر چکے ہیں حالت نماز میں عورت
سے مس کرنے کو شرح کلینی میں جان چکے ہیں وقف فروج کو رفاع میں معلوم
کر چکے ہیں اور جامہ آلودہ شراب اور ہجرتی سور کی بہنے کو اور گوہری روٹی
دبو کر تبادل فرمانیکو اور سور کی کہاں کے ڈول سے گوشت کا پانی پینے کو اور
حمامہ کو اور موت سے بہرے ہوئے کے سر پر باندھنے اور موزے گوشت کے
بہرے ہوئے کو پیر میں پینے کی حالت نماز میں اور خون اور پیپ ندی اور ودی
کے نکلنے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کو اور ندی اور ودی کے رانوں تک بہنے سے
نماز نہ فاسد ہونیکو اور نماز فرض میں ذکر سے کہیلنے کو کتب اربعہ سے دیکھو

سمجھ چکے اب بھول و چوک کو جانے دیجئے اور ذہول کو دفع کیجئے۔
 گریہی بھول ہٹکے تو اندھیرا ہوگا چار جانب سے بہت آپ کو گھیرا ہوگا
 قولہ ہمارے مذہب میں کوئی عیب ہی نہیں ہے اقول اذالم نستحي
 فقل ما شئت قولہ اپنے مذہب کی خبر لو کہ اوسمیں کیسے کیسے عیوب داخل
 ہیں اقول نہر چشم عداوت بزرگ تر عیب است پگھل ست سعدی و در چشم
 دشمنان خاریست محمودیت مذہب اہل سنت و الجماعت ہم اپنے مونہ سے
 کیا بیان کریں آپ صرف جامع الاخبار امام اعظم طوسی شیعہ کو ملاحظہ کریں کہ وہ
 اہل سنت و الجماعت کی تعریف کیسے صاف صاف باوجود عناد مذہبی اور
 فسادہ بصری کے رسول اللہ کی زبان مبارک سے روایت کرتا ہے لکھا ہے
 کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے انتقال کیا اور حب آل محمد
 کے انتقال کیا اور سنت و الجماعت کے عبارت اوسکی یہ ہے قال الذبی
 صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ و الجماعت
 تصدیق اللہ العلی الاعلی جعل کلمتہ الذین کفروا السفلی و کلمہ اللہ
 علی العلی قولہ چنانچہ معلوم ہوگا اقول اس خیال خام اور وہم ناسد کو دل
 سے نکالئے آئیے اکابر بہت کچھ خاک اور اپکے ہیں باوصف اسکے منہ کی کیا
 بین دامن اہل سنت ہمیشہ گرد غبار سے صاف رہا اور فرقہ حقہ قدیم سے
 دیرین اللہ را اب اگر دعوی ہو تو عمر بر تقریر سے سامنے آئے
 ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گور ورنہ اپنے ہم مذہبوں کو چوٹی
 باتیں سننا کہ نہ بلایئے قولہ ہم نے چھیڑ چھاڑ کچھ اب سے نہیں کی اقول
 یہ غلط ہے خود ہی کی قولہ پہلے آپ ہی نے خود وعدہ کیا تھا شیخ فدا حسین
 صاحب سے متفقہ کے اثبات حرمت کا اقول یہ اپنے خود بخود جو لفظ خود

حایت میں بخود ہو کر لکھا ہے سر اسر جھوٹ ہے قولہ اور وہ آپ سے ظہور میں آیا
اقول اول وجود وعدہ کو ثابت کیجئے بعدہ ظہور اور عدم ظہور کا نام لیجئے قولہ
اور شیخ فدا حسین صاحب تو بموجب وعدہ آپ کے طالب ہوئے تھے اونہوں
نے ابتدا پر بیڑ چاڑ کی نہیں کی اقول ہم ایسی لچریات کی طرقت التفات
نہیں کرتے قولہ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اوسکا جواب آپ کے لئے موجود ہے
اقول باوجود اظناب و اطالت کلام کی ایک طالب علم کی کسی بات کا جواب
ندے کے بلکہ بعض کو بعینہ تسلیم و بعض کا بالمعنی اقرار کر چکے سید نے لکھا تھا
کہ آپ کے یہاں بوسہ فروج کا لینا درست ہے آپ اوسکے جواب میں فرماتے ہیں
ہم نے بوسہ لینے کی تاکید نہیں کی اگر حالت لذت میں لیا تو کیا قباحت ہے سید
نے لکھا تھا کہ کلینی نے نقل کیا ہے امام معصوم سے کہ عورت کو ننگا کر کے اوسکے
پیشاب کے مقام کو دیکھنا اس سے بہتر کوئی لذت نہیں ہے آپ بوجوب میں فرماتے
ہیں اوسکے ستر کے دیکھنے میں کیا قباحت ہے سید نے لکھا تھا کہ مذہب شیعہ
میں تحلیل فروج جائز ہے اب بعد تسلیم کر لینے کے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ مثل نکاح
کے ہے حالانکہ متقابل و متغایر ہونا یا ہمدگرہ تحلیل اور نکاح کا اعتقاد اب ابن
بابویہ و جامع عباسی سے ظاہر ہے سید نے لکھا تھا کہ ماریت دنیا فوج کا مذہب
شیعہ میں جائز ہے چنانچہ استبصار میں لکھا ہے آپ جواب میں فرماتے ہیں
کہ اگر استبصار میں یہ روایت تھی تو آپ نے لکھا ہوتا اسے جناب اس وقت
بوجہ اختصار کے روایت قلم انداز کی گئی اور صرف نام پر اکتفا کیا گیا جیسا کہ آپ
نے اکثر مقام پر صرف کتاب کا نام لیا ہے اب لیجئے نہ فقط استبصار بلکہ
مستعد کتابوں میں کتب اربعہ سے ملاحظہ کیجئے استبصار میں باب حکم
ولدا الجارية المنخللة میں مذکور ہے سألت ابا عبد الله عليه السلام

عن عامرية الفرج قال لا بأس به یعنی سوال کیا میں ابو عبد اللہ علیہ السلام
 سے نسبت عاریت فرج کے فرمایا کہ کچھ قباحت نہیں اور تہذیب الاحکام ذیل ضرب
 النکاح میں ملاحظہ فرمائیے روئے الحسن بن سعد عن فضالہ بن ایوب عن ابان
 بن عثمان عن الحسن قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن عامرية
 الفرج قال لا بأس به قلت فان كان فيه ولد قال لصاحب الجارية
 الا ان يشترط عليه یعنی روایت کیا حسن ابن سعید نے فضالہ بن ایوب سے
 اونہوں نے ابان بن عثمان سے اونہوں نے حسین سے کہا اونہوں نے کہ
 سوال کیا میں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نسبت عاریت فرج کے فرمایا
 کچھ قباحت نہیں میں نے کہا پس اگر لڑکا ہو فرمایا واسطے صاحب جاریہ کے
 مگر یہ کہ شرط کر لی جاوے سید نے لکھا تھا کہ آپ کے یہاں مباح کر دینا ام ولد
 کا کسی پر منع نہیں آپ اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ مباح کر دینے سے کیا مراد
 ہے اے جناب یہ جواب نہایت نفیس ہے سچاں فرمادین تو آپ کے امام اعظم
 شیخ جلی ارشاد الافان میں اور مراد آپ اہل سنت سے پوچھتے ہیں چنانچہ
 عبارت اسکی یہ ہے یجوز ان یسبح الامۃ و ام ولد و صمد میرہ و
 مملوکہ لغیرہ یعنی جائز ہے کہ اپنی لونڈی یا ام ولد یا مملوکہ کو کسی پر
 مباح کر دیوے سید نے لکھا تھا کہ متعہ دوریہ آپ کے مذہب میں جائز ہے جیسا
 کہ مصائب النواصب میں لکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ متعہ دوری ہمارے نزدیک
 باطل ہے اور پہر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بوڑھی عورت میں ازرو سے شرع کیا
 قباحت ہے اے جناب سید نے بوڑھی اور جوان عورت کا ذکر نہیں کیا خیر آپ
 نے متعہ دوریہ کو اول مطلقاً باطل فرمایا پھر اسکو بوڑھی عورت میں مستثنیٰ فرمایا
 نفع نظر متناقض ہونے دونوں تو لوں کے آپ نے ہی اوسکے جواز کو بوڑھی عورت

میں تسلیم کیا اور یہی سید کا مدعا تھا کہ آپ کے مذہب میں متعہ و زانیہ جائز ہے سید نے
 کہا تھا کہ متعہ کی حرمت میں کتب اربعہ میں حدیث حضرت علی سے موجود ہے خورم سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الاحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ یعنی حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت
 کہ ہونکا اور نکاح متعہ کا آپ فرماتے ہیں کہ تقیہ سے کہہ دیا تھا اس سے اس جگہ کہ تعلق
 نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ سے فرمایا یا حضرت علی نے
 خوف سے کہہ دیا سید کا مقصد کہ آپ کی کتب اربعہ میں حدیث حرمت متعہ
 کی موجود ہے آپ کے جواب سے یہی ثابت ہو گیا سید کے آپ نے یہ جواب
 لکھے ہیں کہ جنہر آپ کو یہ جوش و خروش ہے قال السید آپ جو ہم سے عدم جواز
 متعہ کا ثبوت طلب کرتے ہیں یہ عجیب بات ہے کیونکہ مانع سے دلیل نہیں طلب
 کی جاتی ہے بلکہ اس کو احتمال کافی ہے المانع یکفیہ الاحتمال قال المجتہد
 آپ سے عدم جواز متعہ کا طلب کرنا عجیب نہیں ہے اس واسطے کہ آپ نے اس کے
 اثبات عدم جواز کا دعویٰ کیا تھا اقول جھوٹ ہے قولہ اور آپ مانع ہرگز
 نہیں ہیں اقول بے شبہ ہم جواز متعہ کے مانع ہیں قولہ بلکہ آپ مدعی عدم جواز
 کے ہیں اقول یہ محض دعا ہے قولہ اور مانع تو آپ اس وقت ہو سکتے تھے
 کہ جب شیخ فدا حسین صاحب دعویٰ کرتے اس کے اثبات جواز کا اقول
 فدا حسین بیچارے میں دعویٰ کر نیکی کیا لیاقت ہے مقتدا ہے فدا حسین مدعی
 جواز متعہ بلکہ قریب بوجوب کے ہیں قولہ اور دعویٰ تو آپ نے کیا ہے عدم
 جواز کا اقول لاریب جواز متعہ اہل سنن کے نزدیک مسلم نہیں قولہ اور
 وہ آپ سے ثابت نہ ہو سکا اقول باوصف اسکے کہ اہل سنت کا منصب اثبات
 حرمت کا نہیں ہے کیونکہ وہ مانع ہیں اور مانع کو ثبوت پیش کرنا ضرور نہیں باہم

کتب اربعہ شیعہ سے کہ چہرہ مذہب تشیع کا مدار ہے حرمت متعہ کو ثابت کر دیا گیا قول
 تو اس سے گریز کر کے یہ عذر بیجا نکالا کہ ہم مانع ہیں اور مانع کو احتمال کفایت
 کرتا ہے اقول عذر اور معذرت کو اس میں کیا دخل ہے اہل سنت ہمیشہ سے
 مانع جواز ہیں قال السید ثبوت آپ کے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی جواز ہیں
 قال المجتہد ہر چند ہم مدعی جواز ہیں لیکن شیخ فدا حسین صاحب نے وعدہ
 اور ثبات جواز کا نہیں ہے اقول اسکی نسبت تعرض ہو چکا کھامر
 مراما قولہ اور آپ نے اثبات عدم جواز کا وعدہ کیا تھا اقول ہم مرہ بعد
 اولے اور کمرہ بعد اخرے اسکا جھوٹ ہونا لکھ چکے قولہ اسی واسطے اسکا ثبات
 آپ کے ذمہ تھا اقول ثبت البعد امر ثم انقش قولہ اور ہر چند ہم نے وعدہ
 اثبات جواز کا نہیں کیا ہے لیکن تبرکاً و تیمناً کتب اہل سنت سے علی سبیل الاختصاص
 ثابت ہی کر دیتے ہیں اقول ہم بھی آپ کے اس ثبوت کو دیکھتے ہیں قولہ
 قال اللہ فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورھن فریضۃ یعنی پس جو
 عورت کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ اسکے اون عورتوں میں سے ہیں دو تم اجورہ
 کہ مقرر کیا ہے اقول ہم اس آیت کریمہ کی تفسیر اور اسکے متعلق شبہات اہل تشیع
 کی تبصریح کلام اور بہ تشریح تمام بحث متعہ میں لکھ چکے ہیں اور خدشات اہل تشیع
 کو کلام رب العالمین اور تفاسیر مخالفین سے باطل کر چکے ہیں انصاف تو فرمائیے
 کہ آیت فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورھن کے ترجمہ میں آپ جو لفظ استمتاع کے معنی باوصف
 مخالف ہونے سیاق اور سیاق اور باوجود ترک کرنے معنی حقیقی کے بلا ضرورت
 اور مراد لینے معنی مجازی کے بغیر قرینہ متعہ متنازعہ فیہا کے لکھتے ہیں کیونکہ تسلیم
 کئے جادین نہ قرآن اسکے موافق نہ اقوال مفسرین متقدمین اسکے مطابق آپ کو کیا
 تکلیف دی جاوے خواہ بالا صرف قرآن مجید کو کہو لکھ پارہ دلو اننا میں آیت

رہنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذي اجلت لنا قال النار مثوفاً
 خالد بن فيہا کو ملاحظہ فرماؤ (یعنی اسے رب ہمارے نفع پکڑا بعض ہمارے
 نے ساتھ بعض کے اور پہونچی ہو ہماری موت وہ موت جو ہمارے واسطے ٹھہرائی
 تھی فرما دیا آگ ہے گھر تمہارا رہا کر دو اسپین ہمیشہ) اب آپ اس آیت کو ملاحظہ
 کیجئے اور استمتاع کے معنی حقیقی چوڑ کر معنی مجازی متعہ کے لیجئے پھر آپ دیکھیں
 کیا لطف آویگا اور کیا گل کھلیگا یعنی اگر آپ اپنی خوش فہمی سے اس آیت میں لفظ
 استمتاع کے معنی متعہ تنازعہ فیہا کے لیونگے تو ہم بھی اس حکم النار مثوفاً
 خالد بن فیہا کو جو متمتعین کے واسطے فرمایا گیا ہے بطیب خاطر آپ کو سناؤ گے
 اور اگر اب بوجہ عذاب دایمی متمتعین کے اس آیت میں عقیدہ میں تبدیل و تحریف کا
 موافق اپنے قانون مذہب کے کہ جو آیت مخالف تشیع ہے محرف ہے اور جو
 حدیث مغایر ہے تقیہ ہے پیش کریں گے تو ہم اس آیت کے اسبق میں جو آیت
 لا تبدل الکلماتہ واقع ہے یعنی نہیں ہے کوئی بدلنے والا اللہ کے کلام
 کا فوراً آپ کو سناؤ گے اور اگر آپ اس آیت سے اعراض فرما کر فرار اختیار
 فرماؤ گے تو پھر ہم اسی آیت فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجوراً
 من فریضۃ پر آپ کو دامن کشان کشان لاؤں گے اور عرض کریں گے کہ حضرت
 فرار کو فرار پر اور عار کو عار پر اختیار فرمائیے اور صاف ارشاد کیجئے کہ آپ نے
 اس آیت کے ترجمہ میں لفظ استمتاع کے معنی متعہ کے اور لفظ اجور کے معنی
 اجورہ کے لئے ہیں یہ صحیح ہیں یا آپ کے مفسر مقلد لاف اللہ شیعہ نے تفسیر
 منج الصادقین میں معنی استمتاع کے نفع کے اور اجور کے مجور کے لکھے ہیں
 وہ صحیح ہیں کیونکہ ایک کی تصدیق و کذب دوسری کے صدق و کذب
 کو مستلزم ہے ہم عبارت او کی قبل میں نقل کر چکے ہیں اور پھر آپ کے واسطے

تنہا ذکر کرتے ہیں فہما استمتعہ پس ہر کہ بر خور داری یافتہ بہ بد و منہن
 از ان فاتوہن پس بدہید ایشانرا اجور ہن ہر اے ایشان اور اگر آپ
 اس میں بھی کچھ چون و چرا کریں گے اور اپنی لیاقت مجتہدانہ سے معنی استمتاع کے
 متعہ متنازعہ فیہا کے ہی لیونگے تو اسی آیکے رسالہ اثبات المتعہ کے سترہویں
 صفحہ کو کو لکر رکھ دیونگے اور کہیں گے کہ دیکھئے اپنے شرایع الاسلام سے
 جو عبارت عربی نقل کی ہے اور اوس میں جو لفظ استمتاع کا واقع ہے اوسکے
 معنی اپنے اٹھارہویں سطر میں فایدہ اوٹھانیکے لئے ہیں پر اب فرمائیے
 کہ آیت میں جو لفظ استمتاع کا واقع ہے اوس میں خلاف ماسبق اور مخالف
 بالحق اور منغیر استعمال کلام رب العالمین اور مباین تفسیر منہج الصادقین
 اور مناقض قول نفس خود رئیس المجتہدین متعہ متنازعہ فیہا کو کیوں داخل
 فرماتے ہیں قولہ اس آیت سے متعہ کئی وجہ سے ثابت ہے ایک تو یہ کہ اکثر
 مفسرین اہل سنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود
 ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے
 اقول جنابوالانے اس قول میں آیت فہما استمتعہ کو واسطے ثبوت متعہ
 کے نقل کیا اوسکے ثبوت کو اوپر وہ وجہ کے قایم کیا وجہ اولے میں یہ
 دعویٰ فرمایا کہ اکثر مفسرین اہل سنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت جو بالفعل
 قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں
 نازل ہوئی ہے اور اس دعویٰ کی استشہاد میں پانچ تفسیر و نکتے نام کو
 لکھ دیا حالانکہ کسی تفسیر اہل سنت میں اس دعویٰ کا نشان نہیں بہر حال سمجھو
 ابھی اس میں کلام نہیں فقط لفظ بالفعل پر بالفعل کلام ہے جنابوالا کا یہ
 ارشاد کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے سراصلال اور موجب

دیکھئے کہ لفظ بالفعل کس درجہ قرآن مجید کے تحریف و تبدیل پر دال ہے اور قرآن
 اسکا اہل سنت ایدہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفضل و فضال ہے نسبت کرنا
 اس مقولہ کا کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے طرف مفسرین اہل سنت
 کے محض افتراء و بہتان ہے حاشا کہ اہل سنت تحریف کلام مجید کے قائل ہوں
 یا تبدیل آیات قرآن حمید کی طرف مائل اوں کو تو وعدہ واثق انا نحن نزلنا
 الذکر وانا لہ لحاظ واپراذعان ہے اور حکم ناطق لا مبدل لکلماتہ
 پر ایتقان ہے آپ کے اکابر نے تحریف قرآن کی تصریح کی ہے اور نہایت طمطراز
 سے تشریح کی ہے آپ کو زیبا نہیں کہ ایسے مقولہ والہ علی التحریف کو اہل سنت
 کی طرف منسوب کریں اور اپنے عقیدہ مضمرہ کی اس پہلو میں تشریح کریں
 کتب اربعہ کو لیجئے اور انہیں سے کلینی کو دیکھ لیجئے یہ وہ کتاب ہے کہ
 حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی نظر سے گزر چکی ہے اور اقدم اصول
 اربعہ قرار پا چکی ہے ملاحظہ کیجئے ہشام ابن سالم سے اس روایت کو لیجئے
 کہ حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو قرآن بتوسط حضرت
 جبریل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا تو اس میں سترہ ہزار آیتیں
 تین عبارت اسکی یہ ہے عن ہشام ابن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ
 السلام ان القرآن الذی جاء جبریل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سبعة عشر الف آية خیال فرمائیے کہ اس حدیث معصوم مرویہ کلینی کے
 موافق جو قرآن کہ بقول آپ کے بالفعل موجود ہے چوتھائی سے کہ سیکھ زیادہ قرآن
 پاتا ہے اور یہ بھی یاور ہے کہ یہ وہی ہشام ابن سالم ہے کہ جو اللہ کو کوثر
 بتلاتا ہے اب اس چوتھائی قرآن کی کیفیت سنئے اور اسی کلینی میں
 حدیث محمد ابن الجهم الملائی کو مطالعہ کیجئے کہ وہ روایت کرتا ہے امام ابو عبد

علیہ السلام سے کہ ائمہ ہی اربی من ائمہ نہیں ہے آیت کلام اللہ کی بلکہ
 تحریف کی گئی ہے اصل میں ائمہ ہی انہ کی من ائمہ تک ہے عبارت او کی
 یہ ہے عن محمد بن الجهم اللہالی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
 ان ائمہ اربی من ائمہ لیس کلام اللہ بل محرف عن موضعه والمنز
 ائمہ ہی انہ کی من ائمہ تک حضرت مخاطب خیال فرما دیں کہ چوتھائی قرآن
 جو بالفعل بجا یا رہ گیا ہے اس میں حدیث معصوم مرویہ محمد بن الجهم اللہالی
 کیسے صاف صاف تبدیل و تحریف کو بیان کر رہی ہے کیا لفظ لیس
 کلام اللہ مندرجہ حدیث امام ابو عبد اللہ نہیں تبدیل و تغیر قرآن پر
 دلالت کرتا ہے اور کیا لفظ بل محرف نسبت ائمہ ہی اربی من ائمہ نہیں
 تحریف کلام الہی کو ظاہر کر رہا ہے اور پھر اسے چوتھائی قرآن میں تنقیض کی
 نسبت اوس کی کلینی میں حدیث حکم ابن عتبہ کو ملاحظہ فرمائیے وہ کہتا ہے کہ
 یٰ علی ابن اسدین نے آیت وما امر سلنا من قبلک من رسول ولا
 نبی الا اذا تمنیٰ من ولا محدث کو بعد ولا نبی کے اور فرمایا کہ تمہے علی ابن
 ابی طالب محدث یعنی اس آیت میں امام نے لفظ ولا محدث کا بڑھایا جو آیت
 مندرجہ چوتھائی قرآن میں نہیں ہے عبارت او کی یہ ہے عن الحكم ابن
 عتبة انه قال فرء علی ابن الحسین وما امر سلنا من قبلک من
 رسول ولا نبی ولا محدث وقال کان علی ابن ابی طالب محدثاً اور پھر وہی
 قرآن کی تنقیض میں حدیث سالم ابن سلمہ کو اوس کی کلینی میں معائنہ فرمائیے کہا
 اوس نے کہ بڑھایا ایک شخص نے امام ابو عبد اللہ کے سامنے کچھ کلموں کو قرآن سے
 کہ نہیں پڑھتے ہیں اوس کو آدمی فرمایا امام نے سکوت کر ان قرأتوں سے
 اور پھر تو جیسا کہ پڑھتے ہیں اوس کو آدمی بیان تک کہ قائم ہو قائم یعنی حضرت

امام آخر الزمان بس حوت کہ قایم ہونگے قایم پڑھے جائیگی کتاب الشکیانی
حد تک عبارت او کی یہ ہے عن هشام ابن سالم قال قرء رجل علی ابی
عبد اللہ وانا اسمع حروفا من القرآن لیس ما یقرئہ الناس فقال
ابو عبد اللہ ما کف عن هذه القراءة وقرء كما یقرء الناس
حتی بقوم القائم فاذا قام القائم قرء کتاب اللہ علی حدہ یہ
بھی لحاظ رہے کہ فقطرت سے قرت سب سے پہلے کہ جو اہل اسلام میں مروج و متداول
ہیں پڑھائے گا کیونکہ اوس میں تقیہ کی ضرورت اور چھپانے کی حاجت نہ تھی
انتظار آخر الزمان امام مہدی اور ان کے وقت میں پڑھنا کلام الہی کا علی
حدہ صاف تبدیل و تنقیص کلام الہی کو کہ جو بقول آپ کے بالفعل موجود ہے
بیان کر رہا ہے بالجملہ قریب چوتھائی کلینی کے چوتھائی کلام اللہ میں تبدیل
و تنقیص تحریف و تغیر کو خبر دے رہی ہے اب جناب سامی ملاحظہ فرمادیں
کہ جس قرآن کی نسبت ایہ فرماتے ہیں کہ اوس سے بارہ ہزار آیات سے
زائد نکال ڈالی گئی ہیں اور جو سچی بچائی ہیں او نہیں ہی بعض یرفرمان
واجب الایقان یہ صادر ہوتا ہے کہ لیس من کلام اللہ بل ہو محرف
عن موضعه اوس سے آپ ایک آیت نقل کر کے متعہ کے ثبوت کیواسطے
اس قدر کیون کاوش اور جانفشانی فرماتے ہیں آیت محرمہ متعہ پر تو اس قدر
فرمادینا کہ لیس من کلام اللہ بل ہو محرف الخ کافی ہے اور آیات
مجموزہ متعہ کو اثناعشر الف آیت میں شمار کر دینا وافی ہے ایک کہانی ابن شہر
آشوب مازندرانی کی بھی مختصر اور سن لیجئے وہ لکھتے ہیں کتاب اللہ اللہ
میں کہ بعض سورہیں تبما صانکا لڈالی گئیں مثل سورۃ الولاہیت اور بعضی سورتیں
باکثر یا ساقط کر دی گئیں مثل سورۃ الاخراب اور لفظ و یلک قبل و لا

تحزن ان الله معنا اور لفظ عن ولایت علی بعد آیت وقفوہم انہم
 مستولون سے اور لفظ یملکہ بنو امیہ بعد آیت خیر من الف شہر سے اور لفظ
 علی ابن ابی طالب بعد آیت کفی اللہ المؤمنین القتال سے اور لفظ
 آل محمد آیت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
 سے اور لفظ علی بعد ولکل قوم ہاد سے نکال دالے گئے مگر حضرت شہر آشوب
 نے جو اس قدر کی کے ساتھ سورا و آیات مخرجہ کو بیان کیا شاید حدیث امام معصوم
 مندرجہ کلینی کے کہ جبین بارہ ہزار سے زیادہ آیات مخرجہ کا تحفہ ہوتا ہے نظر
 نہ پڑی ہوگی یا کسی مصلحت سے تنزل فرمایا ہوگا ملازمان والا ایک ترانہ اپنے
 قبلہ و کعبہ مجتہد لکھنوی کا اور سن لچھیکا غالباً اس کو سنکر محفوظ و مسرور ہو جائے گا
 حضرت مجتہد صاحب عماد الاسلام میں یون فرماتے ہیں کہ تحریف قرآن میں تسلیم
 احادیث و اخبار یقینی ہے کسی طرح سے شک نہیں ہے لیکن تحریف کیونکر واقع
 ہوئی اسکے جاننے پر متیقن قطعی نہیں ہے اس میں احتمالات ہیں ایک احتمال تحریف
 واقع ہونیکا قرآن میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم
 ہے کہ آپ کس قدر اپنی قوم سے تقیہ کرتے تھے بار صفا اس امر کے کہ حضرت علی
 کے خلیفہ کرنیکی بدرجہ اتم رغبت رکھتے تھے پس احتمال ہے کہ حضرت نے صحابہ
 کے اسلام ظاہری کے حفظ کیواسطے حکم خدا یہ طریقہ نکالا ہو کہ اصل قرآن کو
 کہ جبین ایہ کی مدح میں نام بنام آیتیں اور منافقین کی مذمت میں نام بنام
 سورتیں مندرج تھیں حکم خدا حضرت علی کو دیدیا ہو کہ صحابہ ایہ کی تعریف اور
 اپنا اتفاق قرآن میں دیکھ کر ظاہر اسلام سے مرتد نہ ہو جاویں اور بقدر مصلحت
 کے اونکو بھی دیدیا ہو اور چونکہ یہ لوگ باعث ہوئے تحریف قرآن اس واسطے تحریف کی
 اونہیں کیطرت کیجاتی ہے عبارت اسکی یہ ہے۔

بعد اللتیا والتی مقتضیہ تلك الاخبار ان التحریف فی الجملة فی
 هذا القرآن بین یدینا بحسب زیادة بعض الحروف ونقصا نہ
 بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواضع قد
 وقع بحیث مما لا یستثاک فیہ مع تسلیم تلك الاخبار نعم لا مجال
 لعقولنا فی هذا الزمان یحصل الجزم بأحد الوجوه المحتملة
 عند العقل لکیفیتہ وقوع تلك التحریفات بعینہ فان الاحتمالات
 فیہا کثیرة الی ان قال ومنها أنه معلوم من حال النبی کمال الخیفہ
 علی المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب مع انه کمال رنجبتہ
 علی تخلیفہ علیا کان فی غایة التقیة عن قومہ ولہذا عندی
 ادلیل وامارات لا تسع المقام ذکرہا فیحتمل عند العقل ان النبی
 حفظا لبیضۃ الاسلام الظاہری اودع القرآن النازل المشتمل
 علی نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقین مثلاً عند محارم
 اسرارہ کعلی بامر اللہ لئلا یرتد القوم بأسرہم لما علم من جالہم
 عدم احتمال ذلك اظہرہم بقدر ما علم المصلحة فی اظہارہ
 ولما کانوا ہم الباعثون للنبی علی ذلك کان الاسناد الیہم فی جمیع
 جناب سامی ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت مجتہد صاحب لکھنوی نے سب جگہ اچکا دیا
 اور کل قصہ کا فیصلہ کر دیا بے تکلف خدا اور رسول اور صحابہ کو محرف کتاب اللہ
 ٹراد یا خدا کو ام تحریف اور رسول کو مکتب تحریف اور صحابہ کو باعث تحریف قرار
 دید یا بہر حال از کتاب تحریف قرآنی میں تینوں کو اشتراک حاصل۔ گو اپنے مرتبہ
 کے موافق ہر ایک فاعل اللہ میان تو اسوجہ سے محرف ٹرائے گئے کہ انہوں نے
 رسول اللہ کو تحریف کلام اللہ کا بے کشتہ حکم دید یا جیسا کہ لفظ بامر اللہ سے منطبق

اور رسول یون محرف قرار دے گئے کہ انہوں نے صحابہ کے اسلام ظاہری بچانے
 اور مرتد نہ جانے کی واسطے پورا قرآن حضرت علی کے سپرد کر دیا جیسا کہ لفظ
 لیضۃ الاسلام الظاہری اور لفظ لئلا یرتد القوم بأسرہم سے
 ظاہر ہے اور بقدر مصلحت توڑا اساموافق صحابہ کے صحابہ پر ہی ظاہر فرمایا اور
 صحابہ اسوجہ سے محرف کتاب خدا بنائی گئی کہ یہ باعث تحریف ہوئی یعنی نہ باطن
 میں منافق ہوتے نہ انکی مذمت میں آیتیں اور ترقین نہ رسول اللہ تقیہ فرما کر
 اصل قرآن کو چھپاتے وہ سبحان اللہ حضرت مجتہد المتقین نے اپنی فہم عالی
 سے غوب احتمال کیفیت وقوع تحریف قرآن میں ایجاد فرمایا کہ جس میں خدا و رسول
 و صحابہ کو محرفین میں داخل فرما کر آخر کو صحابہ کو باعث تحریف قرآن ہونا ثابت
 فرمایا یعنی معاذ اللہ خدا کو ہی صحابہ کا اسلام ظاہری قائم رکھنے کی واسطے اپنے
 رسول کو حکم تحریف قرآن کا دینا پڑا اور انجام کو اوسی قدر قرآن جتنا کہ مطابق
 مصلحت و موافق صحابہ کے تھا ظاہر کرنا پڑا کاش اول ہی اس امر کا بندوبست
 کرتے اور اذن آیتوں کو نہ نازل کرتے تو کیوں یہ پیشمانی اور جانفشانی اٹھاتے
 اور کیوں حکم تحریف قرآن شریف کا فرماتے غالباً پہلے خدا کو نفاق صحابہ کا ظاہر نہ تھا
 اور انجام کو اوسکے غلبہ ہونے پر وہ ماہر نہ تھا کیونکہ گاہے گاہے ایسا ہو جاتا ہی
 کہ خدا یتعالیٰ بعض امور کے انجام سے جاہل ہوتا ہے گو بعد کو واقف ہو جاتا ہے
 چنانچہ ابن بابویہ نے کتاب الاعتقادات میں فرمایا ہے کہ ظاہر ہو جاتا ہے خدا
 کو ایک امر کہ پہلے وہ معلوم نہیں ہوتا ہے عبارت اوسکی یہ ہے بدعہ فی
 الامر ای ظہر لہ ما لم یظہر او لا یعنی ظاہر ہوا اوسکو ایک امر کہ آگے
 اوس سے ظاہر نہ تھا اسی کو اہل تشیع بدعت کہتے ہیں اور بدعہ مخصوصات مذہب
 اہل تشیع سے ہے چنانچہ صاحب شافی شارح کلینی کتاب التوحید میں فرماتے ہیں

کہ بدرمخصوص اہل تشیع سے ہے مخالفین اور کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ امام
 رازی اور امثال او کی اس امر میں تشیع کرتے ہیں عبارت او کی یہ ہے -
 والقول بالبداء مختص بالشیعة واستبعد مخالفوہم فیہ
 بل شنعہ امام الرازی وامثالہ فی هذا القول اور جناب سامی یہ بھی لفظ
 رکھیں گے کہ بدر کو نسخ میں نہ ملا دیجئے گا جیسا کہ آپ کے مجتہد بدر و نسخ کو ایک ہی کہہ
 کرتے ہیں کیونکہ نسخ میں رجوع ہوتا ہے حق سے طرف حق کے بوجہ حکمت اور
 مصلحت کے اور بدر میں رجوع ہوتا ہے ایک امر سے کہ وہ کبھی حق نہیں ہوتا
 ہے چنانچہ صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے بان النسخ رجوع عن
 امر الحق الی الآخر منہ لمصلحہ وحکم عند اللہ تعالیٰ والبداء رجوع
 عن امر قد یکون لیس بحق سچ ہے اگر اوں آیتوں کا نازل کرنا جو مخالف
 صحابہ کے تہمین حق ہوتا تو کیوں اپنے رسول کو قرآن کے تحریف کرنے کی واسطے
 حکم فرماتا جناب مجتہد المتشعین کے قول کے مطابق خدا تعالیٰ تو مرتکب فعل
 عبت کا ہو چکا اور صحابہ کا اسلام ظاہری بچانے کی واسطے حکم بالتحریف دے چکا
 اور امر بتحریف القرآن قرار پا چکا اور اگلی کئی پریشانی اٹھا چکا کیا خوب بدر
 اللہ تعالیٰ کی حضرات نے فرمائی سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما قدر اللہ
 حق قدرہ مگر جناب الامیری خیال میں نہیں آیا کہ جناب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے کس واسطے پورے قرآن کو چھپایا اور کیوں صحابہ سے مخفی فرمایا جیسا کہ کلمات
 جناب امام المتشعین کے اودع القرآن الناسل عند محارم اسرارہ
 کعلی ظاہر کر رہے ہیں اگر سمجھا جاوے کہ یہ فعل رسول سے صرف بحکم من اللہ
 صادر ہوا جیسا کہ کلمہ بامر اللہ جناب رئیس المجتہدین کی عبارت میں وارد ہے
 تو چاہئے تھا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خدا کے سامنے دست بستہ عرض کرتے کہ حضرت

آپ ہی ایسے قرآن کو نازل فرماتے کہ جس کا آج چہا ناضر و رہا ہوا ہلکا ہو گیا کیون
 کا تین بیات میں داخل فرمائے ہوا اور معاذ اللہ کیون وعید شدان الذین
 یکتون ما انزلنا من النیب والہدی من بعد ہائیکہ للناس
 فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الاعنوں -

کا مستحق بتاتے ہو آپ ہی تو کاتین کے حق میں یون فرماتے ہیں اور
 آپ ہی مجھ سے حکم فرما کر پورے قرآن کو چھپواتے ہیں بہر حال
 اگر حضور کا مخفی کر دینا کا قصد تھا تو کاتین کے حق میں اس وعید شدید
 اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الاعنوں فرمائی کی کیا ضرورت تھی اور اگر کاتین کے
 واسطے وعید شدید فرمائی گئی تو مجھ سے فرمان کتمان قرآن کی کیا حاجت تھی
 معلوم نہیں خدا تعالیٰ اس وقت رسول خدا صلعم کو کیا جواب دیتا یا اپنے
 اس فرمان واجب الاذعان پر ہی پشیمان ہو جاتا سب سے زیادہ سہل تو یہ
 بات تھی کہ وقت امر بالتحریف کے رسول اللہ صلعم قرآن کو اوٹھا لیتے اور خدا
 کے حوالہ کر دیتے اور فرمادیتے کہ میں کیون سحر فون الکلم میں داخل ہوں
 اور معاذ اللہ خواہ مخواہ اپنی ذات کو متصف بصف کفرہ کر لوں آپ کو اختیار
 ہے آپ کی کتاب ہے چاہئے بنائیے چاہئے بگاڑیے مفت میں میرا بچہ نہ لیجئے
 اس امر میں نہ زیادہ گفتگو کی ضرورت تھی نہ اعتراض کی حاجت مگر شاید یہ
 ہی قدر مقبول نہ تھا کیونکہ مقام غدیر میں رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کے خلیفہ کرنے سے مکرر سہ کر رہے تھے کیا لیکن وہ مقبول نہیں ہوا بلکہ اولاً
 کتاب ہوا جیسا کہ روایت کتاب روضہ شیخ مفید سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول
 اللہ صلعم نے بعد حجتہ الوداع کے جب توجہ مدینہ منورہ کی طرف فرمائی راہ میں
 حضرت جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے رسول خدا کے اللہ تعالیٰ

بعد سلام کے فرماتا ہے کہ علی کو تم امام کر دیو اور اپنی امت کو ان کی خلافت کی
 خبر دیدو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے بہائی جبریل اللہ جانتا ہے
 میرے اصحاب کے بغض کو علی کے ساتھ میں میں خوف کرتا ہوں کہ میں علی
 کو خلیفہ کروں اور وہ سب جمع ہو کر میری ایذا دہی پرستعد ہو جاوین
 پس معافی چاہ تو اس حکم میں رب میرے سے پس چڑھ گئے حضرت جبریل اور
 اور حضرت کے جواب کو اللہ کے سامنے عرض کیا اللہ نے پھر اولٹے پیرون
 اقرار اور وہی حکم فرمایا پھر رسول اللہ صلعم نے وہی معافی چاہئے جو پہلے
 چاہئے تھی پھر حضرت جبریل چڑھ گئے اور رسول اللہ صلعم کے جواب کو عرض
 کیا پھر اللہ نے حضرت جبریل کو ساتھ عتاب شدید کے رسول اللہ صلعم
 پر نازل کیا آخر کو رسول اللہ صلعم نے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علی کو
 خلیفہ کر دیا عبارت اوسکی یہ ہے ان الله تعالى انزل جبريل عليه السلام
 على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بعد الفراغ من حجة الوداع والتوجه الى المدينة
 في الطريق فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ولقولك الضب علياً للامامة
 ونبه امتك على خلافة فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا اخي جبريل ان الله
 يعلم بغض اصحابي لعلي اني اخاف منهم ان يجتمعوا على اضرارى فاستعفى بربى
 فصعد جبريل وعرض جوابه على الله فانزله الله مرة اخرى وقال النبي صلى الله عليه
 وآله وسلم مثل ما قال تا ولا فاستعفى النبي صلى الله عليه وسلم كما في المرة الاولى ثم
 صعد جبريل فكرر جواب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فامر الله بتكرير نزول ما كان
 مشدداً عليه لقوله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل
 فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس الاية فجمع اصحابه و
 قال يا ايها الناس ان علياً امير المؤمنين وخليفة رسول رب

العالمین لیس لاحد ان یكون خلیفة بعدی سواہ من كنت
 مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من ولاہ وعاد من عادہ انتہی
 بحروفہ اور اگر یہ گمان کیا جاوے کہ اللہ نے رسول اللہ کو اخفا تو انکا
 اسوجہ سے حکم فرمایا کہ صحابہ اسکو دیکھ کر مرتد نہوجاویں جیسا کہ جناب مجتہد
 المتشیعین عماد الاسلام میں لٹلا یرتد القوم با سرہم ارشاد فرماتے ہیں
 تو معاذ اللہ اخفاء قرآن میں ہدایت اور وہ بھی ناقص اور اظہار قرآن میں
 ضلالت اور وہ بھی کامل قرار پاتی ہے اور صفت قرآنکی ہدی للناس
 کلیۃ مطلق اور بیکار ہوتی جاتی ہے معاذ اللہ خدا سے ہی کچھ بہن پڑا
 قرآن کو نازل تو کر بیٹھے لیکن آخر کو یہی کہنا پڑا کہ اب تم اس قرآن کو جھٹ
 پٹ چھپاؤ ورنہ اسلام ظاہری سے ہی صحابہ کے ہاتھ اوٹھاؤ والعیاذ
 باللہ حضرت جبریل ہی کہتے ہوئے کہ یہ عجیب خدا ہے کہ کبھی تو ہمارے ہاتھ
 آیت بلغ ما انزل الیک من ربک کو نازل فرماتا ہے اور کبھی لا تببلغ ما انزل
 الیک بل استره فی عمارہ اسرارہ کعلی کا حکم فرماتا ہے اے اہل
 اسلام جناب رئیس المجتہدین نے تو اس تہانہ میں نہ خدا کی خدا کی کو قایم رکھا
 اور نہ رسول کی رسالت کو باقی رکھا سب کو مغلوب اور عاجز اور محرف قرآن
 اور غیر قرآن ٹھہرا دیا بہر حال سمجھو ایک قسم سے ممنون بنا لیا کہ صحابہ کو تبدیل
 و تحریف قرآن سے بری کر دیا گو باعث تحریف قرار دئے گئے مگر اصل تحریف
 سے بچائے گئے الغرض ناظرین اس ترانہ کو کھانتک سنیں گے اور عاقلین
 اس فسانہ سے کھانتک ہنسین گے صفیان میں آہ میں فریاد میں شیون میں
 نالہ میں ہسناؤں درد دل طاقت اگر ہو سنئے والے میں بے آدم بر مطلب
 جناب سامی نے کس قدر ہٹ دہرمی سے اتنا بڑا دعویٰ کہ اکثر مفسرین اسذلت

نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت کہ جو بالفعل قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری
 قروت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے کر دیا اور اسکی تصدیق
 میں کس درجہ بے شرعی سے کبیر و مدبرک اور زرخشری اور زناہدی اور زرخش
 کا نام لکھ دیا اور کیسی مباحی سے سب تفسیر و نہیں کبیر کو مقدم کر دیا اور کتنی
 بڑی جالاکہی سے زرخشری کو اہلسنت میں داخل کر دیا اب آپ اپنے اس
 دعویٰ کو بغور ملاحظہ فرما دیں اور اس کے جھوٹے ہونیکو انہیں تفسیر و نہیں
 مطالعہ فرما دیں قولہ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن
 حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت آیت المتعہ فی کتاب اللہ ولہ
 یبذل بعدھا آیتہ تنسخھا یعنی نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب
 خدا میں اور نہ نازل ہوئی بعد اس کے ایسی کوئی آیت کہ منسوخ کر دے اسکو
 اقول حضرت مخاطب تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری میں تحت آ یہ کریمہ
 فھا استمتعتم بہ منہن فاتقن اجورھن فریضۃ کی ملاحظہ کریں
 اور اپنے دعویٰ کی تردید کو نہ ایک طرح بلکہ سوطح سے مطالعہ کریں اگر کچھ
 حیا ہو تو شرم کو کام فرمائیں ورنہ اپنی دعویٰ سے ملکر اور پشیمان ہو جائیں
 اور آئندہ کو ایسے دعویٰ سے باز آئیں اور تقلید مجمع البحرین اردو کتاب
 سے ہاتھ اوٹھائیں خلاصہ آپ کے دعویٰ کا یہ ہے کہ اکثر مفسرین اہلسنت کا اتفاق
 ہے کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہے اور اسکی تصدیق میں صرف پنج تفسیر وں
 کا نام لیا ہے اور سب میں تفسیر کبیر کو مقدم کیا ہے اور ایک روایت عمران بن
 حصین کو جبالۃ یا تجاللاؤس سے نقل کیا ہے کاش اگر آپ تقلید مجمع البحرین
 اردو کتاب سے دست کش ہوتے اور کسی ذی علم سے اس مقام کو خود بھی
 سمجھ لیتے تو اس قدر ذلت و رسوائی نہ اوٹھاتے سنئے امام المتکلمین امام فخر الدین

رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر تحت آیت کریمہ میں فرماتے ہیں فی هذه الآية قول
 احد هما وهو قول اكثر العلماء ان قوله ان تبتغوا باموالکم
 المراد منه ابتغاء النساء بالاموال على طريق النكاح فما استتمت
 بهن فان توهن اجورهن اي مهورهن فان استتمت بالدخول
 بها انتها مهرها بالتمام وان استتمت بعقد النكاح انتها نصف
 یعنی اس آیت میں دو قول امت کے ہیں اکثر علماء امت کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ان تبتغوا باموالکم میں یہ فرمایا ہے کہ چاہو تم عورتوں کو ساتھ مالوں کے
 اوپر طریقہ نکاح کے پس جبکہ نفع پاؤ تم ساتھ اوسی عورت کے او نہیں ہے پس
 دیو تم مہر ان کے پس اگر نفع پڑے ساتھ وطی کے ادا کرے تمام مہر کو اور اگر نفع پڑے
 صرف ساتھ عقد نکاح کے ادا کرے نصف مہر دیکھئے امام المتکلمین اس آیت کریمہ
 کی نسبت یوں فرماتے ہیں کہ امت رسول اللہ کی اس آیت میں دو قول ہیں اکثر
 علماء امت کا تو یہ قول ہے کہ یہ آیت متعلق ہے قول اللہ جل جلالہ وان تبتغوا
 باموالکم کے اور مراد اس سے چاہنا عورتوں کا بعوض مال کے اوپر طریقہ نکاح کے
 نہ اوپر طریقہ متعہ کے اور اس واسطے امام نے اجور کی تفسیر مہور کے ساتھ کی اور اگر
 بعد ایک مسئلہ شرعی کو بھی متعلق مہر کے لکھ دیا کہ اگر مباشرت بعد نکاح کے کر لی تو
 صل مہر ادا کرنا واجب ہے اور قبل مباشرت بعد نکاح نصف مہر ادا کرنا لازم ہے
 کما ان آپکا وہ دعوائے کمذبہ کہ اکثر مفسرین اہلسنت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ابا
 متعہ میں نازل ہوئی ہے اور کما ان امام المتکلمین کا یہ قول مصدقہ کہ اکثر علماء
 امت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت نکاح میں فرمائی گئی ہے آپ صرف اہلسنت سے
 اکثر مفسرین کو لکھتے ہیں کہ انہوں نے نزول آیت کو باب متعہ میں اقرار کیا ہے
 اور امام المتکلمین امت رسول اللہ صلعم سے اکثر علماء کو تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں

نزول آیت کو باب متعہ سے انکار کیا ہے بلکہ نکاح میں تسلیم کیا ہے اور سابق سے
متعلق کر کے اوسے پر متفرع کیا ہے خلاصہ یہ کہ امام فرماتے ہیں کہ صرف اہلسنت ہی
منکر نزول آیت کے باب متعہ میں نہیں ہیں بلکہ اس امت کے اکثر علماء اس امر
کے قائل ہیں کہ یہ آیت باب متعہ میں نازل نہیں ہوئی ہے امام نے اکثر کلام لفظ
اسی واسطے وارد فرمایا ہے کہ اوس میں بہتر فرقوں کو اس امت سے داخل فرمایا ہے یعنی
اونکے نزدیک متعہ حرام ہے اور یہ آیت متعہ سے تعلق نہیں رکھتی البتہ ایک فرقہ
اہل تشیع کا متعہ کے اباحت کو روایت کرتا ہے اور اس آیت کو متعہ میں ماننا ہے
اور اسی وجہ سے بہ نسبت کثرت فرق کے بمقابلہ اکثر بعثت میں اہل تشیع کو داخل
فرمایا ہے چنانچہ اوسے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری صفحہ ۲۸۶ میں فرماتے ہیں
فالشیعۃ یروون عنہ اباحت المتعۃ یعنی پس شیعہ روایت کرتے ہیں
حضرت علیؑ سے متعہ کے مباح ہونیکو باوصف اسکے کہ اسکی بی تردید اسی صفحہ میں
یون فرمائی وروی محمد بن علی المشہور بمحمد ابن الحنفیۃ
ان علیاً مراً بن عباس وهو یفتی بجواز المتعۃ فقال امیر المؤمنین
انہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا وعن کھوم الحمر الاہالیۃ
ترجمہ روایت کیا ہے حضرت محمد بن الحنفیہؒ کے جناب مرتضوی نے کہ تحقیق
جناب مرتضیٰ علیؑ رحمہ اللہ وجہ گذرے ابن عباسؓ کے پاس ہو کر اوس وقت وہ جو
متعہ کا فتویٰ دیتے تھے حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ اے ابن عباسؓ رسول اللہ
صلعم نے منع کر دیا ہے متعہ اور گوشت گدہ ہے اہلی سے اور پھر امام نے اوسے صفحہ
میں روایت ثالثہ میں ممنوع ہونے متعہ پر حضرت ابن عباسؓ کے اقرار کو نقل
کر کے یون فرمایا ہے انہ اقر صارت منسوخۃ ترجمہ یعنی حضرت ابن عباسؓ
نے اقرار کیا کہ متعہ ممنوع ہو گیا اور پھر اوسے صفحہ میں حضرت ابن عباسؓ کی توبہ

اس طرح نقل فرمایا ہے انہ قال عند موتہ اللہم انی اتوب الیک من
 قولی فی المتعة ترجمہ فرمایا ابن عباس نے حالت نزع میں کہ یا اللہ تحقیق
 میں توبہ کرتا ہوں طرف تیرے قول اپنے سے بیچ متعہ کے الغرض جناب سامی الہی
 بیانات نکلیا کہ میں کہ کسی کتاب کا بے دیکھے دکھائے صرف تقلید احوالہ دیدیا کریں
 اور اپنے اکابر کی فکر کے فقیر بن جائیں اور ذرا ہی دنیا و آخرت کی رسوائی
 کا نیاں نہ لائیں اگر آج قلم لیکر کاغذ پر جوٹا احوالہ دیتے ہو تو روز جزا کے لئے
 اس حرکت کا کیا جواب دیتے ہو۔ رہا سہے

ہنگامہ مشرب کہ برپا ہوگا	یوں روئے سوال سوئے اعدا ہوگا
خاصان خدا پہ کیوں یہ کی تہمت	ستمحے نہ یہ تم کہ ہم یہ کیا کیا ہوگا

اور یہ یہ بھی لحاظ رہے کہ امام کی عبارت منقولہ میں اکثر العلماء سے اکثر علماء
 اہل سنت نہ سمجھ لیجئے گا کیونکہ الف لام العلماء میں دلالت علماء امت پر کرتا ہے
 نہ علماء اہل سنت پر جیسا کہ صاحب تفسیر نیشاپوری نے ساتھ لفظ امت کے
 ضراحتمایوں تشریح فرمائی ہے کہ قال اکثر علماء الامت یعنی کہا اکثر علماء امت
 نے اور خود امام المتکلمین نے اسی صفحہ مذکورہ ۱۹ سطر میں اس مفہوم کی بون
 توضیح فرمائی ہے فذهب السواد الاعظم من الامۃ الی انها صارت
 منوخذۃ یعنی کیا گروہ اعظم امت سے طرف اس بات کے کہ ہو گیا وہی متعہ
 ممنوع اور حرام دیکھئے کہ مدلول اکثر علماء اور مفہوم سواد اعظم متحد ہے اور مقصود
 الف لام العلماء کا اور مضمون لفظ من الامۃ کا واحد ہے اور اگر بالفرض من التسلیم
 اکثر العلماء سے علماء امت نہ سمجھیں تو جانے دیجئے اسی عبارت فذهب
 السواد الاعظم من الامۃ منقولہ تفسیر کبیر پر فیصلہ کیجئے دیکھئے کہ
 امام نے سواد اعظم کو امت رسول اللہ کا قسم ٹھہرایا ہے یا اہل سنت کا مجملہ کو امت

ایک حدیث نبج البلاغت کی یاد آئی اور سکا عرض کر دیا یہی آپ کے سامنے ضروری ہے مجتہد المتشعین صاحب نبج البلاغت جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے الزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم والفرقة فان الشاذ من الناس للشیطان ترجمہ یعنی لازم پکڑو تم گروہ بڑے کو اس واسطے کہ تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے اور جو تم اختلاف سے اس واسطے کہ تحقیق چمکا آدمیوں سے واسطے شیطان کے ہے اب آپ قول امام فخر الدین رازی کو حسین لفظ سواد اعظم کا موجود ہے اور حدیث مرتضوی مرویہ نبج البلاغت کو کہ حسین لفظ سواد اعظم اور جماعت کا مذکور ہے ملائیے اور دیکھئے کہ متعہ شذوذ شیطانی قرار پایا ہے یا نہیں یعنی متعہ حرام ہے نزدیک گروہ اعظم کے اور گروہ اعظم کو تم لازم پکڑو اس واسطے کہ جو چمک گیا گروہ اعظم سے وہ پہنچ گیا اطاعت شیطان میں جناب سامی برائے خدا اب بھی حلت متعہ سے باز آئیے ورنہ بقول اپنے مستشد امام رازی اور حدیث مرتضوی کے اپنا گھر تحت شیطان میں بنا اور اگر جناب والا اکثر العلماء سے علماء امت نہ لیجئے گا اور عبارت فذہب السواد الاعظم من الامۃ کی طرف متوجہ نہوجئے گا اور عبارت تفسیر نیشاپوری کی طرف التفات نہ کیجئے گا اور اکثر العلماء سے علماء اہلسنت ہے معہود کیجئے گا تب ہی اپنے حق میں سسم بنا لیجئے گا کیونکہ اس حالت میں اجتماع نقیضین متفق ہو جائیگا اور اسکا محال ہونا ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اکثر مفسرین اہل سنت مقرر ہیں حلت متعہ کی اور اس تقدیر پر امام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت منکر ہیں حلت متعہ کی باقی رہی روایت عمران ابن حصین کی جو تفسیر کبیر سے نقل کی گئی ہے کیفیت اسکی یہ ہے کہ اپنی تفسیر کبیر کو

دیکھا نہ لیاقت اوسکے دیکھنے کی دیکھئے کہ اس روایت کو امام نے انہیں بعض امت
 کے مابعد میں نقل کیا ہے کہ جبکو مرجوح اور متروک اور مجہور اور خلافت سواد
 اعظم امت میں قرار دیا ہے جیسا کہ مقولہ مذہب السواد الاعظم من الامة
 الی انہا صارت منسوخة منقولة تفسیر کبیر دلالت کرتا ہے پس اس روایت
 کا نقل کرنا تفسیر کبیر سے کہ جبکو امام نے واسطے تنبیہ موافقین اور تردید مخالفین
 کے نقل کیا ہے محض غباوت ہے اور اس روایت پر امام کو مجوزین متعہ میں قرار
 دینا سخت حماقت ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد تیسری صفحہ ۲۸۶ میں ملاحظہ کیجئے اما
 عمران ابن الحصین فانہ قال نزلت آية المتعة في كتاب الله
 ولم ينزل بعدها آية تنسخها الى ان قال فهذا ما يتعلق
 بالروایات واحتج الجمهور على حرمة المتعة بوجوه الى آخره
 ترجمہ لیکن عمران ابن حصین پس تحقیق اوس نے کہا کہ اوتری آیت متعہ کی بیچ
 کتاب اللہ کے اور نہ نازل ہوئی بعد اوسکے کوئی آیت کہ منسوخ کر دی اوسکو
 یہاں تک کہ کہا پس یہ وہ چیز ہے کہ متعلق ہے ساتھ حکایتوں کے اور حجت
 لائے ہیں سواد اعظم اور پر حرام ہونے متعہ کے بہت ساری وجہوں کے ساتھ
 دیکھے امام نے معنی آیت کریمہ کے سواد اعظم امت سے وہ نقل کئے جو مطابق
 مذہب اہل سنت کے ہیں اور پر سواد اعظم امت سے بالتصریح حرمت متعہ
 کو نقل کیا اور پھر روایت شیعہ کو حدیث محمد ابن الحنفیہ سے رد کیا اور پھر
 حضرت ابن عباس کے اقرار کو نسبت حرمت متعہ کے بیان کیا اور پھر انکی
 توبہ کو قول حلت متعہ سے ظاہر کیا اور پھر انکے نہ فتویٰ دینے کو حلال ہونے
 متعہ میں ثابت کیا اور پھر روایت عمران ابن حصین کو نقل کر کے لکھا کہ یہ
 ایسی چیز ہے کہ روایت اور حکایت سے تعلق رکھتی ہے اور پر سواد اعظم

امت کے براہین ساطعہ اور حج قاطعہ متعہ کے حرام ہونے پر بیان کئے کہ یہ سب کچھ
 ہم مختصر الکلمہ چکے ہیں اور بالتشریح تفسیر کبیر کے دیکھنے پر موقوف ہے پس
 ایسی روایت سے کہ جسکی نہ امام نے تصحیح کی بلکہ بالعمنی روایات کثیرہ سے
 تردید کی نہ اباحت متعہ کی تشریح بلکہ مخالف اس کے مذہب سواد اعظم امت
 کی حرمت متعہ پر تصریح فرمائی نہ اہل سنت پر الزام عاید ہو سکتا ہے نہ فتویٰ امام
 کا اباحت متعہ پر ٹھہر سکتا ہے نہ کوئی شخص امام کو مجوزین متعہ میں داخل کر سکتا
 ہے علاوہ برین نقل کرنا امام کا اس روایت کو متعہ النساء میں باوجود تردید
 اور عدم تصحیح کی اور باوصف مذہب اخذین روایت عمران ابن حصین
 خلاف سواد اعظم بہت ٹھہرائی گئی تھی سہو امام پر ہے کیونکہ یہ روایت عمران ابن
 حصین کے متعہ الحج میں نقل کی گئی ہے نہ متعہ النساء میں جیسا کہ صحاح ستہ سے
 ظاہر ہے صحیح مسلم شریف میں ہے قال عمران ابن الحصین نزلت آیت
 المتعہ فی کتاب اللہ یعنی متعہ الحج فامروا بانہما رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم الی آخرہ ترجمہ یعنی کہما عمران ابن حصین نے کہ نازل ہوئی آیت
 متعہ حج کتاب اللہ کے یعنی متعہ حج کی پس حکم کیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اور وہ آیت دوسرے پارہ میں یہ ہے فمن تعتمر بالعمرة
 الی الحج فما استیسر من الہدی یعنی جو کوئی فایرہ ایسے عمرہ ملا کر حج
 کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی ہو نچا دے اور ایسا سہو اکابر سے بمقتضائے بشر
 نقل مذہب غیر میں واقع ہو جاتا ہے جیسا کہ امام اعظم شیعہ شیخ ابو جعفر طوسی
 کا خطبہ بحث عدم جواز مسح پاتاب جدید میں شیخ بہاؤ الدین عاملی نے شرح
 اربعین میں بڑے زور شور سے کیا ہے اور بعد اس خطبہ کے لکھا ہے
 وغفلت مثل ذلك الشیخ الجلیل عن هذا عجیب ولا کن الجور

قد یلکوا والصبار قد ینبوا ترجمہ غفلت ایسے شخص عظیم الشان کی تعجب
 کی بات ہے لیکن سوار کسی گریڑتا ہے اور تلوار کسی مڑ جاتی ہے اب جناب صاحب
 ارشاد فرماوین کہ دعویٰ ایک صحیح ہے یا غلط اور حوالہ دنیا تفسیر کبیر کا جو ٹا
 ہے پاسچا اور امام کو مجوزین متعہ میں داخل کرنا واقعی ہے یا لغو و بیہودہ
 اب آئندہ کو تو بہ فرمائیے اور ایسے حرکات بیہودہ سے باز آئیے قولہ
 اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں اور زمرہ مخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا
 ہے کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہوئی ہے اقول معاذ اللہ کسی مقام پر صاحب
 مدارک نے تفسیر مدارک میں نہیں لکھا کہ یہ آیت متعہ میں نازل ہوئی بلکہ
 وہ اس آیت کے معنی اپنی تفسیر میں مطابق مذہب سواد اعظم امت کے
 اس طرح لکھتے ہیں فیما استمتعتم به منهن فأنکم تمھون فأتوهن اجورھن فیضی
 مھون مھن ترجمہ یعنی پس وہ عورت کہ نکاح کیا ہے تمہے ساتھ اس کے اونہین
 عورتوں سے پس دو تم ہر اونکا دیکھئے کہ صاحب تفسیر مدارک استمتعتم
 کی تفسیر نکحتمو کے ساتھ اور اجور کی تفسیر مھور کے ساتھ فرماتے ہیں بلکہ
 اسی تفسیر میں آیت کریمہ والذینھم لغر وجھہم حافظون کے تحت میز
 یوں فرماتے ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعہ ترجمہ یعنی بیچ اس کے
 دلیل ہے اور تحریم متعہ کے جناب سامی بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ
 صاحب مدارک کو کہ جو آیت کی تفسیر موافق اپنے مذہب بلکہ مطابق سواد اعظم
 امت کے کرتے ہیں اور حرمت متعہ کی دوسری آیت کے تحت میں تشریح فرماتے
 ہیں مجوزین متعہ میں داخل کرتے ہیں البتہ اوسمیں ایک روایت مجھو کہ وہ
 ہی ایک مذہب کو برباد کئے دیتی ہے بصیغہ مجهول نقل کی ہے کہ جو نہ صاحب
 تفسیر مدارک کا ٹول ٹھر سکتا ہے اور نہ ہمارے نزدیک یہ مقولہ مجھو مستند

اور معتد ہو سکتا ہے عبارت او کی یہ ہے وقیل ان قوله فما استمتعتم
 نزلت فی المتعة التي كانت ثلثة ايام حين فتح الله مكة على
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نسخت ترجمہ یعنی کہی گئی ہے یہ بات
 کہ آیت فما استمتعتم نازل ہوئی ہے بیچ متعہ کے کہ جو تہاتین دن فتح
 مکہ میں پہر منسوخ ہو گیا دیکھئے اس مقولہ مجہولہ میں ہی لفظ ثم نسخت
 کا موجود ہے جس سے مذہب جو از متعہ بالکل معدوم و مفقود ہے شاید اسی
 پر وہ پوشی کیواسطے اس روایت مجہولہ کو کہ جو نہ صاحب تفسیر مدارک کا قول
 ہے اور نہ جناب مخاطب کے مذہب کا مؤید اور نہ دعوائے مذکورہ کا مصدق
 ہے نقل نہیں کیا عقلا کے نزدیک تو یہ حرکت نازیبا ہے مگر ہمارے مخاطب کو
 ہر طرح سے بجا ہے اور زعمشری کو معدود کرنا مفسرین اہلسنت میں اور
 او کی کتاب کو کتب اہلسنت میں شمار کر کے بمقابلہ اہلسنت الزام پیش کرنا
 نہایت درجہ کی بلاوت اور غایت مرتبہ کی غباوت ہے اگر اوس نے لکھا ہی
 ہو تو اہل سنت پر محبت نہیں زعمشری معتزلی ہے اور فرقہ معتزلہ مثل
 فرقہ شیعہ کے فرق باطلہ میں داخل ہے مقتدائے شیعہ قاضی نور اللہ شوشری
 نے ہی مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ اہل سنت شیعہ و معتزلہ را واحد می دانند
 قولہ اور زاہدی نے تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اگر گفتہ و ہر صدق
 نگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اقول آپ تو نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے
 ہیں صرف سنے سنائے قول لکھدیا کرتے ہیں جناب مجتہد صاحب اونکی
 تفسیر کی ترتیب اسطریقہ پر ہے کہ وہ اولاً آیت کے معنی فارسی میں لکھتے
 ہیں اور پھر اوسکے متعلق اقوال اہل باطل بھی فارسی میں نقل کرتے ہیں
 بعدہ عربی میں تشریح کرتے ہیں اور جواب اوسکے عربی میں دیتے ہیں یہ دلیل

منقولہ انہوں نے جانب اہل تشیع سے بہ مقتضائے مقام عبارت فارسی میں لفظ
 دستور قریم کے لکھی ہے اور اس کا جواب عبارت عربی میں اس طرح سے دیا ہے
 فما استمتعتم به منهن امی النکاح المتعة الی ان قال وقال بعضهم المراد
 بالاستمتاع قیل اراد نکاح المتعة الی ان قال وقال بعضهم المراد
 منه النکاح لآیة عطف علی اباحۃ النکاح وهو قولہ واحل
 لکم ما وراعد لکم والاجرا معنی مہر قال اللہ عز وجل فانکحوا من
 باذن اهلہن واتوا من اجورہن و اراد المہر یعنی تفسیر زاہدی و لکھا
 کہتے ہیں کہ مراد استمتاع سے وطی ہے اور کہی گئی ہے یہ بات کہ نکاح متعہ مراد
 ہے اور کہا بعض نے مراد اس سے نکاح ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آیت
 کا عطف اوپر اباحت نکاح کے ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا واحل لکم ما وراعد
 ذلکم ہے اور اجرا اس آیت میں بیچ معنی مہر کے ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ
 نے آیت فانکحوا من باذن اهلہن واتوا من اجورہن میں لفظ اجور کا
 فرمایا ہے اور مراد اس سے مہر کو لیا ہے جناب اولاد کیسے کہ تفسیر زاہدی والے
 منقولہ مجہولہ نکاح متعہ کو بصیغہ مجہول نقل کر کے کس مہوم سے باطل کرتے ہیں
 اور اجور کے معنی آیت مذکورہ میں مہر کے لیتے ہیں نہ اجرت ممتوعہ کے اور
 اسپر دوسرے مقام کی آیت کو دلیل لاتے ہیں اب بھی اگر آپ نہ سمجھیں تو
 خدا آپ کو سمجھے قولہ اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں روایت کی ہے
 فما استمتعتم به منهن یعنی نکاح المتعة اقول جلال الدین سیوطی
 نے بھی اسی منقولہ مجہولہ کو کہ جسکو زاہدی والے نے بصیغہ مجہول لکھا مجروح
 اور مردود کیا ہے نقل کیا پس آپ کا حوالہ دنیا محض بنیادہ ہے اور جیسا کہ
 صاحب درمنثور نے اس منقولہ مجہولہ کو لکھا ہے ویسا ہی اسکے واسطے روایات

راہ اور معارضہ کو حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے عبارت اوسکی یہ ہے
 من طریق عطاء عن ابن عباس من قوله فما استمتعتم به منهن
 فاتوهن اجورهن فريضة قال ننسخها يا ايها النبي اذا اطلقتكم النساء
 فطلقوهن يعني ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی آیت
 يا ايها النبي سے پس جن لوگوں کے حق میں مفسرین اہل سنت نے صیغہ
 یعنی قبل کو استعمال کیا ہے وہی لوگ اس آیت کے منسوخ ہونیکے ہی قائل ہیں
 آیت يا ايها النبي سے اور سواد اعظم امت کے مذہب پر تو نہ یہ آیت معتبر
 نازل ہوئی اور نہ بنفسہ منسوخ ہوئی اب جناب سامی ملاحظہ فرما دیں کہ اولاً آپ نے
 آیت فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة کو
 نقل فرمایا اور اسکا ترجمہ اس طرح تحریر فرمایا یعنی پھر عورت کہ متعہ کیا ہے تنہ
 ساتھ اس کے اولن عورتوں میں سے پس دو تم اجورہ اوکا کہ مقرر کیا ہے اس
 ترجمہ میں جناب متعہ و غلطی فرمایا میں اول یہ کہ اتق کے مفعول کے معنی یعنی
 ہن کے صاف اوڑا دئے یہ آپکی قابلیت ہے دوسری یہ کہ فريضة
 کے معنی غتر بود کر کے یہ لکھ کہ مقرر کیا ہے حالانکہ فريضة بمعنی مفروضہ کے
 ہو کر اجور سے حال واقع ہوا ہے معنی اوسکے یہ ہوے در انحالیکہ مقرر کئے گئے
 ہیں یہ آپکی علمیت ہے تیسری یہ کہ اجور جمع ہے معنی اوسکے اجورہ کے لیکر
 مفرد استعمال کیا حالانکہ حقیقی معنی اوسکے حقوق کے ہیں یہ آپکی لیاقت ہے
 چوتھی یہ کہ استمتاع کے معنی حقیقی نفع کے ہیں معنی اوسکے متعہ متنازع فیہا
 خلاف استعمال کلام اللہ اور تفاسیر شیعہ کے لئے یہ آپکی دیانت ہے پانچویں
 یہ کہ اجور کے معنی مہور کے نہ لئے حالانکہ تفاسیر شیعہ میں بھی مہور کے لئے ہیں
 یہ آپکی متانت ہے بعد اوسکے ثبوت متعہ کو اس آیت سے دو وجہوں پر

فرمایا وجہ اولے میں یہ دعویٰ فرمایا کہ اکثر مفسرین اہلسنت نے اتفاق کیا ہے
 کہ یہی آیت جو بالفعل قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے
 مباح ہونے میں نازل ہوئی ہے اور اس دعویٰ کی تصدیق کیواسطے پانچ
 تفسیروں کے نام لکھے اول تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کو حالانکہ تفسیر کبیر میں
 اس دعویٰ کے جزو کا بھی نشان نہیں نہ کہ کل دعویٰ نہ کسی مقام پر امام
 نے یہ فرمایا کہ اکثرین مفسرین اہلسنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہی آیت کہ جو بالفعل
 قرآن میں موجود ہے قطع نظر دوسری قرأت کے متعہ کے مباح ہونے میں نازل
 ہوئی ہے نہ کسی جگہ لفظ بالفعل کا اس آیت کی نسبت لکھا ہے نہ لفظ قطع نظر کا
 تحریر فرمایا ہے نہ نزل آیت کا اباحت متعہ میں دعویٰ فرمایا ہے دوسری
 تفسیر مدارک اوسمیں بھی کسی مقام پر اس دعویٰ کو یا جزو دعویٰ کو صاحب
 مدارک نے نہیں تحریر فرمایا نہ کہ میں لفظ بالفعل کا تذکرہ کیا اور نہ لفظ قطع نظر
 کا ذکر کیا نہ نزل آیت کو باب متعہ میں اپنا قول یا اپنا مذہب بیان کیا اور
 علی ہذا القیاس نہ زاہدی میں اور نہ دشواریں اور تفسیر زمخشری میں بھی نہیں
 ہے اور اگر تفسیر زمخشری میں ہو بھی تو وہ معتزلی ہے ہمیر حجت نہیں دیکھتے
 کہ آپ نے آیت کا ترجمہ بھی جوڑا لکھا اور بعد اسکے دعویٰ بھی جوڑا کیا
 اور حوالہ ہی تفسیر دینکا جوڑا دیا پس ان اکاذیب اور اغالیط سے ثبوت متعہ
 ہی آیت سے باطل ہوا نہ وہ ثبوت رہا نہ وہ دعویٰ رہا نہ وہ حوالہ رہا اب
 ہم دوسری وجہ کو دیکھتے ہیں کہ اوسمیں آپ کیا لعل اوگھلتے ہیں اور کیا
 رنگ بدلتے ہیں قولہ اور ایک وجہ یہ ہے کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر
 اصحاب کے اسطور سے تھی کہ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی
 فانق من اجورھن فریضة اقول دعویٰ کرنا قرأت اکثر اصحاب کا

اور دلیل میں پیش کرنا تفسیر امام رازی اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر زمخشری اور
 مستدرک حاکم اور معالم بغوی کا محض یہودگی ہے کہ انہیں صرف ابی ابن
 کعب اور ابن عباس کی روایت باد صفت تکلم اور شذوذ کے لکھی ہے
 جناب مخاطب کا یہی قاعدہ ہے کہ ہر مقام پر دعویٰ فرماتے ہیں اور دلیل
 کو بیگانہ وار تحریر میں لاتے ہیں نہ دعویٰ کو دلیل سے مناسبت نہ دلیل کو
 دعویٰ سے مطابقت جیسا وجہ اولے میں طریقہ اختیار فرمایا یعنی وہاں ہی اپنے
 دعویٰ کی تصدیق میں پانچ تفسیر ذکا نام فراٹی کے ساتھ لید یا بغیر لحاظ اور
 خیال اسکے کہ انہیں دعویٰ کا ذکر بھی ہے یا نہیں ویسا ہی اسوجہ میں ارشاد
 ہوا دیکھئے کہ حضرت دعویٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت موافق قررت اکثر اصحاب
 کے اس طور سے تھی کہ نما استمتعتم به منهن الی اجل مسعی
 فاتقهن اجورھن فریضۃ اور دلیل میں تفسیر امام رازی اور تفسیر ثعلبی
 شیعہ اور تفسیر زمخشری معتزلی اور مستدرک حاکم اور معالم بغوی سے وہ
 روایت پیش کرتے ہیں کہ جس میں صرف ابی ابن کعب اور ابن عباس کی نسبت
 اس قررت کو منسوب کیا ہے دو صحابی پر ہزار ہا صحابہ بلکہ لاکھ میں سے اکثر
 اصحاب کا اطلاق کرنا حضرت ہی کا کام ہے قولہ چنانچہ امام رازی نے تفسیر
 کبیر میں لکھا ہے کہ ابی ابن کعب نے اور ابن عباس نے اس آیت کو اسطرح
 پڑھا ہے اقوال آپ نے کبھی تفسیر کبیر کو بھی دیکھا ہے یا نام ہے یاد کر لیا ہے
 جنابو انا امام نے اس روایت کے ثبوت میں بڑے زور شور سے کلام کیا ہے
 اور پھر اس کے ثبوت کو فرض کر کے اسکا بھی جواب دیا ہے برائے خدا آپ
 تکلیف فرما کر کسی ذی علم سے اس عبارت کو سمجھ لیجئے گا۔
 وهذه القہات علی تقدیر ثبوتها لا تدل الا علی ان المتعہ

بکانت مشروعة ونحن لا تنازع فيه انما الذي لقوله ان
 النسخ طرء عليه ترجمہ یعنی یہ قررت الی اجل مسمی کی اولاً کسی طرح سے
 ثابت نہیں اور بر تقدیر ثبوت دلالت نہیں کرتی مگر اسپر کہ پہلے متعہ مشروع تھا
 اور اوسین بکونزاع نہیں ہم جو کہتے ہیں وہ بات یہ ہے کہ بعد اسکے نسخ آگیا
 آپ نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں مفت میں حوالہ دے بیٹھتے ہیں دیکھئے کہ امام نے
 حضرت ابن عباس کی قررت پر کلام کیا اور اسکے ثبوت کو ہر طرح سے مجروح
 کیا اور پھر بعد فرض کر لینے ثبوت کے بطریق تنزل اس طرح سے جواب دیا کہ اگر
 یہ قررت حضرت ابن عباس کی ثابت بھی ہو تو اسپر دلالت کرتی ہے کہ متعہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی وقت جایز تھا اور ہم اس امر میں کلام نہیں
 کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ بعد جواز کے منسوخ اور منوع ہو گیا چنانچہ امام نے اوس
 حضرت ابن عباس سے بواسطہ عطاء خراسانی کے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت
 ابن عباس فرماتے تھے کہ یہ آیت یعنی فما استمتعتم منسوخ ہو گئی اللہ
 تعالیٰ کے قول یا ایہا الذبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن بعد تهن
 سے عبارت اوسکی یہی روای عطاء الخراسانی عن ابن عباس فی قوله تعالى
 فما استمتعتم به منهن قال صادت هذه الایة منسوخة بقوله تعالى
 یا ایہا الذبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن بعد تهن جنابوا لا خیال فرمائیے کہ
 امام نے حضرت ابن عباس کی تو بہ کو بھی قول حلت متعہ سے نقل کیا اور انکی
 اقرار کو بھی ممنوعیت متعہ کی نسبت روایت کیا اور اسکی قررت منسوب ہونے
 میں بھی اونکی نسبت ہر طرح سے کلام کیا اور پھر بفرض تسلیم اسی آیت کے
 منسوخ ہونے کو او نہیں حضرت ابن عباس سے روایت عطاء خراسانی کو
 پیش کیا اب جناب والا اپنے دعویٰ کو خیال فرمائیے کہ اکثر اصحاب کی یہ

قررت تھی اور تفسیر امام رازی کو ملاحظہ فرمائیے کہ حسین صرف حضرت ابن عباس
 و ابی ابن کعب کی قررت کو لکھا ہے اور او سپر ہزار طرح سے کلام کیا ہے مگر
 نہیں جناب مخاطب نے چنانچہ کے کیا معنی پڑے ہیں جو ایسی بیباکی سے تفسیر
 کبیر کے نام لینے پر اڑے ہیں قولہ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حبیب ابن
 مظاہر سے روایت کی ہے اقول ثعلبی کے تشیع کے مجلسی نے جلد اول
 بحار الانوار میں تصریح کی ہے قولہ اور زرخشری نے کشاف میں لکھا ہے
 کہ ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے اقول زرخشری معتزلی ہے
 اقول مغزلہ سے اہلسنت کو الزام دینا سخت بیوقوفی ہے قطع نظر اسکے تفسیر
 ثعلبی اور تفسیر کشاف میں حضرت ابن عباس کا رجوع اور توبہ کرنا قول متعہ
 سے موافق امام فخر الدین رازی کے لکھا ہے عبارت اوسکی یہ ہے -

اللهم انی اتوب الیک من قولی بالمتعة وقولی فی الصوف ترجمہ یعنی اے اللہ
 میں توبہ کرتا ہوں اپنے قول سے متعہ اور صرف کے مقدمہ میں علاوہ برین ان
 دونوں تفسیر و نہیں اکثر اصحاب کا نہ پتا ہے نہ نشان ہے بس آپکا حوالہ دینا
 محض افترا و بہتان ہے قولہ اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابوسلمان
 کہتا تھا کہ سنائیں نے ابوبصرہ کو کہ کہتا تھا کہ ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح
 پڑھا ہے اور کہتے تھے ابن عباس کہ واللہ خدا تعالیٰ نے اس آیت کو اس طرح
 نازل کیا ہے اقول ہمارے حضرت مخاطب قسم لگا کر جواب لکھنے کو بیٹھے ہیں
 کہ جہاں تک ممکن ہو گا کتب غیر مستندہ اہلسنت سے حوالہ دیونگے اور اہل
 اہل تشیع اور معتزلہ کو بھی ملا دیں گے اور جہاں تک ہو سکیگا روایات شاذہ غیر
 صحیحہ مقدمہ و حد غیر ثابتہ نقل کر کے اہلسنت کو الزام لگائیں گے واقعی بیچارہ مجبور
 ہیں اگر یہ نہ کریں تو کیا کریں تا سید امر باطل کی بے امور باطلہ کے نہیں ہو سکتی

جناب والا نہ کتب اہل سنت سے واقف ہیں نہ محدثین اہل حق کا ہر اسے حساب
 احادیث مستدرک عموماً ہمارے یہاں معتبر و معتمد نہیں تاوقتیکہ تعقیبات و
 تلخیصات ذہبی سے قوت نہ پکڑیں رسالہ اصول حدیث نشان الحدیثین کو ملاحظہ کیجئے
 و برسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحت آن نمودہ مثل صحیحین انگاشتہ
 اجلہ علماء اور تخطیب کردہ اند و بروئے انکار نمودہ و لہذا ذہبی گفتہ است کہ
 حلال نیست کہے را کہ بر تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقیبات و تلخیصات مرا
 نہ بیند علاوہ اسکے یہ تو فرمائیے کہ حاکم نے مستدرک میں کہا کہ کہا ہے کہ اکثر
 اصحاب نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے اور بغیر ثبوت اس دعویٰ کے حوالہ
 دینا مستدرک کا محض بیفایده ہے قولہ اور بغوی نے تفسیر معالم التنزیل
 میں اسی روایت کو بیان کیا ہے اقول جس حالت میں کہ آپکے مستشرقین
 مثل امام رازی نے اس روایت کو بطرق متعددہ مسترد کر دیا پر بغوی کا
 اس روایت کو بغیر تصحیح کے بیان کرنا آپکے کیا کام آتا ہے آپ کیوں دور
 جاتے ہیں اور کیوں بے محل بغوی کا حوالہ دیتے ہیں اوسی اصل مسئلہ
 کو جسکے واسطے یہ روایتیں اور قرئین بناتے ہیں تفسیر معالم التنزیل بغوی
 میں کیوں نہیں دیکھتے او نہوں نے تو سارا قصہ متعہ کا رفع کر دیا ہے بلکہ جناب
 فاروق اعظم سے طعن شیعہ کو من جمیع الوجوہ دفع کر دیا ہے روی
 سالم عن عبد اللہ ابن عمران عن ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعد المنبر
 فحمد اللہ و اتثنی علیہ وقال ما حال رجال ینکون هذه المتعة
 وقد نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی روایت کیا ہے سالم نے عبد اللہ
 ابن عمر سے کہ تحقیق عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه تشریف لگئے
 منبر پر پس محمد فرمائیے اللہ تعالیٰ کی اور ثنا فرمائیے اور فرمایا کیا حال ہر مرد

کہ متعہ کرنے میں اور تحقیق منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور اوس
 معالم التنزیل میں یہ حدیث شریف ہی موجود ہے ان اباء حدیثہ انہ کان
 مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس انی کنت اذنتکم
 فی الاستمتاع من النساء وان الله قد حرّم ذلک الی یوم القیمۃ یعنی فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اذن دیا تھا میں نے واسطے تمہارے
 متعہ کا اور تحقیق اللہ نے حرام کر دیا متعہ کو دن قیامت تک جناب محمد اللہ تعالیٰ
 خیال تو فرمائیے کہ معالم بغوی سے ایک روایت غیر صحیحہ بلکہ مردودہ مستثنیٰ
 جناب کو نقل کر دینا اور اسکے ماسبق و لاحق سے احادیث صحیحہ صریحہ حرجت
 متعہ کو چھوڑ دینا نہایت چالاک کی اور غایت درجہ کی بیباکی ہے جناب سامی
 کی اس وجہ ثانیہ کو بھی ہم نے دیکھا اسے جناب کہان آپکا وہ دعوائے مطہ
 اور کہان یہ دلیل دعویٰ سے معرکہ کہان قمرت اکثر اصحاب اور کہان
 روایت ابی ابن کعب اور ابن عباس خیال کیجئے کس درجہ اپنے اسوجہ میں
 خلط مبحث کیا ہے کہ شیعہ اور معتزلہ کو بھی سنیوں میں ملا دیا ہے اب
 سنئے کہ جناب نے اسوجہ میں یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ آیت موافق قمرت
 اکثر اصحاب کے اس طور سے تھی فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی
 فاتقن اجورهن فریضۃ اور اسکا ترجمہ یوں تحریر فرمایا ہے یعنی جس
 کسی سے کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ اسکے اون عورتوں سے ایک مدت میں
 تک بس دو تم اونکو اجورہ اونکا کہ فرض ہے جناب مخاطب مجتہد لاثانی نے
 اس ترجمہ میں تو قدر ڈبا دیا تمامی لغات عرب اور محاورہ ادب کو برباد کر دیا
 اوں یہ کہ فعلاً کا ترجمہ جس کسی سے کیا جناب والا اس ترجمہ کو قاموس سے
 استخراج فرمایا یا صراح میں ملاحظہ فرمایا یا کسی اور لغت عرب سے مستنبط

فرمایا غالباً اصل ترجمہ سے یعنی پس وہ عورت جو عدل فرمایا اور فاء تفریع کے
 ترجمہ پس کو اڑایا اسکی وجہ یہ ہے کہ آیت ماقبل کی آیات پر متفرع نہ تھے
 اور آیات مابقی سے تعلق نہ پکڑے تاکہ متعہ بخوبی ثابت ہو اور اپنی خواہش نفسانی
 کما ینفی حاصل ہو یہ نہ سمجھے کہ مومن ہمارے جہالت ثابت ہوگی اور اولیٰ طلبہ
 کے سامنے ذلت ہوگی ہم کیسا ہی رنگ بدلینگے مگر اہل حق ہمارا پیچھا نہ چھوڑینگے
 اگر آپ فاء تفریع کا ترجمہ بھی اڑاؤینگے مگر منہن کی ضمیر کو کہہ رہے ہوا ہونگے
 دوسری یہ کہ استمتعہ کا ترجمہ متعہ کیا ہے متنے فرمایا اسمین لفظ ہے اپنی
 طرف سے گمراہ کر لگایا زیادہ تکلیف فرمائیے میزان خوانسے صیغہ جمع مذکر حاضر
 کے معنی پونچھ لیجئے تیسرے یہ کہ الی اجل مسمیٰ کے معنی (ایک مدت معینہ
 تک) کے فرمائیے معلوم نہیں کہ ایک کس لفظ کے معنی بنائے اجل کے معنی
 مدت مسمیٰ کے معنی معینہ الی کے معنی تک یہ ایک ہی جناب کا ایک ہی ہوا
 چوتھی یہ کہ فریضۃ کے معنی ارشاد ہوئے (کہ فرض ہے) وجہ اولے میں فریضۃ
 کے معنی فرمائیے کہ (کہ مقرر کیا ہے) اور یہاں یہ ٹھہرا ہے کہ (فرض ہے) حالانکہ
 ہم لکھ چکے ہیں کہ فریضۃ بمعنی مفروض کے حال واقع ہوا ہے لفظ اجور
 سے جیسا کہ مدارک میں بھی لکھا ہے فریضۃ حال من الاجور۔ اسے مفروضہ
 معنی اس کے اس آیت میں یہ ہوئے درانحالیکہ مقرر کئے گئے ہیں جناب مامی
 نے وہاں صحیح فرمائیے نہ یہاں صحیح ٹھہرا ہے یہ تو کیفیت جناب کے ترجمہ کی
 ہے اب خیال فرمائیے اپنے دعویٰ کو کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے
 اسطور سے تھی اور لحاظ فرمائیے اپنی دلیل کو چنانچہ امام فخر الدین رازی نے
 اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ابی ابن کعب اور ابن عباس نے اس آیت کو اسطور
 بڑا ہے ایحضرت کجا قرأت اکثر اصحاب اور کجا روایت ابن ابی کعب اور

ابن عباس ہزار ہا صحابہ میں سے ہزار پر نہیں پان سو پر نہیں سو پر نہیں پچاس پر نہیں پچیس پر نہیں دس پر نہیں صرف دو کی قوت پر اکثر اصحاب کا اطلاق اور وہ ہی شکم فیہ اور شاذ بانفاق جناب والا برائے خدا ارشاد تو فرمائیے کہ کہاں امام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت موافق قوت اکثر اصحاب کے اس طرح پر تھی اور کس جگہ امام نے لکھا ہے کہ ابی ابن کعب اور ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے امام تو اس روایت ابن عباس کے ثبوت میں بوجہ متکثر کلام کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کو مثل محال کے فرض کر کے بطرق متنوعہ جواب دیتے ہیں جیسا کہ امام کی عبارت و ہذہ القراءت علی تقدیر ثبوتہا لا تدل منقولہ تفسیر کثیر ظاہر کر رہی ہے آپ کیون ماعن امام کو سمیٹتے ہیں اور کیون جو ثنا حوالہ دے بیٹھتے ہیں پھر ارشاد ہوا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حبیب ابن مظاہر سے روایت کی ہے اب تو ہمارے جناب مخاطب شیعوں کو سنی بنا بنا کر اہلسنت کے سامنے پیش کرنے لگے ہم اسپر بھی اونسکے ممنون ہیں مگر یہ تو ارشاد ہو کہ وہ کون روایت ہے اور کیا اوسکا مضمون ہے ہکو تو نہ علم ماکان ہے اور نہ مایکون ہے اور اگر روایت مخدوشہ امام فخر الدین رازی لکھی ہے وہ آپکے مفید مدعا نہیں بلکہ رجوع ابن عباس کو قول ملت متعہ سے ثعلبی ہی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں پھر آپ مفت میں ثعلبی کو کیون سنی بنا کر پیش کرتے ہیں ثعلبی نے کس مقام پر اس آیت میں الی اجل مسمیٰ کی نسبت قوت اکثر اصحاب کو لکھا ہے جو اپنے ثعلبی کو سنی بنا کر اوسکا حوالہ دیا ہے پھر یہ ارشاد ہوا کہ زمرہ مشرعی نے کثافت میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے مجتہد المقتضین نے اس مقام پر تو معتزلہ کے قدموں کو کپڑا لیا اور مقابلہ اہلسنت اذکو ڈال دیا کہ سائنہ کیا تیج ہے الغریق یتعلق لكل حشیش و یبئہ والا آدمی گمانس کو کپڑا ہے آپ نہیں جانتے کہ اہل حق فرقہ معتزلہ کو فرقہ اطلہ میں

شمار کرتے ہیں بلکہ شیعہ اور معتزلہ کو کفّس واحدہ جانتے ہیں پھر آپ بیفایہ
 نشان ز مخشری کا کیوں حوالہ دیتے ہیں علاوہ برین کمان ز مخشری نے لکھا ہے
 کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے اگر روایت ابن عباس کو لکھا
 ہی ہو تو آپ کے کیا مؤندہ دعویٰ ہے وہ تو صاف صاف نسبت حلت متعہ کے تو یہ
 ابن عباس کو نقل کرتا ہے اب دیکھئے کمان قرأت اکثر اصحاب کا دعویٰ اور کمان
 بر تقدیر تسلیم روایت ابن عباس کا حوالہ پھر ارشاد ہوا کہ حاکم نے مستدرک میں روایت
 ابن عباس کو لکھا ہے یہاں تو جناب والا نے کتب غیر مستندہ کی پناہ لی مگر اس سے
 ہی وہی روایت ابن عباس مجروحہ امام ہامزی نقل کی جناب عالی ہمارے بیان
 یہ کتاب عموماً مسلم نہیں اور کتب مستندہ معتدہ پر من جمیع الوجوہ مقدم
 نہیں۔ بالفرض اگر روایت ابن عباس اوسین لکھی ہی ہو اور حاکم نے اسکی تصحیح
 ہی کی ہو اور ذہبی نے اس پر جرح ہی نہ واقع کے ہو تب ہی کمان آپ کا یہ دعویٰ
 کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے اور کمان یہ حاکم کا لکھنا کہ صرف
 ابن عباس نے اس آیت کو اسطرح سے کہا ہے اب فرمائیے کہ حاکم نے مستدرک میں
 کس مقام پر لکھا ہے کہ اکثر اصحاب نے اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے جو آپ نے روایت
 ابن عباس کو بغیر لحاظ قدح اور جرح کے نقل کر دیا اور اپنے دعویٰ کے موافق سمجھ
 لیا جبکہ تو بہ ابن عباس کی تفاسیر معتدہ میں باسناد صحیح منقول ہوتی چلی آتی ہے
 پر یہ روایت مشکلم فیہا نقل کر دینا کس کام آتی ہے پھر ارشاد ہوا کہ بغوی نے معالم التنزیل
 میں اسی روایت کو بیان کیا ہے اے حضرت بقول آپ کے اسی کو تو امام ہامزی نے
 ہی بیان کیا ہے اسی کو ثعلبی نے ہی بیان کیا ہے اسی کو تو ز مخشری نے ہی بیان
 کیا ہے اسی کو تو حاکم نے ہی بیان کیا ہے اسی کو بغوی نے ہی بیان کیا ہے مگر جس حالت
 میں وہ روایت انہیں کتابوں سے مقدوح و مردود ہو چکی اور ابن عباس کے

تو بہ ملت متعہ سے منقول ہو چکی پہراوسکا بیان آپ کو کیا فائدہ بخشتا ہے آپ عالم النہر
 بغوی کو تو دیکھئے اور اصل مسئلہ کو جسکے واسطے یہ روایتیں اور قرأتیں بنائی
 جاتی ہیں ملاحظہ کیجئے بغوی نے تو سارے قصہ ہی کو رفع کر دیا ہے اور بروایت
 فاروق اعظم صراحتہ رسول اللہ صلعم سے حدیث حرمت متعہ کو روایت کر دیا ہے
 اور اہل تشیع کے طعن کو حضرت فاروق اعظم سے بجمیع الوجوہ دفع کر دیا ہے جانے
 دیجئے یہ تو فرمایئے کہ بغوی نے کہاں لکھا ہے کہ موافق قرأت اکثر اصحاب کے
 یہ روایت اس طرح سے تھی اور کہاں روایت ابن عباس کو تصحیح اور تسلیم کیا ہے
 اپنے جو بغوی کا حوالہ دیا ہے بحالت میں کہ آپکے دعویٰ کا تفسیر بغوی میں نشان نہیں
 پر حوالہ دینا اوسکا خالی از بہتان نہیں اب جناب والا خیال فرمائیے کہ اسوجہ پر
 ہی نہ دعویٰ جناب کا صحیح ہے نہ حوالہ کتب مذکورہ کا صحیح نہ روایت ابن عباس
 صحیح پس ثبوت متعہ کا آیت کریمہ سے جو موقوف اس وجہ پر تھا صحیح نہیں ہے
 چونکہ ہر وجہ آپکے مع اپنے دعویٰ اور دلیل کے بتھامہا باطل ہے پس ثابت
 کرنا متعہ کا آیت کریمہ سے جو موقوف انہیں وجہوں پر تھا حلیہ انصاف سے عاقل ہے
 اللہ اکبر عجب باتہ مطالب آئے + اہل حق دشمن اسلام یہ غالب آئے قولہ جب
 اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں الی اجل مسمیٰ ہی
 تھا تو اب سوائے متعہ کے کچھ نہیں ہو سکتا اقوال جناب مخاطب نے یہاں پر
 پر علماء اہلسنت کا ذکر کیا اور انہیں علماء کی طرف جنگو لکھ چکے ہیں اشارہ کر کے
 فرمایا جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں الی اجل مسمیٰ
 ہی تھا تو اب سوائے متعہ کے کچھ نہیں ہو سکتا حضرت نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھاتے ہیں
 ناحق اٹکل بچو اور اتے ہیں اسے حضرت آپنے اپنے اس دعویٰ کی تصدیق میں
 کہ یہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے اس طرح سے تھی پانچ عالموں کے نام لکھ دئے۔

پتہ امام رازی دوسرے ثعلبی تیسرے زرخشری چوتھے حاکم یا یحییٰ بن یحییٰ ایک اونین
 سے یعنی دوسرے معتزلی پھر کیونکہ ان سب پر اطلاق علماء اہلسنت کا ہو سکتا ہے معذرا
 کس مقام پر اونین نے فرمایا ہے کہ یہ آیت موافق قنوت اکثر اصحاب کے اسطور
 سے تھی آپ نے تو اون سے ایک روایت ابن عباس کو نقل کیا ہے جسکو امام رازی
 نے ہر طرح سے باطل کیا ہے اور بقرض ثبوت اسکا جواب شافی اور کافی دیا
 اور ثعلبی نے اونین حضرت ابن عباس کے رجوع کو قول حلت متعہ سے نقل کیا
 ہے اور زرخشری نے تو بہ ابن عباس کو قول حلت متعہ سے ثابت کیا ہے اور
 حاکم نے روایت ابن عباس کو بغیر تصحیح کے نقل کیا ہے اور یحییٰ نے صراحۃً حدیث
 حرمت متعہ کو توسط فاروق اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جانے
 دیجئے یہی فرمائیے کہ ان علماء مذکورین نے کہاں لکھا ہے کہ اس آیت میں الی
 اجل مسمیٰ بھی تھا آپ تو اون سے صرف روایت ابن عباس کو نقل کرتے
 ہیں کہ جسکو اونین سے کوئی مردود و مجروح ٹھراتا ہے اور کوئی بقرض ثبوت
 اسکا جواب دندان شکن دیتا ہے اور کوئی رجوع ابن عباس کو قول حلت
 متعہ سے نقل کرتا ہے اور کوئی ابن عباس کی تو بہ کو نسبت حلت متعہ کے ثابت
 کرتا ہے اور کوئی روایت مذکورہ کو بغیر تصحیح اور اسناد کے لکھتا ہے اور کوئی
 حرمت متعہ کو صاف و صریح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کرتا ہے پس آپکا
 یہ قول بھی کہ جب انسقد علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت میں
 الی اجل مسمیٰ بھی تھا ہر طرح سے لغو و بیہودہ ہے علاوہ برین ہم نے بشرح
 و بیض بیان حرمت متعہ میں ثابت کر دیا ہے کہ اگر اس آیت میں الی اجل مسمیٰ
 ہی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی متعہ ثابت نہیں ہو سکتا منشاء فلیرجع الیہا
 قولہ اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ عطا کتا تھا کہ جابر ابن عبد اللہ واسطے بجالانے

عمر کے کہ معظمہ میں تشریف لائے اور لوگ اون سے مسائل پوچھتے تھے یہاں تک کہ
متعد کو بھی پوچھا تو اونہوں نے فرمایا کہ استمتعنا علی عہد رسول اللہ و ابی
بکر و عمر یعنی متعد کیا ہم نے زمانہ رسول خدا صلعم اور ابو بکر اور عمر میں یعنی جب
تک کہ عمر نے منع نہیں کیا تھا اور ابو بکر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ کتنا تھا۔

سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضہ من التمر و الدقیق
الا یا محمد علی عہد رسول اللہ صلعم و ابی بکر حتی نہی عمر عمرو بن الحرث
یعنی سنہ میں نے جابر کو کتنا تھا کہ متعد کرتے تھے ہم ساتھ ایک مٹی خیرا اور آٹے
سے دنوں میں تک زمانہ میں رسول خدا صلعم اور ابو بکر کے یہاں تک کہ منع کیا ہم نے
عمر بن الحرث کو اقول جناب والا یہ آپ کیا فرماتے ہیں کہ جو آنکھیں بند کر کے
ایسی روایتیں نقل کر دیتے ہیں حضرت نہ آپ روایتوں کو دیکھتے ہیں نہ اون کے
مضمون کو سمجھتے ہیں نہ ماضی اور مضارع کے صیغوں کو پہچانتے ہیں ناحق غلط بحث
کرنے کو بیٹھ گئے ہیں ایجناب برائے خدا اگر بہت پور میں کوئی شیعہ خوان ہو تو تکلیف
فرما کر میری خاطر سے اس سے اس قدر پوچھ لیجئے گا کہ استمتعنا اور کتنا ماضی کے
صیغہ میں یا مضارع کے اور ماضی زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے یا حال و استقبال
پر دیکھئے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ روایت اوسکے جواز کی زمانہ گذشتہ میں بیان
کرتے ہیں اور اس میں ہم کب کلام کرتے ہیں ہم ہی تو یہی کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں
بوجہ ضرورت داعیہ کے بطریق تعامل جاری ہوا تھا اور بعد اوسکے رسول اللہ صلعم
نے حرام فرمایا البتہ بعض صحابہ کو بعض مدت تک اطلاع اوسکی حرمت کی نہیں ہوئی
بس جابر یا بعض اصحاب دیگر ہزار ہا بلکہ ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ پیغمبر صلعم میں سے جو
گنتی میں دو تین ہوتے ہیں متعد کرتے تھے حقیقت اوسکی یہ ہے کہ یہ فعل امر کا
مدت معلومہ تک بوجہ عدم اطلاع کے بعد تحریم متعد کے تھا لیکن بسبب ہم شہرت عمر

اطلاع نہ تھی اور ایسا بعض اصحاب کو بعض امور میں واقع ہو گیا ہے کہ بعض امور کی اطلاع نہیں ہوئی اور جب مطلع ہوئے تب دست کش ہو گئے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین کے کلام اللہ شریف میں ہونیکی اطلاع تھی چنانچہ استاد کلینی نے تفسیر البیت میں ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے۔

قال قلت لابی جعفر ان ابن المسعود كان يحس المخوفين من المصنف قال كان ابی يقول انما فعل ذلك ابن مسعود يرأه وهما من القرآن یعنی راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے پوچھا کہ ابن مسعود معوذتین یعنی فقرہ اور ناس کو قرآن شریف سے مٹاتے تھے فرمایا آپ نے کہ میرا باپ کہتا تھا کہ یہ فعل ابن مسعود کا اپنی رائے سے تھا اسکی اصل نہیں معوذتین قرآن میں سے ہے خیال کیجئے کہ جب اتنے بڑے صحابی جلیل القدر کو ایسا امر عظیم نہ معلوم ہو تو اگر جاہل یا بعض صحابہ دیگر کو کسی امر کی حرمت و حلت کی اطلاع نہ ہو تو کیا تعجب ہو دور آپ کیون جاتے ہیں جناب مرتضوی کے حال کو تو اپنی کتب اربعہ میں ملاحظہ کیجئے کہ حضرت کو باوجود علم مآکان و مایکون اور صحابیت و خلافت اور معصویت کے بھی بعض مسائل کی حقیقت سے اطلاع نہ تھی اور خلاف مسائل فقہ کے فتویٰ دیتے تھے اور حکم فرماتے تھے اور انکی ممنوعیت شریعہ سے مطلع نہ تھے چنانچہ ابن بابویہ من لایحضرہ الفقیہ میں روایت کیا ہے ان علیا کان یا موباً قامت حد السرقۃ علی الصبی قبل ان یحتلہ یعنی تحقیق علی حکم کرتے تھے ساتھ حد مارنے کے چوری میں لڑکے پر قبل اس بات کے کہ بلوغ کو پہونچے حالانکہ نابالغ پر شرماعہ کی طرح سے جاری کرنا جائز نہیں چنانچہ جامع عباسی باب اٹھارہ میں بیان حدود مطلب اولین ملاحظہ کیجئے مطلب اول در بیان اقسام حدود و دران چہارہ است و دران چند فصل است فصل اول در بیان قسم اول از اقسام

سد و دو آن بریدن دست راست است در مرتبه اولے و پائے چپ در مرتبه
 ثانیہ و جس منخلہ در مرتبه ثالثہ و کشتن در مرتبه چهارم و این در در زدی کردنت
 و شروط آن چارده است اول آنکہ در دافع باشد چہ اگر طفل در زدی کند اورا
 تا ویب باید کرد و بعضے از مجتہدین گفتہ اند کہ در مرتبه اولے در زدی را از طفل
 عفو باید کرد اب جناب مخاطب لحاظ فرماوین کہ حضرت ابن مسعود سے صحابی
 بلیل القدر کو سورہ فلق اور سورہ ناس کے کلام اللہ شریف میں داخل
 ہونے کی اطلاع نہ تھی اور جناب امیر کرم اللہ وجہہ کو باوجود علم مایکون و
 ماکان کے اس مسئلہ کی خبر نہ تھی کہ جس میں صد ہا بچہ ناقص الاعضاء ہو گئے
 ہوں گے اگر حضرت جابر یا بعض صحابہ کو متعہ کے ممنوع ہونے کی اطلاع نہ
 تو کیا الزام اہلسنت پر عاید ہوتا ہے اور اگر آپ خواہ مخواہ ہمارے عذر کو مسموع
 نفرادین تو موافق قول ابن مسعود کے معوذتین کو قرآن سے محو کیجئے اور موافق
 فتویٰ اور حکم جناب مرتضوی کے حد کو نابالغ پر جاری کیجئے آپ کیوں یہ روایت
 صحیح مسلم سے کہ جس میں صرف عدم اطلاع بعض صحابہ کو حرمت متعہ میں لکھا ہے نقل کرتے
 ہیں صراحۃً حدیث کو حرام ہونے متعہ میں اوسی صحیح مسلم میں کیوں نہیں دیکھتے چنانچہ
 سبزوہ نے روایت ہے اندہ عزی مع النبی یوم فتح مکہ قال فاقمنا
 بها خمسة عشر یوماً فاذن لنا رسول اللہ فی متعۃ النساء فلم یخرج حق
 نہنا عنها یعنی اس نے جہاد کیا حضرت کے ساتھ فتح مکہ میں کہا کہ ہم پندرہ دن
 تک وہاں رہے اس عرصہ میں حضرت بہکو پر وانگی متعہ کی دی جب وہاں سے
 چلنے لگے تو آپ نے متعہ کو حرام کیا اور تفسیر مظہری میں صحیح مسلم شریف سے یہ حدیث
 منقول ہے وروی مسلم عن سلمۃ ابن الاکوع قال رخص لنا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامرا وطاس ثلاثا ثم نہنا عنها یعنی رخصت

دی واسطے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام او طاس میں تین دن پر منع کیا ہم کو
 اوس سے پس آپ ان صریح حدیثوں کو چھوڑ کر بعض صحابہ کے فعل کو کہ جو عدم اطلاع
 کی وجہ سے تھا کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہو اس سے تو نہ اہلسنت پر الزام آ سکتا ہے
 اور نہ آپ کے مفید مدعا ہو سکتا ہے قولہ اور عینی شارح صحیح بخاری نے ابو سعید خدری
 اور جابر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الی نصف خلافت عمر حتی
 منع عمر والناس فی شان عمرو ابن العریث یعنی تحقیق تمتع کیا ہم نے یہاں تک
 کہ منع کیا عمر نے آدمیوں کو بیچ شان عمرو ابن العریث کے اقول جناب والا یہ تو وہی
 روایت ہے جس کو آپ نے صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے گو الفاظ میں کچھ تھوڑا سا
 تغیر واقع ہو گیا ہے مگر مضمون دونوں کا متحد اور مفہوم دونوں کا واحد ہے انہیں
 حضرت جابر کی روایت ہے تمتعنا صیغہ ماضی اس روایت میں بھی وارد ہے
 اور ہم اسکی نسبت پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اوسکے جواز مقید بعض اوقات میں کلام
 نہیں اور بعض صحابہ کی وجہ عدم اطلاع حرمت کے ترکیب اس امر کے بعض مدت تک رہے
 اور یہ بات نہ محکوم ضرر ہے اور نہ آپ کو مفید ہے کاش اگر آپ حضرت جابر ہی سے فتوے
 جواز کا نقل فرماتے تب بھی قابل غور تھا کیونکہ صرف روایت اوسکے جواز کے زمانہ
 گذشتہ میں مستلزم فتویٰ جواز کو حال و استقبال میں نہیں ہے قاعدہ مسلمہ فقہیہ
 ہے کہ روایت کرنا راوی کا مستلزم فتوے راوی کو نہیں ہوتا باریقہ ضعیفہ
 کو ملاحظہ کیجئے اور اوس میں مجتہد المتشیین کے کلام کو دیکھئے روایت کر دین چہزی
 مستلزم فتوے راوی بمضمون آن نیست جناب مخاطب شروح صحیح بخاری کو ملاحظہ
 کیجئے کہ انہیں حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت موجود ہے کہ تمتع
 عینہ زمانہ ہے چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری المشہور بقسط لانی میں روایت
 یہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے کہ انہ مسئل

عن المتعة فقال هي الزنا بعينه یعنی حضرت امام جعفر صادق سے گوگون نے
 سال متہ کا پوچھا اپنے فرمایا کہ بعینہ زنا ہے آپ کیون صریح فتاوا سے ایسے کو شرح
 صحیح بخاری میں چھوڑ کر اخبار بعض صحابہ کو کہ منہین نہ بلکہ حضرت اور نہ آپ کو منہفت
 بلکہ ہمارے مویہ مقصود ہیں نقل کرتے ہیں قولہ اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر
 درنثور میں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں
 لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ لو کہ ان عمر بھی عن المتعة ما نرانی الا شقی
 یعنی اگر یہ بات نہوتی کہ تحقیق عمر نے منع کیا ہے متعہ کرنے سے تو سوائے شقی کے
 کوئی زنا نکرتا قول جناب والا پر کتب غیر مستندہ پر اگر گڑھے اور اون سے
 بھی روایت شاذہ نقل کرنے لگے۔ اول اس روایت کے شذوذ کو ملاحظہ کیجئے اور
 اسکے غیر صحیح ہونے پر اجماع امت کو دیکھئے مولانا عقیف الدین حسینی معاصر امام
 فخر الدین رازی نے رسالہ متعہ میں اس روایت پر اس طرح تعرض فرمایا ہے -
 فکیف یقاومہ روایت محمد بن جریر الطبری التي اجمعت الامم علی
 شذوذها یعنی کیونکر اعتماد کیا جاوے اس روایت پر جسکو محمد بن جریر الطبری
 نے لکھا ہے اس واسطے کہ اجماع کیا امت نے اسکے شذوذ پر اسے جناب جبل ولایت
 کے شاذ ہونے کی اہلسنت نے تشریح کر دی ہے اور جبکہ غیر معتد اور مستند ہونے
 کی تصریح کر دی ہے اسکا نقل کرنا کتب غیر مستندہ اہلسنت سے کیا کام آسکتا ہے
 اب آپ تفسیر ابن جریر طبری کی نسبت بستان المحدثین رسالہ اصول حدیث میں
 ملاحظہ کیجئے صاحب بستان المحدثین نے تفسیر ابن جریر کو طبقہ رابعہ میں داخل کیا
 ہے اور طبقہ رابعہ کی نسبت لکھا ہے طبقہ رابعہ احادیثی کہ نام و نشان آنا در قدون
 سابقہ معلوم نبود و تاخر ان آنرا روایت کردہ اند پس حال آنا از دو شق خالی
 نیست یا سلف تفحص کردند و آنرا اصلی نیا نقد یا یافتند و در ان قدمی و علقی

دیدند کہ باعث شدہمہ انہارابرترک روایت آئنا و علی کل تقدیر این احادیث
 قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی یا نہائتسک کردہ شود۔ اور حجت
 میں کہ ہم تفسیر در مشور سے روایات صحیحہ حرمت متعہ میں کہ جو مطابق احادیث صحیحہ
 کے ہیں اور موافق تفاسیر معتبرہ مثل تفسیر کبیر وغیرہ کے ہیں نقل کر چکے ہیں تو اب نقل
 کرنا ایسی روایت کا کہ جسکے شد و ذی پر اجماع امت کا واقع ہے اور جسکے راوی طبقہ
 رابعہ میں داخل ہیں اور جسکا سقمون مخالف اور مفاد احادیث ستہ اور مبائن
 اور متناقض احادیث قطعیہ اور روایات یقینیہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ
 کے واقع ہے کیونکہ کافی ہو سکتا ہے باقی رہی تفسیر نیشاپوری سوا و سہین سے اپنے
 اس روایت کو کہ جسکا شد و ذی جمع علیہ ہے نقل کر دیا اور جو کہ صاحب تفسیر نیشاپوری
 نے اصل مسئلہ متعہ کی نسبت لکھا ہے چوڑ دیا دیکھئے کہ صاحب تفسیر نیشاپوری
 ایک جگہ بلکہ متعدد جگہ سوا و اعظم امت سے حرمت متعہ کو نقل کرتے ہیں چنانچہ
 اسی تفسیر نیشاپوری میں لکھتے ہیں ثم السواد الاعظم من الامة الى انها
 منسوخة یعنی سوا و اعظم امت سے طرف اس بات کے گئے ہیں کہ متعہ ہو گیا ممنوع
 اور حرام اور ایک مقام پر فرماتے ہیں قال اکثر علماء الامة ان الآية في النكاح
 الواردة فرمایا اکثر علماء امت نے تحقیق آیت فما استمتعتم من نكاح موبده کے
 سے نہ متعہ میں بس روایت شاذہ سے الزام دینا الحسنات کو لایق سموع اور قابل
 قبول نہیں انوس کہ آپ کو اپنی کتابوں کی بھی خبر نہیں نہ ہمہ اثنا عشر یہ کو دیکھئے
 صاحب نہ ہمہ لکھتے ہیں تو لیکہ صاحب تحفہ ذکر کردہ شاذ و متروک است مناط
 اعتراض پر فرمائی تو اند شد قہر تو یہ ہے کہ آپ کو اپنی کتب اربعہ کی بھی تو
 خبر نہیں ہے کہ جنہر مدار مذہب تشیع کا ٹھکانہ ہے اور جنکا صحیح ہونا متفق علیہ
 حائضہ ہو چکا ہے او نہیں سے تہذیب کو دیکھئے اور سہین امام اعظم شیعہ بعد نقل حدیث

لکھتا ہے فہذا الخبر شاذ مضاد لما قد مناه من الاخبار کثیرہ ولا تعول
 بما ہذا حکمہ علی ما تقدم من الاخبار یعنی یہ خبر شاذ ہے مخالف ہے خبر
 کثیرہ کے نہیں اعتماد کیا جاوے گا اسکے حکم پر پس جبکہ رئیس الطایفہ تہذیبین کہہ
 کتب اربعہ سے ہے خبر شاذ کو نقل کر کے غیر معتد ٹھراتا ہے تو ہم کیونکر کتب غیر صحاح سے
 بلکہ اون کتابوں سے کہ جو طبقہ رابعہ میں داخل ہیں روایت شاذہ کو کہ جب شاذ
 پر اجماع ہے اور خود انہیں علماء مذکورین کی کتابوں کی روایات کثیرہ صحیحہ کے
 مخالف ہے تسلیم کر سکتے ہیں اور اگر ہم تفسیر ابن جریر وغیرہ کے عدم اعتماد کیطرت
 خیال کریں اور غیر مستند کیطرت لحاظ نہ کریں بلکہ اونکو ہم تہذیب اور ہمپایہ کتب صحاح
 کا سمجھیں تب بھی اوسمیں موجود ہونا روایت شاذہ کا واجب العمل نہیں ہو سکتا
 جیسا کہ ہم نے تہذیب سے نقل کیا اگر آپ کو اوسپر تسکین نہ ہو تو صوارم مصنفہ مجتہد لکھنؤ
 میں اس عبارت کو مطالعہ کیجئے ومانہی گوئیم کہ ہر ایک از احادیث کلینی گوروات ان
 ضعیف و مجروح باشد قطعی الصدور اند پس جبکہ کلینی میں روایات ضعیفہ غیر معمول
 موجود ہیں تو ایسی کتابوں میں کہ جو طبقہ رابعہ میں داخل ہیں روایت شاذہ کا موجود
 ہونا لایق لوم اور قابل عمل نہیں ہو سکتا جناب والا یہ تو ارشاد کیجئے کہ آپ نے یہ
 شاذہ کو جسے قاعدہ پر اپنے رسالہ میں داخل فرمایئے آیا موافق قواعد مذہب اہلسنت کے
 یا مطابق قانون مذہب اہل تشیع کے۔ ہمارے نزدیک تو دونوں مذہبوں کے قواعد
 پر غلط ہے کیونکہ اہلسنت کے بیان یہ روایت شاذہ مجروح اور مقدوح ہے اور رابعہ
 شاذہ سے الزام لگانا اہل سنت پر موجب جہالت اور باعث غباوت ہے قانون اور
 مذہب اہل تشیع پر بھی اس روایت سے اعتراض کرنا اہلسنت پر لغو و بیہودہ ہے
 نیز ہمہ اشعار یہ کہ دیکھئے صاحب نزہہ لکھتے ہیں کہ شاذ و مترک مدار اعتراض کا
 نہیں ہو سکتا کیا ہوں گئے آپ کتب اربعہ کو کہ رئیس الطایفہ تہذیب میں احادیث

شاذہ کو نقل کر کے بوجہ مخالفت اخبار کثیرہ کے غیر معتد ٹھراتا ہے اور کیا یاد نہ رہا آپ کو
 مجتہد لکھنوی کا قول صوارم میں کہ بعض احادیث کلینی کو غیر قطعی الصدور بتلاتا ہے پس
 ایسی روایت کا پیش کرنا کہ جو کتب غیر صحاح ستہ میں اور غیر صحاح سے بھی غیر مستندہ
 میں اور غیر مستندہ سے بھی روایات غیر صحیحہ میں اور روایات غیر صحیحہ میں ہی روایات شاذہ مجمع علیہا میں کیا
 کام نکالنا اور کون عاقل اس کو سن سکتا ہے قولہ اور ابن اثیر نے نہایت کلمہ اور ابن عباس سے روایت کی ہے
 ما کانۃ المتعۃ الا رحمة رحمة اللہ بها امۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ولو کانہی عنہا ما نرنی الا شقی ای قلیل یعنی نہ تھا متعہ مگر رحمت کہ رحم
 کیا نہ خدا تعالیٰ نے ساتھ اس کی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اگر نہ منع کرتا اور
 سے غیر تو نہ زنا کرتا مگر شقی یعنی تھوڑے آدمی اقول جناب مخاطب آپ تو کتب
 لغت کو پکڑنے لگے اور اونکی پناہ ڈھونڈ بہنے لگے اور ترجمہ روایت میں اپنی
 خواہش نفسانی کو لانے لگے اسے حضرت آپ کسی سے پوچھ لیجئے کہ نہایت ابن اثیر
 کاکس فن میں ہے اور کیا اوسمیں بیان ہے جناب سامی یہ نہایت ابن اثیر کا
 فن لغت حدیث میں ہے چونکہ اونکو مل کر نا لغات حدیث کا منظور ہے اس واسطے
 اونکو تنقید اور تصحیح نفس احادیث کا خیال نہیں بلکہ صرف حدیث کو نقل کر کے اونکے
 لغات کو بیان کرتے ہیں عام ہے اس سے کہ صحیح ہو یا مجروح شاذ ہو یا مقدم و جمہا
 کہ صاحب مجمع البحار اور فتح الباری شرح صحیح بخاری نے فرمایا ہے کہ احادیث
 اسکی قابل احتجاج نہیں جب تک کہ اسناد معتد اور شاہد معتبر نہ پایا جاوے اور
 قطع نظر اس کے یہ روایت ابن عباس کی ہے اور رجوع اور توبہ ابن عباس کو
 ہم تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اور تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی اور تفسیر بی
 شعی اور تفسیر مختصری معتزلی سے نقل کر چکے ہیں تو یہ ہے کہ آپ اپنے بیان
 کی کتابوں کو بھی تو ملاحظہ نہیں کرتے دیکھئے کتاب محاسن میں حضرت امیر المومنین سے

روایت موجود ہے کہ فرمایا حضرت نے ابن عباس سے کہ تم ایک مرد عیاش ہو تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا متعہ سے عبارت اوسکی یہ ہے۔
قال ابن عباس انک رجل تائه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى
عن المتعة اسی مباحثہ کے بعد اپنے اقرار ممنوع ہونے متعہ کا فرمایا جیسا کہ امام
رازی نے کبیرین لکھا ہے بانه اقر صارت منسوخة اور اس واسطے زمرخیزی
نے اور امام رازی نے اونکی توبہ کو حالت نزع میں اس طرح سے نقل کیا انه قال
عند موته اللهم اني اتوب اليك من قولی فی المتعة اور یہی وجہ ہے کہ حضرت
ابن عباس بد دعا کرتے تھے اور لوگوں پر کہ جو مشہور کرتے تھے حضرت کے فتویٰ
کو عموماً حلت متعہ میں بلکہ فرماتے تھے کہ میں نے توبہ کہا تھا کہ وہ حلال ہے واسطے
مضطر کے جیسا کہ حلال ہے مردہ اور خون اور گوشت سور کا اوسکو امام فخر الدین
رازی نے اس روایت کو اس طرح سے لکھا ہے ان الناس لما ذكروا الاشعار
فی فتيا ابن عباس فی المتعة قال ابن عباس قاتلهم الله انی ما افقتیت
با بآختها علی الاطلاق لا کنی قلت انها تحلل للمضطر كما تحلل الميتة
والدم وحم الخنزیر لہ اگر جناب مخاطب حضرت ابن عباس کی توبہ کو نہ تسلیم
فرمادیں اور انکے رجوع کا بھی نہ خیال کریں اور خواہ مخواہ اونکے فتویٰ پر کہ جو
قبل توبہ اور رجوع کے دیتے تھے اڑے رہیں تو گوشت سور اور مردار اور خون کو
بھی حلال فرمادیں علاوہ برین اس روایت من صیغہ نہی کا موجود ہے اور مرجع
اوسکا اسم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے آپ نے ترجمہ میں
کہا ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام ملا دیا غایت ما فی الباب یہ کہ
حضرت ابن عباس اپنا تاسف ممنوعیت متعہ پر ظاہر فرماتے ہیں اور یہ مقتضای
بشریت ہے ورنہ اجرا سے احکام اور اونکی منسوخیت میں ہر طرح سے امت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم ہے فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمة جناب والا ان
 سب باتوں کو جاننے دیجئے اور نہایہ کا فن لغت میں ہونیکا ہی لحاظ نہ کیجئے اور
 حضرت ابن عباس کے فتویٰ کا بھی مثل حلت سور کے خیال نہ کیجئے اور انکے اقرار
 کرنیکا ہی تنقہ کے حرام ہونے پر لحاظ نہ کیجئے اور انکی توبہ کو بھی قول حلت متعہ سے
 تسلیم نہ کیجئے اسی روایت ابن اثیر پر فیصلہ کیجئے آنکسین کو لکر دیکھئے کہ یہ روایت
 ہمارے مسلک اور دعویٰ کے مطابق ہے یا آپکے قول کے موافق میان مجتہد صاحب
 اس روایت میں نفی صیغہ واحد مذکر غایب ماضی کا واقع ہے اور مرجع ضمیر ہوگا
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پس منسوخ کرنے والے
 اور مرام فرمائے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ حضرت فاروق اعظم
 آپ اپنی قابلیت سے عبارت عربی میں تو تحریف نفرت لگے مگر ترجمہ اردو میں موافق
 خواہش نفسانی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام ملا دیا اور یہی ہمارا مسلک ہے
 حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوما لحرما لاهلیہ والمثقة
 قولہ اس طرح کی روایتیں اہلسنت کی کتابوں میں کثرت سے ہیں لیکن واسطے اختصار
 کے اسقدر لکھی گئیں اقول آپ نے صرن متعہ کی نسبت تین روایتیں نقل کیں
 ایک روایت مجہولہ غیر سواد اعظم امت کی جبین لفظ ثمر نضحت کا بھی موجود ہے
 جو ہمارا مؤند دعویٰ ہے اور دوسری وہ روایت ہے کہ جبین بعض صحابہ نے توبہ
 عدم اطلاع کے مدت معلومہ تک ارتکاب اس امر کا کیا اور تیسری روایت شاذہ
 کہ جسے شذوذ پر موافق قول علامہ حقیف الدین جیسے معاصر امام فخر الدین باری
 کے اجماع امت نے کیا ہے باقی رہی روایت ابن اثیر کی وہ قطعاً ہمارے مفید
 رہا ہے جناب سامی کی زبان پر کثرت اور اکثر کا لفظ بہت چڑھا ہوا ہے وجہ
 اس کے میں تین مفسرون پر اکثر مفسرین اہلسنت کا اطلاق فرمایا اور وجہ ثانیہ میں

و صحابہ پر اکثر اصحاب کا حکم لگایا اور اس مقام پر صد ہا بلکہ ہزار ہا احادیث سے
 دو تین حدیثوں پر کثرت کا لفظ فرمایا قولہ اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ
 متعہ حکم خدا مباح تھا لیکن عمرؓ نے اپنی خلافت میں اسکو اپنی رائے سے منسوخ کر دیا
 اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ منسوخ نہوا تھا چنانچہ روایات مذکورہ سے
 ثابت ہوا قول روایت مجہول میں بھی لفظ تعہ نسبت کا موجود ہے کہ جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعہ کے حرام ہونے پر دال ہے اور روایت ثانیہ
 میں عدم خبر صحابہ مذکور ہے اور روایت ثالثہ میں البتہ ممنوعیت حضرت فاروقؓ
 اعظم کی طرف منسوب ہے لیکن وہ متکلم فیہ اور شاذ باجماع ہے قولہ اور تفسیر کبیر میں
 اور تفسیر ثعلبی میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ کہا کہ نزلت آیت المتعہ
 فی کتاب اللہ ولم یذکر بعد آیت نسخہا وامرنا بہا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم وتمنعنا متعہ ومات ولم یمنہی عنہا ثم قال رجل براءۃ
 ابنہ کما عمران بن حصین نے کہ نازل ہوئی آیت متعہ کی کتاب خدا میں اور نہ نازل
 ہوئی بعد اس کے کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کر دے اسکو اور حکم کیا تھا ہمکو ساتھ
 اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور متعہ کیا ہم نے ساتھ اس کے یعنی زمانہ
 میں ان حضرت کے اور وفات پائی اس حضرت نے اور نہ منع کیا اس متعہ
 سے پہلے کہا ایک مرد نے ساتھ اسے اپنی کے یعنی عمرؓ نے متعہ کو حرام کر دیا اقول
 اب تو جناب مخاطب ایک ایک روایت کو دو دو جگہ لوٹ پوٹ کر لکھنے لگے جناب اللہ
 یہ تو وہی روایت ہے جسکو آپ نے پہلی وجہ میں پہلے ہی قایم کیا ہے اور اسی
 تفسیر کبیر ہی سے نقل کیا ہے ہم اس روایت کا حال اور اسکی نسبت آپ کا
 مقال اور اسکا رد تمام و کمال تردید وجہ اولے میں لکھ چکے ہیں کہ امام
 فخر الدین رازی نے خود تفسیر کبیر میں اس روایت کو بے اعتبار اور بے اعتناء

آیا ہے اور مذہب سواد اعظم است کا حرمت متعہ پر نقل فرمایا ہے اور اباحت متعہ
 کو مذہب اہل تشیع کا ٹھرایا ہے علاوہ برین یہ بھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ روایت عمران
 بن حصین کی متعۃ الحجہ کی ہے نہ متعۃ النساء کی جیسا کہ صحیح بخاری
 شریف اور صحیح مسلم میں موجود ہے بس آپ کا متعۃ النساء میں پیش کرنا بمقابلہ
 اہل سنت بے سود ہے اور ثعلبی شیعہ ہے قول اوسکا ہمپر حجت نہیں تاہم روایات
 حرمت سے تفسیر اسکی خالی نہیں ہے قولہ اور عمر نے جو متعہ کو منع کیا ہے تو اوندکے
 منع کرنیکی روایتیں کتب اہل سنت میں کہی طرح کی مرقوم ہیں بعضی روایت لکھتا
 ہوں اور دیکھو اوپر قیاس کر لینا چاہئے اقول اپنے جو روایت نقل کی ہے اوپر
 لفظ غنی اور احقر کا مذکور ہے چونکہ اہل تشیع اپنی خوش فہمی کے ان لفظوں سے ممانعت
 متعہ کی بالاستقلال نسبت کرتے ہیں طرف فاروق اعظم کے اسوجہ سے اپنی اس
 روایت کو نقل کیا اور اون روایتوں کو اہل سنت کی کہ جنہیں حضرت فاروق اعظم
 نے صراحتہ فرمایا ہے وقد نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی منع کیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے جیسا کہ ہم عالم نبوی سے نقل کر چکے ہیں
 اپنے مدعا کے مخالف سمجھ کر چوڑ دیا قولہ کتب احادیث صحاح میں اور تفسیر کبیر وغیرہ
 میں لکھا ہے کہ روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی
 عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انھی عنہما متعۃ الحجہ ومتعۃ
 النساء یعنی روایت کی گئی ہے اس طرح کہ تحقیق عمر نے کہا اور پر مذہب کے کہ دو متعہ
 شریعہ یعنی حلال زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں منع کرتا ہوں
 ان دونوں سے ایک تو متعہ حج ہے دوسرے متعہ زنانہ اقول اس روایت کا
 حوالہ کرنا کہ جس میں لفظ مشرعتین کا موجود ہے طرف کتب صحاح کے محض اثر و ابتعا
 ہے ہرگز روایت صحاح ستہ میں لفظ مشرعتین کا نہیں ہے اور صاحب تفسیر کبیر نے

نے خود اس امر کی تشریح کر دی ہے کہ اس کے مباح اور مشروعت میں ایک وقت
 خاص میں کلام نہیں کریم یہ کہتے ہیں کہ بعد کو وہ حرام و ممنوع ہو گیا پس جس حالت میں
 کہ متعہ آیات قرآنہ سے حرام ہو چکا اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ممنوع نہ ہو چکا
 تو پھر اس کی ممانعت کی نسبت اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف کی تو
 کیا قیامت ہوئی اور انکی تو شان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہونے
 آیات قرآنی کی ٹہری ہوئی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
 نامیرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یار و تم بہترین
 امت سے ہو چن لئے گئے ہو آدمیوں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور
 روکتے ہو بری باتوں سے مجتہد المتشیعین تفسیر مجمع البیان میں اس خطاب کو امت
 رسول اللہ کے واسطے عموماً اور صحابہ کرام کے واسطے خصوصاً روایت کرتے ہیں
 عبارت اور اسکی یہ ہے واختلف فی المعنی بالخطاب فقیل هم الاما جرون
 خاصة وقیل هو خطاب للصحابۃ ولا کنہ یعم سائر الامۃ یعنی بعض
 سے روایت ہے کہ مراد اس خطاب سے صرف مہاجرین ہیں اور بعضوں سے روایت
 ہے کہ مراد کل صحابہ ہیں لیکن تمام امت کو شامل ہے پس جبکہ صحابہ رسول اللہ ناہی
 عن المنکر اور امر بالمعروف سوانق حکم خدا قرار پا چکے پس اگر حضرت عمر فاروق
 نے کہ وہ مہاجرین میں ہی داخل تھے اور عموماً صحابہ اور تمام امت میں شامل لفظ
 انھی کا اپنے نسبت فرمایا اور متعہ منکر سے لوگوں کو روکا تو کیا قیامت لازم آئی
 قول اور بعضے روایت میں اہلسنت کی آیا ہے کہ عمر نے کہا انا احرمہم
 واعاقب علیہم یعنی میں حرام کرتا ہوں اور دوزخ کو اور عذاب کرنا ہوں
 اور دوزخ پر اقول افسوس ہے کہ قول فاروق اعظم کو حسین لفظ آخرت کا
 مذکور ہے واسطے اعتراض کرنے اور اپنی قابلیت جہانگیرہ نقل کرنے لگے اور قول

ایمہ کو جسین لفظ محرموں کا موجود ہے بھول گئے نہ آپ استعمال الفاظ سے واقف
 ہیں نہ محاورہ عرب سے ماہر صرف سنے سنائے ڈکھوئے پیش کر دیا کرتے ہو اے
 جناب مقصود لفظ احرام سے اخبار عن حرمتہما ہے یعنی خبر دیتا ہوں نہیں
 دونوں متون کے حرام ہونے سے یعنی ایک متعہ النساء سے کہ جس پر آیات قرآنی
 اور احادیث رسول ربانی نسبت حرمت کے واقع ہیں اور دوسرا وصیۃ الحج
 سے کہ طواف کے بعد اگر بدیہ میسر نہ تو افعال عمرہ کے بجا لا کر حج کو نسخ کر دین کا یہ
 ہی آیت کریمہ اتعوا الحج والعمرۃ للہ نازل ہوئی ہے اگر آپ خواہ مخواہ احرام
 کے معنی اخبار عن حرمتہما نہ لیویں تو جواب دیجئے اس قول ایمہ کا کہ جو مندرج
 قول کتاب العربین ہے نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ یعنی
 ہم حلال کرتے ہیں اور کے حلال کو اور حرام کرتے ہیں اور کے حرام کو جو قول فاروق
 اعظم میں احرام مذکور ہے وہی قول ایمہ میں محرمون موجود ہے پس مقصود
 یہ ہے کہ ایمہ علم السلام فرماتے ہیں کہ ہم خبر دیتے ہیں اللہ کی حلال کی ہوئی چیز دیکھی
 ملت سے اور ہم خبر دیتے ہیں اللہ کی حرام کی ہوئی چیز دیکھی حرمت سے ہی حضرت
 فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ میں اون دونوں کی حرمت سے خبر دیتا ہوں اور
 اگر خواہ مخواہ اپنی ہیٹ دہری سے آپ باز نہ آویں تو ملاحظہ کریں خسام میں کہ مجتہد
 لکھنوی اسی قول ایمہ کے تحت میں لکھتے ہیں یعنی در عمدہ جناب ایمہ است کہ بان
 اخبار فرماید قولہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دونوں متعہ رسول خدا صلعم کے
 زمانہ میں حلال تھی اور نسخ نہیں ہوئی تھی لیکن عمر نے انکو حرام کر دیا اقول نہ یہ
 اس روایت سے ثابت ہوتا ہے نہ حضرت فاروق اعظم کا یہ منصب تھا کہ کسی
 چیز کو خود حرام کر دین البتہ اہل تشیع کے نزدیک ایمہ کا یہ مرتبہ تھا کہ جس چیز کو چاہتے
 تھے حلال کر دیتے تھے اور جسکو چاہتے حرام چنانچہ خسام میں مجتہد لکھنوی نے ایمہ

کی نسبت یوں لکھا ہے فقہ مجاہد مایشاؤن یعنی ایہ جس چیز کو چاہتے ہیں
 حلال کر دیتے ہیں اور اسکی تفسیر اسی حسام میں باقر مجلسی سے یوں نقل کی ہے
 ظاہرہ تفویض الاحکام یعنی ظاہر اسکا سپرد کرنا احکام کا جائزہ کو
 قولہ اور علامہ توشیحی نے شرح بخزید میں اور علامہ سعید الدین تفتازانی نے شرح
 مقاصد میں لکھا ہے کہ ان عمر سعد المبرور قال ایہا الناس ثلث کن
 علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انھی عنہن واحرمہن
 واعاقب علیہن متعة الحج ومتعة النساء وحی علی خیر العمل اقول
 چونکہ اس روایت کا ترجمہ لفظی آپکے مدعی کے منافی تھا اسوجہ سے اسکو اوڑا کر
 صرف اپنے مطلب پر کٹافا کے معلوم نہیں کہ یہ فقرہ کہ جو رسول خدا کے زمانہ میں حلال
 تین کس لفظ کا ترجمہ اور مطالب ٹھہرایا گیا اگر ثلث کن کا قرار دیا گیا تو اوں الفاظ
 سے صرف وجود ثابت ہوتا ہے اور وجود کسی چیز کا عہد آنحضرت میں ثابت
 کو لازم ہے اور نہ وصف علت کو مستلزم اور اگر انھی اور احرمہ کو قریباً
 امر کا قرار دیا تو ہم تفصیل بیان کر چکے کہ انھی اور احرمہ ہرگز اس امر کو مستلزم
 نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا تھا اور حضرت عمر نے بنفسہ حرام کر دیا
 افسوس ہے کہ آپ نے اس روایت کو تو شرح مقاصد سے نقل کیا اور اسکے اس
 سے علامہ تفتازانی کے جو اسکو چھوڑ دیا اب سمجھ لیجئے کہ اوںہوں نے اسکا
 اس طرح سے دیا ہے والیجواب ان هذه المسائل استجدیة وقد
 ثبت لیسوا باحت متعة النساء بالاثار المشهورة اجماعاً عن الصحابة
 علی ما روی محمد بن الحنفیة عن علی یعنی یہ مسائل استجدیہ
 میں اور تحقیق ثابت ہو گیا فسوخ ہوا متعہ نسائہ کا ساتھ آثار مشہورہ کے از رو
 اجماع صحابہ کے اوپر اس چیز کے کہ روایت کیا محمد بن الحنفیہ نے علی کرم اللہ وجہہ

اور توشیحی نے تجرید کی شرح میں ماتن کی جانب سے کہ وہ طوسی شیعی ہے اس روایت کو
 نقل کیا ہے نہ اپنی جانب سے پس توشیحی کا حوالہ دینا محض بیوقوفی ہے اور قطع نظر
 اس کے جب ہم احرمہ کے مفہوم کو بیان کر چکے اور قول ایہ کو نقل کر چکے اور اس کے معنی
 سامعین کو دکھلا چکے تو بنفسہ یہ روایت قطع نظر جواب علامہ تفتازانی کے ہجوم
 نہیں کیونکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے ان چیزوں کے حرام
 ہونے کی تشہیر فرمائی نہ یہ کہ خود انکو حرام کیا قولہ اور جو کچھ کہ تاویلین عمر کے قول میں
 کرنے میں وہ سب پوچھ اور وہی ہیں اور بدیہی بات کا انکار کرنا ہے اور جو
 سکا قوم ہے اقول جناب والا آپ ہی اپنے منہ سے ایسی باتیں فرما دیں
 مائل تو ایسی بات بلا دلیل منہ سے نہیں نکال سکتا ہے نہ آپ کا خصم اسکو قبول
 کر سکتا ہے اور جواب کی نسبت جو ارشاد ہوا شاید وہ آپ کے ضنا دیق تقیہ میں بند
 ہو گا جب پیش کیجئے گا جواب لیجئے گا اور جو لکھا اسکا جواب پایا قولہ اور سوائے
 اس کے یہ بات ہے کہ غیر معصوم کے قول میں تاویل نہیں ہو سکتی اقول جناب سانی
 آپ کے منہ سے تو لفظ معصوم زیب نہیں دیتا ہے معلوم نہیں کہ آپ نے معصوم کسکو
 قرار دیا ہے بعد سلسلہ انبیاء حضرت آدم کو تو حاسد و نافرمان قرار دیکھئے اور
 مٹھائے سلسلہ انبیاء حضرت خاتم النبیین پر ظلمت کا اطلاق کر چکے جیسا کہ عیون اخبار
 اور بجا سے ہم قبل میں عبارت نقل کر چکے ام الامیہ جناب سیدہ کو اہلبیت سے خارج
 کر دیا جیسا کہ صاحب ثانی شارح کلینی نے صاف لکھ دیا کہ ممکن ہے کہ جناب سیدہ کو
 اہلبیت میں داخل کر لیا جاوے بوجہ اس کے کہ ام الامیہ ہیں ورنہ بنفسہ داخل نہیں
 ہیں عبارت اسکی یہ ہے ان اہلبیت کل نبی اوصیائہ و علی ہذا ای ممکن
 دخول فاطمۃ فی اہلبیتہ باعتبار انہا وصیۃ اہل البیت الی ان
 قال ویمکن ان لا تكون داخلۃ فی اہل البیت اور رئیس الطایفہ نے

تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فرمایا جناب تفسیر
 علی کرم اللہ وجہہ نے بلی قطعاً اہلبیت میں داخل ہے اور عبارت او سکی یہی
 ان علیاً قال انما ہی من اہل البیت وائے بر اسلام اون لوگون کے کہ جناب
 سیدہ کے اہلبیت میں داخل ہونے میں پس و پیش کریں اور بلی کو قطعاً اہلبیت
 میں داخل فرارین اور بعضہ رسول کا کچھ ہی لحاظ و پاس نہ کریں اللہم اھد
 قومی فانہم لا یعلمون امام الایمہ جناب مرتضوی پر خائن اور ہنگوڑی اور
 نامرد کا اطلاق فرما دین جیسا کہ بھار اور تراجم بھار سے ظاہر ہے کہ معاذ اللہ حضرت
 سیدہ نے جناب مرتضوی سے وہ کلمات فرمائے کہ جنکا ترجمہ مترجمین بھار نے بجا لایا
 مصنف باقر مجلسی سے نقل کر کے ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے کہ مانند جنین رحم
 پردہ نشین شدہ و مثل خائنان درخانہ کریمۃ العباد باللہ جب امام الایمہ
 ایسے الفاظ کا اطلاق ہو تو آپ فرمائیے کہ لفظ معصومیت کا کس پر اطلاق کیجئے گا اور
 خاتم الایمہ حضرت امام مہدی تو اب تک صد ہا سال سے سرداب سر من ہر ای میں مخفی
 بین جان کے خوف سے اب تک نہیں نکلتے کار امت بالکل معطل اور بیکار ہے حالانکہ
 حلی فی منہج الکرامہ میں لکھا ہے البیان لا یتحقق الامامة یعنی جب تک
 امت کا مستحق نہیں ہے الفرض جناب والا تو لفظ معصوم کا زبان سے نہ نکالیں
 اور منہ کو بند ہی رہنے دیں قولہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اقول
 تصانیف ملا علی قاری کثرت متداول اور متعارف ہیں نام بتاؤ جواب لو اور بغیر
 اسکے قابل التفات نہیں قولہ اور جب مریدان عمر نے دیکھا کہ عمر نے متعہ کو حرام
 کیا ہے اور رد کرنا حکم خدا کا کفر ہے تو واسطے اصلاح حال عمر کے اپنی طرف سے طعن
 طرح کی روایتیں بنائیں کہ متعہ رسول خدا ہی کے زمانہ میں منسوخ ہو گیا تھا اقول
 جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز بنفسہ متعہ کو حرام نہیں کیا البتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الی یوم القیامة متعہ سے ممانعت فرمائی اور حضرت فاروق
 عظیم نے اسکی حرمت کی خبر بتا کیہ تمام ظاہر فرمائی اور کیا یہ منصب نہ تھا کہ حکم خدا کو
 رد کرنے البتہ عبون اخبار رضا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام
 نے فوراً خدا کے حکم کو رد کر دیا اور منزلت ایمہ پر حسد کرنے لگے باوجود ممانعت شدیدہ
 کے کچھ ہی خیال دلیں نہ لائے جیسا کہ ہم عبارت عبون کی قبل میں نقل کر چکے ہیں
 اہل حق کے نزدیک کوئی تنفس خدا کے حکم کو رد نہیں کر سکتا مگر اب تکلیف فرما کر اپنے
 اکابر کی کتابوں میں جامع الاخبار کو ملاحظہ کیجئے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باب
 خلافت حضرت علی میں نہ ایک مرتبہ بلکہ متعدد مرتبہ حکم خدا کو رد کیا جبکہ اللہ تعالیٰ
 نے وعدہ کر لیا کہ میں تمکو دشمنوں سے محفوظ رکھوں گا اور کوئی تمکو ضرر نہ پہونچا
 سکے گا تب آپ نے اپنی تسکین اور اطمینان فرما کر امثال امر خدا کو پورا کیا چنانچہ
 اسکی یہ ہے قال سمعت الصادق علیہ السلام قال لما خرج رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکة فی حجة الوداع فلما انصرف منها
 فی حرا حرو قد شعبہ من کل اثنا عشر الف رجل من الیمن وخمسة
 الاف رجل من المدينة جاءہ جبریل فی الطريق فقال یا رسول اللہ ان
 اللہ یقرءک السلام وقرء هذه الاية یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
 من ربک فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا جبریل ان الناس
 حدیث عهد بالاسلام واخشی ان یضطربوا ولا یطیعوا فخرج
 جبریل علیہ السلام الی مکانہ ونزل علیہ فی الیوم الثانی وكان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نائراً لا یغدیرو قال له یا محمد یا ایہا
 الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته
 واللہ یعصمک فقال یا جبریل اخشی من اصحابی من ان یخالفونی

فخرج جبرئیل ونزل علیه فی الیوم الثالث وکان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بموضع یقال لہ غدیر و قال لہ یا رسول اللہ بلغ ما
 انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
 من الناس فلما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا المقالۃ لہ
 قال للناس انبخوا تا فنی فواللہ ما ابرح من هذا المكان حتی بلغہ رسالتہ
 خلاصہ یہ کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر
 سے لوتے اور تھکے ساتھ بارہ ہزار صحابی مینے اور پانچ ہزار صحابی مینے تھے کہ راستہ میں حضرت جبرئیل
 ان پہونچے اور عرض کیا کہ اے رسول خدا کے اللہ تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور
 اس آیت کو پڑھ کر سنایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فانی
 اے رسول خدا کے پہونچا دے تو اس چیز کو کہ تیری پروردگار کی طرف سے تیرے
 اوپر نازل ہوئی حضرت نے فرمایا اے جبرئیل مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو
 میرے ساتھ ہیں کہیں مضطرب ہو کر میری اطاعت نہ کریں پس چہاہ گئے جبرئیل
 علیہ السلام اور پہر اوترے دوسرے روز اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مارا مار غدیر پہونچ گئے تھے حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
 رسالتہ واللہ یعصمک اے رسول پہونچا تو اس چیز کو جو تیرے اوپر نازل
 کی گئی اور اگر نہ کر گیا ایسا تو تو اپنی رسالت کو نہیں پہونچایا اور اللہ تجھ کو محفوظ
 رکھیکا پہر کہا آپ نے اے جبرئیل میں ڈرتا ہوں اپنے اصحاب سے کہیں وہ میری
 مخالفت نہ کریں میں پھر چہاہ گئے حضرت جبرئیل اور تیسرے روز پہر آنکر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر ہی کے مقام میں لے لیا اور کہا یا رسول اللہ بلغ ما انزل الیک
 من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

یعنی اے رسول خدا کے پہونچا دے تو جو کچھ تیرے اوپر نازل کیا تیرے پروردگار
 نے اور اگر ایسا نہ ہو گے تو تم نے خدا کی رسالت کو نہ پہونچایا اور اللہ نگہبان ہے تمہارا
 آدمیوں سے پس جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کو سن لیا تب کہا آدمیوں سے
 بٹھالو اپنے اونٹوں کو میں بیان سے نہیں بٹھونگا جب تک کہ اللہ کی رسالت کو
 نہ پہونچاؤں گا بلکہ روضہ شیخ مفید سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مستقدم مرتبہ اس حکم سے استغفار فرمایا لیکن وہ معاف نہوا بلکہ آیت حکم کے ساتھ
 عتاب شدید کی نازل ہوئی تب آپ نے اس حکم کو پورا کیا عبارت اس کتاب کی
 ہم قبل میں نقل کر چکے ہیں بلکہ تکملہ حیات القلوب مصنف باقر مجلسی سے یہ معلوم ہوتا
 ہے کہ اس آیت میں علاوہ وعدہ کے اخیر کو یہ الفاظ بھی نازل کئے گئے تھے۔
 لعنہم اللہ عذابا الیما یعنی تو اگر علی کو خلیفہ نہ کرے گا پس عذاب دردناک میں
 اذی ونگا لعنہ اللہ علی الکاذبین والعیاذ باللہ من ہذا المعتقدین جناب
 سامی مجکو سخت حیرت تھی کہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ نے اس کفر یعنی رد کرنے
 حکم خدا پر کیونکر سکوت فرمایا اور کس طرح پر راضی ہو گئے حالانکہ جناب اسد اللہ القاب
 کی کیفیت یہ تھی کہ اگر جناب فاروق اعظم اذی حکم پیغمبر کو مٹانا چاہتے تھے تو
 وہ فوراً قبر کو پکارتے تھے اؤذو الفقار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتے تھے اور قتل کرنے
 پر حضرت فاروق اعظم کے مستعد ہو جاتے تھے جیسا کہ عماد الاسلام میں مجتہد المشیر
 ولید علی لکھنوی اپنے اکابر سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے جناب رسول خدا
 کو حکم فرمایا کہ سب لوگوں کے دروازوں کو جانب مسجد سے بند کر دو مگر جناب مرتضوی
 کا دروازہ کھلا رہنے دو بعد چند روز کے ایک روز حضرت عباس نے رسول خدا
 سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے میرے واسطے استدعا کیجئے کہ میرا دروازہ مسجد
 کی جانب کھول دیا جاوے حضرت نے فرمایا اے چچا ایسا نہیں ہو سکتا تب حضرت

عباس نے عرض کیا کہ ایک پرنا لہ ہی کیواسطے دعا فرما دیجئے رسول خدا کا موش
ہو رہے اور اللہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا رسول خدا خود اڑے
اور موافق خواہش حضرت عباس کے انکے مکان کی چیت پر پرنا لہ کو جانب
مسجد لگا دیا چنانچہ وہ پرنا لہ زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق میں تین برس تک
تایم رہا ایک روز اس پرنا لہ کا پانی بہ رہا تھا کہ عمر کے کپڑے اوس سے خراب
ہو گئے اونہوں نے حکم دیدیا کہ اسکو اوکھاڑ دو وہ اوکھاڑ دیا گیا عمر نے کہا
کہ اگر اب کوئی لگا بیگا تو میں اوسکی گردن مار دوں گا حضرت عباس اپنے لڑکوں
پر تنکیہ کر کے شدت مرض میں حضرت امیر کے پاس فریاد لائے اور کہا میں دو
آنکھیں رکھتا تھا ایک تو جاتی رہی یعنی رسول خدا دوسری باقی ہے یعنی آپ مجھے
نہ معلوم تھا کہ تمہاری زندگی میں میرے اوپر ایسی مصیبت پہونچے گی حضرت امیر
نے فرمایا چچا تم گھر جاؤ میں دیکھ لوں گا اور اپنے اوس وقت آواز دی کہ تمہارے اونہوں
نے عرض کیا جی حاضر اپنے فرمایا کہ میری ذوالفقار تولا اونہوں نے کہا جی لایا
حضرت علی نے ذوالفقار کو لے لیا اور سب آدمیوں کو لیکر مسجد میں آئے اور
قبر سے کھنڈہ ادر لگا پرنا لہ قبر نے فوراً لگا دیا بعد اوسکے حضرت امیر نے فرمایا
کہ قسم ہے مجھ کو صاحب قبر و قبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنا لہ کو اوکھاڑا تو اوسکی
گردن مار دوں گا یہ خبر عمر کو پہونچی وہ مسجد میں آئے اور پرنا لہ کو اپنی جگہ پر لگایا
کہا کہ کوئی شخص پرنا لہ کو نہ اوکھاڑے اور ابو الحسن کو غضب میں نہ لاوے صبح کو
حضرت امیر نے حضرت عباس سے پوچھا کہ چچا کیا حال ہے حضرت عباس نے
کہا کہ جب تک تم زندہ ہو چین سے گزرتی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم ہے
خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھ سے بخصومت پیش آویں تو میں سبکو قتل کر دوں
اس روایت کو لکھ کر جناب مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عمر کو علی کا خوف نہ ہوتا تو کسی

پر نہ لگانے دیتے تھیں نادے یا قبر علی بن ابی طالب
 قتلہ تھیں خراج المسجد والناس حوله وقال یا قبر اصعد وردد
 المیزاب الی مکانہ فصعد قبر فردہ الی موضعہ وقال علی وحق
 صاحب ہذا القبر والمیزابین فلعلہ فالعلاض من عنقہ وعنق الامرلہ
 بذلک ولا صلبنا فی الشمس حتی ینفذ ویبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنهض
 ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وهو فی موضعہ فقال لا یغضب احد
 ابی الحسن فی ما فعلہ وتکفر عنہ عن الیمین فلما کان من غدات مزی
 علی بن ابی طالب الی عمہ العباس فقال لہ کیف اصبت یا عمر قال
 بأفضل النعم ما دمت لی یا بن اخي فقال لہ یا عمر طب نفسك وقر
 عینا فواللہ نوحاً صمنی اهل الارض فی المیزاب لخصمہم ثم لقتلہم
 بحول اللہ وقوتہ ولاینا لک ضیور ولا غم فقام عباس فقبل بین عینہ
 وقال یا بن اخي ما خاب من انت ناصرة فکان هذا فعل عظمی بالعباس عم
 رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیۃ منہ فی عمہ ان عمی العباس
 بقیۃ الایا والاحداد واحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عم
 العباس فمن اذاه فقد اذانی ومن اعداہ فقد اعدانی فسلمہ سلمی و
 حربہ حربی وقد اذاه عمر فی ثلث مواطن طاهرہ غیر خفیۃ منہا قصبہ
 المیزاب ولو لا خوفہ من علی علیہ السلام لم یرکک علی حالہ انتہی ملخصاً
 بجناب مجتہد صاحب کو مقام طعن حضرت فاروق اعظم بن حضرت عباس کی فضیلت
 کی حدیثین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس چچا میرے بقیہ ہیں
 آبا اور احباب میرے گے اور انکا ادب کرو جو کوئی انکو اندا دیکھا اوس نے مجھکو
 اندا دی اور جسے اون سے دشمنی رکھی اوس نے مجھ سے دشمنی رکھی

خوب یاد آئیں اور یہ نہ خیال رہا کہ امام اہل تشیع باقر مجتبیٰ نے حیات القلوب میں
 اذکار ولد الزنا ہونا ثابت کیا ہے اور اذکار کے بیٹے کو اور اذکار کو دنیا اور آخرت میں
 اندھا لکھا ہے حیات القلوب کی عبارت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس مقام پر پہلو اور
 سے بحث نہیں مقصود یہ ہے کہ جناب مرتضوی صرف ایک پرنا لہ اذکار نے پر
 اس قدر غیظ و غضب میں آگئے کہ حضرت فاروق اعظم کے قتل پر مستعد ہو گئے
 پس اس کفریہ منسوخت متعہ پر حضرت علی کیونکر ساکت ہو گئے اور کیوں نہ ہو
 قبر سے منگائی اور کیوں نہ مجمع عام میں حضرت فاروق اعظم کو جتلیا یا جناب والا
 یہ نہ خیال کیجئے گا کہ حضرت علی نے پرنا لہ کے مقدمہ میں صرف حضرت عباس کے
 کہنے سے ایسا کیا کیونکہ جناب مرتضوی عموماً مجمع صحابہ میں رو برو فاروق
 اعظم کے فرماتے تھے کہ اگر تم احکام شریعیہ کو بدلو اور تائب نہ ہو تو ہم تمہارے
 سر کو پوڑ دین جس میں تمہاری دونوں آنکھیں ہیں چنانچہ بحر المناقب میں لکھا
 ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق نے خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگو اگر میں پیر
 تم کو احکام شریعیہ سے جنکو کہ تم کہتے ہوے ہو اور پہچانتے ہو تو کیا کرو تم سب
 چیکے ہو گئے پہر اپنے تین مرتبہ فرمایا پس کہے ہو گئے علی اور فرمایا ہم تم سے توبہ
 طلب کریں پس اگر توبہ کرو قبول کریں ہم اور اگر نہ کرو تو ہم تمہارے سر کو پوڑ دین
 جس میں یہ تمہاری دونوں دیدہ ہیں عبارت اوسکی یہ ہے خطبہ عمر
 بن الخطاب فقال لو صرفنا کہ عما يعرفون الی ما ینکون ما کنتم
 تصنعون قال فسکتوا قال ذلك ثلثا فقام علی فقال اذا کن تسیبک فان
 تبت قال وان لم قال اذا تقرب الذی فیہ عینک لارمان والاحب بنا
 مرتضوی کی یہ کیفیت ہو کہ مجمع عظیم میں فاروق اعظم کے مقابلہ پر بے کلف فرما
 کہ اگر تم احکام شریعیہ سے پہلو پھیرو اور توبہ نہ کرو تو ہم تمہارے سر کو پوڑ دین

تو پھر دمتعہ پر کہ بقول آپ کے کفر تھا کیونکر سلوک فرمایا اور اسے جناب سکوت کیا
 بلکہ اس کفر سے رضا مند ہو کر وہی کہنے لگے جو فاروق اعظم نسبت متعہ کے کہتے
 تھے یعنی اسکی حرمت پر اصرار کرنے لگے اور علی الاعلان حضرت ابن عباس کو
 مباحثہ میں عیاش فرماتے لگے یہاں تک کہ نہ خود متعہ کیا اور نہ کبھی اپنی خلافت
 میں جاری کیا حتیٰ کہ امین علیہما السلام نے بھی متعہ سے کنارہ کیا بلکہ کل ایہ
 نے احتراز کیا باوجود اس امر کے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام بکثرت عورتوں کے
 ساتھ نکاح کرتے تھے اور طلاق دیتے تھے مگر کبھی متعہ نہ کرتے تھے اکثر حضرت امیر
 فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی اڑکیوں کو نکاح میں حسن کے ندو کہ یہ مرد
 کثرت سے طلاق دیتا ہے چنانچہ کلینی میں لکھا ہے عن ابی عبد اللہ علی السلام
 قال ان علیا قال وهو علی المنبر لا تزوحوا الحسن فانہ رجل مطلق
 اور جسقدر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصرار حرمت میں کرتے تھے اوسقدر حضرت
 ابن عباس متعہ کے مباح ہونے میں کوشش کرتے تھے اور اوسکے اجرا میں کوشش
 فرماتے تھے باوصف اس امر کے کہ حضرت امیر انکو قائل کرتے تھے اور عیاش ہی
 فرماتے تھے مگر وہ بقول آپ کے باز نہ آتے تھے لیکن بعد مدت مدید کے یہ عقدہ
 حل ہوا کہ حضرت امیر نے خیال فرمایا ہوگا کہ گو آپ نے سر پر رندا کفر کا بار بیٹھا
 مگر اسکے انسداد میں عمدہ مطلب حاصل ہوگا یعنی اگر متعہ جاری رہیگا تو ادنیٰ
 شخص امت میں سے تین مرتبہ متعہ کر کے ہماری برابر ہی کا دعویٰ کرے گا اور چوتھی
 مرتبہ تو ہم سے بھی بڑا بکر خاتم الانبیاء کے مرتبہ سے ٹکر لیگا جیسا کہ تفسیر منبع الصادقین
 میں اس حدیث کو لکھا ہے من تمتع مرة درجة کدرجة الحسین ومن
 تمتع مرتین درجة کدرجة الحسن ومن تمتع ثلاث مرات درجة کدرجة
 العلی ومن تمتع اربعة مرات درجة کدرجة جعفر اور حضرت ابن عباس

یہ سمجھا ہو گا کہ یہ لوگ میری باپ کو لونڈی بچہ تو ٹھہرا چکے ہیں اور اونکی کنیز کنیز لکڑی
 کا نام مہری اور دستخط اپنے پاس رکھ چکے ہیں جیسا کہ مجلسی نے حیات القلوب میں
 لکھا ہے و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود پس میں بھی اس فعل کے اجرا میں
 کوشش کروں تاکہ ادنیٰ شخص امت سے میں مرتبہ عورت سے بطریق متعہ
 مباشرت کر کے انکے مرتبہ پر پہنچ جائے اور انکو بمقابلہ میرے اپنے مرتبہ پر غرّا
 تمونی پاسے اور کبھی میرے باپ کی کنیز ز ادگی کا خیال نہ آئے العیاذ باللہ
 اس فرقہ کو نہ رسول کی رسالت کا لحاظ ہے نہ صحابہ کی صحابیت کا خیال ہے نہ ائمہ
 کا ادب ہے نہ عترت کا پاس ہے انا لله وانا الیہ راجعون اور نسبت کرباط
 محدثین اہلسنت کے روایت بنائیکے جو ٹاٹھرا نا اپنے اکابر کو ہی مجتہد المتقین
 صاحب گوہر مراد لکھتے ہیں کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشانند کہ
 ہرچہ از پیغمبر صلعم بانیہا رسیدہ بے کم و کاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً
 قولہ اور منسوخ ہونا صحیح جو نہیں ہے تو کبھی تو کہتے ہیں کہ تین روز کے واسطے
 مباح ہوا تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ خیر میں متعہ اور گوشت خراہی حرام ہوا اور
 او طاس میں پہر مباح ہوا اور پہر حرام ہوا اور فتح مکہ اور حجتہ الوداع میں مباح ہوا
 اقول جناب مخاطب کی زبان پر لفظ کبھی کبھی خوب جاری ہے اسے جناب کبھی کبھی
 اور تبھی تبھی کیا معنی بیشک اہل سنت کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ مقام جہاد و حالت
 سفر میں بوجہ شدت تکلیف صحابہ کے بمقتضائے مقام متعہ جاری کیا گیا تھا لیکن
 معاً اسی مقام پر مانعت فرماد گئی جیسا کہ صحاح ستہ سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ فتح
 مکہ میں تین روز تک جاری رہا بعد کو تا قیام قیامت حرام فرمایا گیا ہمارے جناب
 مخاطب لفظ منسوخ اور ممنوع کے معنی بھی تو نہیں جانتے اسے میان یہی معنی ہیں
 منسوخ کے کہ قبل نسخ کے ایک امر جاری تھا بعد کو منع کیا گیا اسی کو فرماتے ہیں امام

رازی ان نسخ طء علیہ تحقیق نسخ او سپرطاری ہو گیا اور اسکو سودا اعظم
 است سے نقل کیا ہے فذہبت السواد الاعظم من الامة الى انها صارت
 منسوخة پس کیا ہے گروہ بڑا است سے طرف اس بات کے تحقیق ہو گیا وہی متع
 نسخ ملازمان والا براسے خدا اس روایت کو کہ او طاس میں پھر مباح ہوا اور پھر
 حرام ہوا اور فتح مکہ اور حجة الوداع میں مباح ہوا کسی کتاب مستند اہلسنت سے پیشتر
 کیجئے ورنہ ایسے جھوٹے دعویٰ اور غلط روایتوں کے لکھنے سے باز آئیں احباب
 اور حرم متع کی واسطے او طاس اور فتح مکہ اور حجة الوداع ایک ہی مقام اور موقع
 ہے نہ متعہ اور عدم صحت نسخ کی واسطے ان دو ایک روایتوں کو جو دو ایک
 مقام پر واقع ہوئی ہیں دلیل قرار دینا نہایت حماقت ہے نفس الامر میں کسی قسم
 کا اختلاف نہیں ہے البتہ وہ اختلاف قابل غور ہے کہ جوابات ہل اتی کی نازل
 ہوئی شان جناب مرتضوی اور حضرت سیدہ اور سید اشباب اہل الجندہ اور رضہ
 کینزین واقع ہوا ہے تفسیر البیت اور تفسیر قرأت ابن ابراہیم اور تفسیر مجمع البیان
 اور تفسیر صافی اور تفسیر علوم اور تفسیر صابری اور تفسیر عالی اور تفسیر کاشانی اور
 تفسیر جہانی اور تفسیر رازی اور تالیفات مذہبی اور امالی شیخ کو ملاحظہ کیجئے کہ ان
 آیات کے نزول میں کیسی روایات مختلفہ متناقضہ واقع ہوئی ہیں کہ جنکے دیکھنے
 سے اصل قصہ محض در ذوع معلوم ہوتا ہے اوں اختلافات میں سے چند اختلافات
 اس مقام پر واسطے سرور ناظرین کے لکھتا ہوں اور باقی کو قیاس عاقلین پر
 چھوڑتا ہوں یعنی جسوقت کہ حضرت حسنین بیمار ہوئے اور حضرت امیر اور جناب
 سیدہ اور کینز مذکور نے تین روزوں کی نذر تہننا سے حصول شفا اپنے اوپر
 واجب کی تو کبھی تو کہتے ہیں کہ یہ نذر بقلم و لہقین صحابہ کبار مثل صدیق و فاروق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تھی کہ ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

عبادت کے آئی تھی جیسا کہ مجمع البیان سے ظاہر ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ صرف بنی
 نارون اعظم کی تلقین سے جیسا کہ تفسیر قرأت ابن ابراہیم سے ظاہر ہے اور کبھی
 کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا جیسا کہ تفسیر جرجانی سے معلوم ہوتا ہے
 اور کبھی کہتے ہیں کہ جناب مرتضوی کو الہام اس نذر کیواسطے ہوا تھا جیسا کہ بالفاظ
 فضل ابن شادان سے معلوم ہوتا ہے پراسمین اختلاف ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ
 سنین ہی شریک اس نذر میں تھے جیسا کہ شیخ نے امالی مجلس چوالیس میں لکھا
 ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ شریک نہ تھے جیسا کہ بقیہ کتب سے ظاہر ہے پراسمین
 اختلاف ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ تین صاع یودی سے قرض لئے تھے اور کبھی
 کہتے ہیں کہ جناب امیر نے یودی کی مزدوری پانی سیچنے کے کی نہی اوسمین
 یہ تین صاع ملے تھے جو مسکین اور یتیم اور اسیر کو بقدر حصہ ہر ایک کو دئے تھے
 اور کبھی کہتے ہیں کہ صرف بنائیکی مزدوری اپنی کی تھی اور کبھی کہتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کئے تھے جیسا کہ بجا مجلسی سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف
 ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ہی اس مزدوری میں شریک تھیں اور کبھی
 کہتے ہیں کہ شریک نہیں تھیں جیسا کہ امالی وغیرہ سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف
 ہے کہ مساکین کو جو وقت افطار کے دیا گیا کیا غذا تھی کبھی تو کہتے ہیں کہ تینوں
 روز وین تین ٹکلی بکا کر دی گئی تھیں اور کبھی کہتے ہیں کہ حریرہ تھا جیسا کہ بجا وغیرہ
 سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف ہے کہ اول مرتبہ مسکین جو دروازہ پر آیا اور
 اپنی گرسنگی کو ظاہر کیا تو کہتے ہیں کہ جناب امیر نے سفارش اوسکی سامنے جناب
 سیدہ کے شریکین کی اور کبھی کہتے ہیں کہ اشعار میں نظم کر کے سفارش کی جیسا کہ
 تفسیر جرجانی اور صحیفۃ المتقین وغیرہا سے ظاہر ہے پراسمین اختلاف ہے کبھی
 تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شریک صحبت اس سخاوت کے وقت تھے اور

کہی کہتے ہیں کہ آپ شریک نہیں تھے جیسا کہ قرأت ابن ابراہیم وغیرہ سے ظاہر
 ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ تین روز برابر مسکین اور یتیم اور
 اسیر کو کھانا کھلایا اور کہی کہتے ہیں کہ ایک وقت جیسا کہ حدیث جعفری تفسیر
 اہلبیت میں ظاہر کر رہی ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ تھامی جو سے حریرہ بنایا
 گیا اور وہ مسکین کو بخشا گیا اور تھامی سے طعام اور وہ یتیم کو دیا گیا اور تھامی
 سے تیسری قسم کا کھانا پکا یا گیا کہ وہ اسیر کو دیا گیا اور وہ اہل شرک سے تھا جیسا
 کہ تفسیر کاشانی سے ظاہر ہے اور اس روایت کے مناقض روایت قبل میں مذکور
 ہو چکی پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ حضرت جبریل کو
 ہر روز لباس مسکین اور یتیم اور اسیر میں بھیجتا تھا اور کہی کہتے ہیں کہ فرشتہ
 دوسرا آتا تھا جیسا کہ کتاب مغزی سے معلوم ہوتا ہے بہر حال اسیر کا شرک ہونا
 غیر کاشانی سے اور معاذ اللہ حضرت جبریل یا دوسرے فرشتہ کا لباس اسیر میں
 حاضر ہونا مغزی سے ظاہر ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں کہ آیات
 حل اتی بعد کمانے مائدة منزل من السماء کے اوترین اور کہی کہتے ہیں کہ
 قبل اس کے پھر اسمین اختلاف ہے کہی تو کہتے ہیں بعد کمانے کے بلا عمت اوترین اور
 کہی کہتے ہیں کہ بعد اس واقع کے کہ حضرت امام حسین کی وجہ سے وہ نعمت عظمیٰ اور
 عطا کبریٰ زایل ہو چکی تھی چنانچہ صافی اور حیضہ المتقین میں لکھا ہے کہ جب تو آنحضرت
 صلعم نے حسنین کو سبب گرسنگی کے متغیر پایا تو سخت ملول ہوئے اویس وقت حضرت
 جبریل ایک قاب مرصع یا قوت سے پر فرید سے بطریق تحفہ کے لے پہونچے سب بزرگوار
 نے خوب کھایا اور ایک لقمہ بھی اوس سے کم نہوا حضرت امام حسین علیہ السلام تھوڑا
 سا اپنے ہاتھ میں لیکر باہر آئے ایک عورت یہودیہ کی ناک میں جو خوشبو پہونچی تو بے قرار
 ہو کر وہ لقمہ اوسنی حضرت سے مانگ لیا اپنے اوسکو دیدیا جسوقت وہ قریب منہ کے

لیکن حضرت جبریل نے بعثت تمام دوڑ کر اوسکو اوسکے منہ سے پھینک دیا اور
 فوراً قاب کو آسمان پر اڑھا لیکن سب دیکھتے دیکھتے ہی رگڑے رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا کہ اگر امام حسین اس حرکت کو نہ کرتے تو یہ نعمت امت سے قیامت تک ناپید
 نہ ہوتی بعد ان خرابیوں بسیار کے یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں یوفون بالند
 و یخافون یوما کان شہوہ مستطیرا و یطعمون الطعما علی وجہ
 مسکینا و یتیمما و اسیدرا میں کہانتک ہر امر میں آپکے بیان کے اختلاف
 بیان کر دینا اور کس حد تک لکھو گا اسکے واسطے تو دفاتر رنگنا پڑینگے اور دس
 لکھنا پڑینگے لہذا جمیع کتابوں میں سے کتب اربعہ کو منتخب کرنا ہوں اور ان میں سے
 تہذیب اور استبصار کے اختلافات کو لکھنا ہوں باوصف اس امر کے کہ ان
 دونوں کتابوں کا ایک ہی شخص مصنف ہے اس پر پانچ ہزار حدیث سے زیادہ
 باہم مختلف ہے صاحب فواید مدینہ جنکو بلا اثر مجلسی بجا والا نور اس رئیس امامیہ
 قرار دیتے ہیں اور انکی کتاب کو معتمد علیہا طائفة بتلاتے ہیں وہ اپنی
 کتاب فواید مدینہ میں امام اعظم طوسی سے یوں نقل فرماتے ہیں کہ امام اعظم
 کہتے ہیں کہ میری کتاب تہذیب اور استبصار میں پانچ ہزار حدیث سے زیادہ
 باہم مختلف ہیں عبارت اوسکی یہ ہے وقد ذکرنا ما ورنہ منہم علیہم السلام
 من حدیث المختلفة التي تختص فی الفقه فی کتابی المعروف
 بالاستبصار و فی کتاب تہذیب الاحکام ما یزید علی خمسة الاف اب
 جناب مخاطب خیال کریں کہ کتب اربعہ میں سے دو کتابوں کی یہ کیفیت ہو کہ
 پانچ ہزار حدیث سے زیادہ ان میں مختلف ہو اور طرفہ یہ کہ ان دونوں کا مصنف
 ہی ایک ہی ہو اور لطف یہ کہ وہ خود ہی بیان بھی کرتا ہو تو پھر قیاس کیسے
 غیر کتب اربعہ پر کہ انکی کیا کیفیت اور کیا حالت ہوگی ملازمان والا کی طبیعت

اگر گرانہ معلوم ہو تو ایک امر اور عرض کرنے کے قابل ہے وہ یہ کہ آپ کے امام
 اعظم بیچارہ کا ہی کچھ قصور نہیں اور اوپر کیا موقوف ہم سب مصنفین اہل تشیع
 کی جانب سے معذرت کرتے ہیں کہ وہ بیچارہ معذور ہیں وہ تو بزبان حال یہ کہتے
 ہیں کہ ہم سے تو میان حوالیقی اور حضرت صاحب الطاق اور جناب مہتمی اور
 مخدوم ہشام ابن الحکم اور کرمی ہشام ابن سالم اور معظی حضرت زرارہ اور
 مخفی ابو نصیر اور معلی القاب جناب ابو الجارود وغیرہم نے جو فرما دیا ویسا ٹانگ دیا
 اور فی الواقع سچ ہے یہ عذر کیونکہ یہ حضرات فایض البرکات بذاتہم ایسے
 عظیم السلام سے ملاقات فرماتی تھی اور ان کے ساتھ مصاحبت رکھتے تھے جو انہیں
 ایسے ہی تھے انہیں ذوات مقدسہ میں سے نبجا اللہ تھے اور انہیں نفوس قدسیہ
 میں سے امناء اللہ تھے انہیں نے نبوت کو روشن کر دیا اور انہیں نے رسالت
 کو چمکا دیا یہی لوگ ہیں کہ اگر عدم سے وجود میں نہ آتے تو نبوت منقطع ہو جاتی
 ہی صاحب ہیں کہ اگر انکا وجود باجود نہ ہوتا تو رسالت معدوم ہو جاتی جیسا کہ
 مجلسی نے روضۃ المتقین میں بحث رجال میں ایہ علیہم السلام سے نقل کیا ہے
 بشر المحبتین بالحجة یزید ابن معاویۃ الفجلی و ابو بصیر لمیت ابن النحر
 و محمد ابن مسلم و زرارۃ اربعة نبجا امناء اللہ علی حلالہ و حرامہ
 لولا هؤلاء لا تقطعت اثار النبوت اندرست کیا حاجت ہے ہکوان حضرت
 کی تعریف نقل کر نیکی اور کیا ضرورت ہے انکی توصیف بیان کر نیکی انہیں کے
 نور سے نام اہل تشیع نور ہیں اور انہیں کی صورت کے جمیع اہل تشیع مصور ہیں کم
 کوئی حدیث مذہب تشیع میں ہو گی جو ان سے اور ان کے اخوات سے خالی ہو او
 کم کوئی خبر کتب اربعہ میں ہو گی جو انکی روایت سے عاری ہو یہی لوگ ہیں
 کہ انکی نظر بن خدا پر پڑی ہوئی ہیں یہی لوگ ہیں کہ انکی عقلیں خدا کی حقیقت

پائے ہوئے ہیں یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے خدا کو ٹھوک سجا کر ہوکل معلوم کر لیا
 یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے خدا کو ٹٹو لکڑ ٹٹوس پالیا اب دیکھئے میان جو الیقینی
 در حضرت صاحب الطاق اور جناب سرخشی کے حال کو اور ذرا تکلیف فرما کر
 سنئے اور انکے مقال کو کلینی کو ملاحظہ فرمائیے اور خدا کے لئے ان بزرگوں پر
 نظر نہ لگائے شعر نظر لگے نہ کہیں ٹھونک ٹھانک کر اونکے یہہ لوگ کیوں میری
 حرف سطر کو دیکھتے ہیں ؟ عن ابن الحارث و ابن الحسین ان ہیشمی بقول انہ
 اجوف الی السرة والباقی صمد کا بقولہ الجویق و صاحب الطاق
 یعنی ہیشمی کہتا ہے کہ اللہ کہوکل ہے ناف تک اور باقی ٹٹوس ہے اسی کو جو الیقینی
 اور صاحب الطاق کہتے ہیں سبحان اللہ کیا فہم مذ کا تھی اور کیا عقل سا
 زمین کی نان کو اب تک کسی نے نہیں پایا مگر انکی رائے نے زمین کیا خدا کی نان
 کو پایا اب مخدومی ہشام ابن الحکم اور مکرمی ہشام ابن سالم کی کیفیت کو اور
 سنئے اور ذرا عنایت فرما کر ادھر کو متوجہ ہو جائے صرف کلینی ہی کو دیکھئے اور
 کسی کتاب کی تکلیف نہ کیجئے عن محمد ابن الفرخ زنجی ان ہشام ابن الحکم
 یقول ان اللہ جسم وان ہشام ابن سالم بقول انہ صور اجوف الی
 السرة والباقی صمد یعنی محمد ابن الفرخ زنجی سے روایت ہے کہ تحقیق ہشام
 ابن الحکم کہتا ہے کہ اللہ جسم ہے اور ہشام ابن سالم کہتا ہے تحقیق وہ صورت ہے
 کہوکل ہے ناف تک باقی ٹٹوس ہے سچ ہے یہی مصاحبین ایمہ ہدی تھے
 اور یہی مقتداۓ حضرات شیعہ تھے آپ نے ان حواس خمسہ کے احوال مقدسہ
 کو ملاحظہ فرمایا اور انکے عقائد مطہرہ کو مطالعہ کر لیا اور انکے اقوال مسعودہ کو
 سن لیا اور انکے عقول محمودہ کو سمجھ لیا یہی لوگ اسبق روات حضرات شیعہ ہیں
 اور یہی لوگ اقدم نقات حضرات امامیہ ہیں ملازمان والا کہیں انکے عقاید

تقریب نہ کیجئے گا اور انکے اقوال کی توصیف فرمایا گیا کیونکہ ایمہ کے نزدیک انکے عقاید موجب خسران و خذلان ہیں اور یہ خود ظالم اور مردود اور شیطان ہیں
ایمہ علیہم السلام انکو گمراہ جانتے تھے اور اہل بدعت میں قرار دیتے تھے اور
باتہ اوٹھا اوٹھا کر دعا بد کرتے تھے کلینی کو ملاحظہ فرمائے اور کہین کا ہیکو
جائے روایت کیا ہے کلینی نے حسن ابن عبد الرحمن حمالی سے کہا اونہوں نے
عرض کیا میں نے کاظم علیہ السلام سے تحقیق ہشام ابن الحکم زعم کرتا ہے اس
بات کا کہ اللہ جسم ہے فرمایا امام نے قتل کرے اوسکو اللہ عبارت اوسکی یہ ہے
عن الحسن ابن عبد الرحمن الحمائی قال قلت لابی الحسن کاظم ان
ہشام ابن الحکم یزعم ان اللہ جسم قال قاتلہ اللہ اور یہ کلینی کو دیکھ
لیجئے اور اوسے اپنی تسکین کر لیجئے روایت کیا کلینی نے کتاب التوحید
میں محمد ابن الفرخ ربی سے کہ اونہوں نے امام ابو الحسن سے بواسطہ تحریر کے
سوال کیا اس امر میں کہ ہشام ابن الحکم اللہ کا جسم ٹھہراتا ہے اور ہشام ابن
سالم صورت فرمایا امام نے پناہ مانگ تو ساتھ اللہ کے شیطان سے اور قول
دونوں ہشاموں کا لغو و بیہودہ ہے عبارت اوسکی یہ ہے عن محمد ابن الفرخ
الربی قال کتبت الی ابی الحسن سئل عما قال ہشام ابن الحکم
فی الجسم و ہشام ابن سالم فی صورت فکتب دع عنک حیرۃ
البحیران واستعد بالله من الشیطان لیس قول ما قال ہشامان اور
بحر اوسے کلینی کو ملاحظہ فرمائے اور اپنے قلب کا اطمینان اوسے سے کر لیجئے یہ
کیا کلینی نے محمد ابن الحر از اور محمد ابن احسین سے کہ کہا اونہوں نے کہ داخل
ہوئے ہم امام ابو الحسن رضا علیہ السلام کے پاس اور عرض کیا ہم نے کہ ہشام
ابن سالم اور صاحب الطاق اور یثیمی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالی ہے ناقص

اور باقی ٹھوس ہے پس امام نے سجدہ کیا اور فرمایا کیسی تابعداری کی اونہوں نے
 نے نفوس اپنے کی اور بعد اسکے دعا مانگی کہ اے اللہ مت حشر کر تو میرا ساتھ
 قوم ظالمین کے عن ابراہیم ابن محمد ابن الحواضر و محمد ابن الحسین قالا
 دخلنا علی ابی الحسن الرضا قلنا ان ہذا مر ابن سالم وصاحب الطاق
 والہثمی یقولون انه تعالی اجوف الی السرة والیا محمد فخر لله ساجد
 ثم قال کیف طاعو عنہم انفسہما ان شہو ک لغيرک اللهم لا اصفک
 الا بما وصفت به نفسک ولا اشبهک بخلقک انت اهل لكل خير
 فلا تجعلنی مع القوم الظالمین جناب والا دیکھئے کہ ان بزرگ وار و پیر اہل
 علیہم السلام کیسی بد دعا فرماتے ہیں اور کیسا انکو نفس پرست بتلاتے ہیں اور
 کس طرح انکو فرقہ مشبہ میں داخل کرتے ہیں اور کیسا حکم پناہ مانگنے کا شیطان
 سے فرماتے ہیں اور کیسا اپنے حشر کو قوم ظالمین سے بجاتے ہیں ملازمان جناب بوجہ
 جودت طبیعت اور تقلید نثر بہ کہیں یہ نفرا دیجئے گا کہ یہ حضرات جامع الکمال
 اپنے اقوال سے بوجہ مصاحبت امام جعفر علیہ السلام منحرف ہو گئے تھے اور اپنے
 عقاید سے بسبب فیض جعفری کے تائب ہو گئے تھے اپنے مذہب سابق سے
 رجوع کر لیا تھا اور دوسرے مذہب میں قرار پکڑ لیا تھا قدر ہو جائیگا امام معصوم کا
 جاہل ہونا پایا جائیگا حدیث امام جو ٹی ٹھہرائیگی سب اگلے پچھلے تار و پود و بالا
 ہو جائیگی کیونکہ حدیث مذکور امام رضا علیہ السلام کی ہے جس میں اپنے آیت —
 فلا تجعلنی مع القوم الظالمین بطریق دعا فرما کر اون حضرات ممدوح
 عالمین کے سوء خاتمہ کی خبر دی ہے حضرت امام رضا بعد امام کاظم علیہ السلام
 کے ہوئے ہیں اور یہ حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات
 کے بعد انتقال فرما گئے ہیں جیسا کہ کتب رجال البیہر کشی وغیرہ سے ظاہر ہے

اگر لڑکان والا حضرت امام رضا علیہ السلام کے حدیث کا خیال نہ فرماوین اور اپنے
 ایمہ حقیقتین کی خواہ تخواہ توبہ کو تائب فرماوین گو کہ حضرت امام رضا جلیل ثرا ویز
 مگر ایمہ شیعہ عقاید مذکورہ سے ثابت قرار پا جاوین تو امام اہل تشیع حضرت ملا
 باقر مجلسی کے بخار الانوار کو ملاحظہ فرمالیجئے اور او س میں اس حدیث کو جو علی بن
 شیعہ الشایخ سے منقول ہے پڑھو اگر سن لیجئے عن ابن عامر عن معلى بن
 محمد عن محمد بن جهمر الفهمی باسنادہ رفعہ قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم الی اللہ لک صابا لتق بة قتل یا رسول اللہ وکیف ذاک
 قال انه قد اشرب قلبہ حبھا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انکار کیا اللہ نے صاحب بدعت کی توبہ قبول کرنے سے کسے کسے کہا یا رسول
 اللہ کیا وجہ ہے اسکی فرمایا اہل بدعت کے دلمین محبت بدعت کی بیٹھ جاتی ہے بعد
 اسکے ملا صاحب نے نہ قبول کرنے توبہ اہل بدعت کی نسبت یہ توجیہ فرمائی
 المراد انه لا یوفق للتوبة كما یظهر من التعلیل اولاً یقبل توبة قبولا
 كاملاً یعنی اہل بدعت کو توفیق ہی توبہ کی نہیں دے جاتی یا توبہ اونکی مقبول نام
 نہیں ہوتی اب ارشاد فرمائیے کیونکر توبہ اون ذوات مقدسہ کی کہ جنہوں نے
 خدا کو مکمل ٹھہرایا ہے مقبول ہو سکتی ہے جب اہل بدعت میں قرار پا گئے تو
 بقول ملا صاحب کے کیونکر تائب ہو گئے اب آپ ان حواس خمسہ کو انہیں کے
 حال پر چوڑئے اور انکے تائب ہو جانے سے منہ کو موڑئے اس خیال باطل
 کو طبیعت نازک سے نکال دیجئے اور ان حضرات کی توبہ اور رجوع کرنے کا
 مطلقاً دلمین گمان نہ کیجئے آگے چلئے غلٹ تائب حضرت زرارہ کے حال کو دیکھیے
 کتب اسماء الرجال اہل تشیع کو ملاحظہ فرمائیے انہیں سے کتاب کشتی کو نکلو آئے
 بو عمر ایمہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایمہ علیہم السلام حضرت زرارہ پر لعنت فرماتے ہیں

اور صرف لعنت پر قصر نہیں کرتے ہیں بلکہ حضرت زرارہ کو یہود اور نصاریٰ
 سے زیادہ بد جانتے ہیں اور حضرت زرارہ کی عیادت کی واسطے لوگوں کو منع
 کرتے ہیں اور جنازہ پر حاضر ہونے سے روکتے ہیں عبارت اوسکی ایک مقام کی ہے
 لعنت الله على زرارۃ وهو شر من اليهود والنصارى **وہو شر منکم اجمعین**
 حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عيسى عن علي ابن الحكم عن بعض حاله
 عن ابي عبد الله قال دخلت عليه فقال متى عهدك بزارة قال قلت
 ما رأيته منه ايام قال لا تبالي وان مرض فلا لعدة وان مات فلا
 تشهد جنازته قال قلت زرارۃ متعبجا مما قال قال نعم زرارۃ
 شر من اليهود والنصارى ومن قال ان مع الله ثالث يعني علي ابن محمد
 کے بعض شیوخ کہتے ہیں کہ امام صادق نے مجھ سے پوچھا کہ زرارہ سے ملاقات
 ہوتے ہی میں نے غرض کیا کہ چند روز ہوئے کہ میں نے اوسکو نہیں دیکھا
 فرمایا اوسکی پرواہ نہ کر اگر وہ بیمار ہوا اوسکی عیادت کو نہ جاؤ اگر مرے اوسکے جنازہ
 پر حاضر نہو میں نے متعجبانہ عرض کیا کہ آیا زرارہ کے حق میں یہ ارشاد ہوتا ہے
 فرمایا ہاں وہ بدتر ہے یہود اور نصاریٰ سے اور ان لوگوں سے جنہوں
 نے کہا کہ اللہ کے ساتھ تیسرا ہے کیا خوب یہ وہی معظمی حضرت زرارہ ہیں کہ جو
 لولا هؤلاء میں داخل ہیں اور رسالت کے روشن کر نیوالے اور نبوت
 کے چمکانے والے تھے مگر حضرت زرارہ بھی ایہ علیہم السلام سے کچھ خوف نہیں
 کہتے تھے بلکہ جواب ترکے ترکے ایہ کو دیتے تھے اگر ایہ علیہم السلام حضرت کی نسبت
 شر کا لفظ فرماتے تھے تو حضرت زرارہ ایہ کی نسبت معاذ اللہ لعنت کا لفظ
 منہ سے نکالتے تھے اگر ایہ حضرت پر اللہ کی لعنت برساتے تھے تو حضرت زرارہ
 ایہ پر معاذ اللہ اپنی لعنت فرماتے تھے اوسی کتاب مختار ابو عمر کشی میں ہے

ہی ملاحظہ کیجئے و حدیثنا محمد ابن مسعود قال حدثنا جبریل ابن
 احمد الفانزانی قال حدثنا العبد ابن محمد ابن عیسیٰ عن یونس
 عن عبد الرحمن عن ابن مسکان قال سمعت زرارۃ بقول رحمہ اللہ
 ابا جعفر واما جعفر فان فی قلبی علیہ لخصۃ وقال قتلہ و ما حمل
 زرارۃ علی ہذا قال ابن ابا عبد اللہ اخرجہا ربہ یعنی ابن مسکان
 کہتا ہے میں نے سنا کہ زرارہ کہتا تھا خدا رحمت کرے ابو جعفر کو پر جعفر بس تحقیق
 میرے دلین اعتقاد ہے کہ او سپر لعنت خدا ہے راوی کہتا ہے کہ زرارہ کی اس
 عداوت کا کیا سبب کہا اس واسطے امام جعفر اوسکے قبایح اور شناہ بیان فرماتے
 وہ حضرت زرارہ ایمہ علیہم السلام پر لعنت کے بھی قائل تھے جو جب ہی صحیحہ رضیہ
 شر من الیہود والنصارى کے قابل تھے حضرت زرارہ کے حال مبارک سے
 بے قطع نظر کیجئے جانے دیجئے کچھ طبیعت پر میل نہ لائیے گذشتہ انچہ گذشتہ جناب
 علی القاب ابو الجارود کے صفات مقدسہ کو ملاحظہ فرمائیے حضرت ایشان کیسے
 کیسے صفات سے موصوف تھے اور کیسے کیسے القاب سے معروف تھے بمصرہ العوام
 اور تذکرہ الایمہ اور منہج المقال اور خلاصۃ الاقوال کو دیکھئے فاضل استرآدی کی کتاب
 مختار کشی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الجارود کو اعمیٰ سر حوب بھی کہتے ہیں
 اور یہ نام بعض شیاطین کا بھی ہے جو دریا میں رہتے ہیں الاعمی السرخو
 بالین المهملة المضمومة والراء والحاء مهملتین والباء منقطۃ
 تحتھا نقطۃ واحده بعد الواو مذمومہ لا شبہۃ فی ذمہ سمی سر حوباً
 باسم الشیطان الاعمی لسکن البحر ما شاء اللہ جناب علی القاب میان
 ابو الجارود چشم بد و راند ہے تھے چونکہ دریا میں بعض شیاطین اندھے رہتے
 ہیں اس واسطے اونسکے نام پر حضرت کا نام بھی رکھا گیا تھا کتاب کشی سے یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی ایک تفسیر بھی ہے المسمی تفسیر باقری اور وہی فاضل
 ستر آبادی ابوبصر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا امام ابو عبد اللہ علیہ السلام نے
 کثیر النواہم ابن حفصہ اور ابو انجار و د کذاب اور کذاب اور کفار میں لعنت
 کی اور ان کے عبارت اس کی یہ ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام کثیر النواہم
 وسالما بن ابی حفصہ ابوالجاسر و د کذابون مکذبون کفار
 علیہم لعنت اللہ ان اندھے میان ابوبصر کو نگاہ میں رکھیں گامیہ وہی ہیں
 جو بولامین مندرج ہیں یہ میان اندھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طاع
 اور دنیا پرست جانتے تھے اور اسی کی شامت سے کہتے تھے آپ کے منہ پر موت
 تھا ابوعمر شتی نے کتاب مختار میں لکھا کہ حدیثی محمد بن عیسیٰ عن یونس عن
 حماد قال جلس ابونصر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب
 الاذن فلم یؤذن له فقال لو کان معنا طبق لاذن فجاء کلب فشغ
 فی وجہہ ابی بصیر قال اف اف معہذا قال جلسہ ہذا کلب شغ
 فی وجہہ یعنی جناب کتے فرماتے ہیں کہ محمد بن مسعود نے کہا کہ مجھ سے محمد بن
 عیسیٰ نے فرمایا اونسے یونس نے اونسے حماد نے کہا حماد نے کہ بیٹھا تھا ابوبصیر اور
 دروازہ حضرت امام صادق کے تاکہ پر و انگلی حاضر بونیکلی پاوے بس اونکو
 اذن نہ دیا امام نے ابوبصیر کہنے لگا کہ اگر میرے ساتھ طبق ہوتا تو اذن ملتا تے
 میں ایک کتا آیا اور اسکے منہ میں موت دیا ابوبصیر کہنے لگا اذن ان یہ کہ
 تھا اونکے ہنشین نے کہا کتا دھڑا تیرے منہ میں موت گیا واہ میان ابوبصیر
 عجیب چیز تھی یہی تھی کہ نبوت کو روشن کرتے تھے یہی تھی کہ رسالت کو چمکاتے تھے
 ملازمان والا غور کریں کہ جب حضرات اہل تشیع کے ائمہ حقیقین ائمہ علیہم السلام
 مردود و مطرود و ظالم اور کاذب ملعون و کافر کذاب و مکذب فرما دیں تو یہ

حضرات جو کچھ کہیں وہ سچا ہے اور جو کچھ بنیاد کرین وہ زیبا ہے مگر ایک سخت مشکل ہے وہ بھی التماس کے قابل ہے کہ یہ حضرات مذکورین ثمانیہ اور ان کے اخوات مرد و دین زمانہ بزمان حال با د از بلند پکار پکار کر کہتے ہیں کہ محدثین اور مصنفین شیعوہ ہمارے گردن کیوں پکڑتے ہیں اور ہمارا دامن کیوں کھینچتے ہیں بہت دور میانی ہیں صرف پیغام پہونچانے والے ہیں بقول شخصے ایلچی کو سوال سے کیا مطلب اور جواب سے کیا غرض ایمہ علیہم السلام ہی کی کیوں نہیں احوال دیکھتے اور انہیں کے کیوں نہیں اقوال سمجھتے ہمارا کیوں دامن پکڑتے ہیں انہیں سے کیوں نہیں پوچھتے اپنی کتابوں کو دیکھیں اور انکی احادیث کو سمجھیں وہ تو بے تکلف فرماتے ہیں کہ ہم ہی زیادتی اور نقصان کے ساتھ جواب دیتے ہیں وہ تو کمال ارشاد کرتے ہیں کہ ہم ایک بات میں ستر پہلور کہتے ہیں پھر آپ ہم سے کیوں پر خاش کرتے ہیں اور ہمارے کیوں دست بگریبان ہوتے ہیں اور اگر خواہ مخواہ ہمارا چھپا لیتے ہیں تو ہم بھی صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ کشتی خضر ہی کی ڈوبائی ہوئی ہے اور یہ جماعت انہیں کی خاک میں ملائی ہوئی ہے جناب سامی خیال کرین اب ہم آپسے کیا عرض کرین اور کس طرح آپ کی خدمت میں التماس کرین گویم مشکل و گنگویم مشکل بظاہر ہم کلینی اور سجاد کو دیکھتے ہیں تو یہ بیچارہ ہی بقصود معلوم ہوتے ہیں آپ کلینی کو تو کہہ ولئے اور اوہمیں حدیث جعفری کو تو ملاحظہ کیجئے فی الواقع انکا تو صاف ارشاد ہے کہ یہ زیادتی اور نقصان ہمارا ایجاد ہے کلینی نے باب اختلاف الحدیث میں منصور ابن حازم سے روایت کیا ہے کہ کہا میں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کیا وجہ ہے کہ زمین مسئلہ کو پوچھتا ہوں تو آپ کچھ جواب دیتے ہیں اور اگر دوسرا شخص اوسی مسئلہ کو پوچھتا ہے تو اب مغایر جواب اول کے جواب دیتے ہیں فرمایا اپنے ہم

جواب دیتے ہیں ساتھ زیادتی اور نقصان کے عبارت اوسکی یہ ہے قلت لابی
 عبد الله عليه السلام ما استلث من المسئلة فتجيب فيها بالجواب
 ثم يجيبك غیری فتجيب بجواب آخر قال انا نجيب الناس على
 الزيادة والنقصان اور اگر آپ سمار الانوار مجلسی میں حدیث جعفری کو ملاحظہ
 فرمادینگے اور اوس میں محمد بن بشیر اور غزیر کے سوال کو اور حضرت امام علیہ السلام
 کے جواب کو مطالعہ کرینگے تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا ان حضرات ثانیہ
 اور اولیہ کے اخوات زمانہ کو صاف بری کر دینگے اور اس جرم اختلاف سے بالکل
 کر دینگے مجلسی نے اپنے باپ سے اونہوں نے سعد سے انہوں نے محمد بن بشیر
 اور سندی سے اونہوں نے ابان ابن عثمان سے انہوں نے محمد بن بشیر
 اور غزیر سے انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کہا غزیر نے
 حضرت امام علیہ السلام سے نہیں ہے کوئی شے زیادہ سخت اوپر ہمارے خلاف
 اصحاب ہمارے سے فرمایا امام نے کہ یہ اختلاف میری طرف سے ہے عبارت اولیہ
 یہ ہے عن ابی عن سعد عن محمد بن الولید والسندی عن ابان بن عثمان
 عن محمد بن بشیر وعزیر عن ابی عبد الله عليه السلام قال قلت لہ
 انه ليس شئ اشد علي من اختلاف اصحابنا قال ذلك من قبل
 اور اگر ابی مرتبہ کہیں آپ سمار الانوار مجلسی کو دیکھ لیونینگے تو ان درمیانوں کے
 متقولہ کو کلیتہً سچا سمجھ لیونینگے چنانچہ روایت ہے زرارہ سے کہ اوس نے امام
 باقر علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا حضرت امام نے اوسکو کچھ جواب دیا اسکے
 بعد ایک دوسرا شخص آیا اور اوس نے یہی وہی مسئلہ پوچھا اوسکو بر خلاف
 پہلے جواب کے جواب دیا کہ پھر تیسرا شخص آیا اوسکو دونوں جوابوں کے خلاف
 جواب دیا جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تب میں نے کہا اے ابن رسول اللہ

اسکا کیا سبب ہے کہ دو آدمی اہل عراق سے آئے اور وہ دونوں آپ کے شیعوں
 میں سے تھے اور آپ نے دونوں کو جواب ایک دوسرے کے خلاف دیا امام نے فرمایا
 کہ یہی ہمارے حق میں بہتر ہے اور اسی میں ہماری تمہاری خیریت ہے اگر وہ میں
 تم سب مختلف نہو اور ایک بات پر متفق ہو جائو تو لوگ تمکو چھوڑیں اور ہم تم کو
 نہ رہنے پائیں اور پھر رارہ کہتا ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام سے اس امر
 کو میں نے پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے پدر بزرگوار کے موافق جواب دیا عبارت
 اوسکی یہ ہے عن زرارہ عن ابی جعفر قال سئل عن مسئلۃ
 فاجانی قال ثر جاء رجل فسئل عنها فاجابہ بخلاف ما اجابنی
 واجاب صاحبتی فلما خرج الرجلان قلت بائن رسول الله رجلا
 من اهل العراق من شيعتك قد مايسئلان فاجبت كل واحد منهما
 بغير ما اجبت بالاخر فقال يا زرارہ ان هذا اخر لنا وابقى لنا
 ولكم لو اجمعتم على امر واحد لقصدهم الناس ولا كان اقل بقاءنا
 وبقائكم فقلت لا بی عبد الله الی ان قال فاجانی بمثل جواب ابیہ
 اور اسی بحوالہ انوار میں حضرت امام جعفر صادق کی اس حدیث کو بھی دیکھ
 لیجئے گا کہ امام فرماتے ہیں کہ میں ایک بات میں ستر پہلو رکھتا ہوں جس سے چاہوں
 کل باؤن عبارت اوسکی یہ ہے عن ابی عبد الله قال انی لا تکلم علی
 سبعین وجهاً لی فی کلھا المخرج جناب والا ایک چھوٹی سی میری بھی سن
 لیجئے گا کہ کہیں آپ ان احادیث ایسے کو دیکھیں اس اختلاف کو عمدہ نہ سمجھ لیجئے گا
 اور اوپر تو جہات رکیکہ نہ پیش کیجئے گا علل الشرائع کو دیکھئے کہ عبد المؤمن نصاری
 نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک قوم روایت کرتی ہے
 کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف امت کو رحمت فرمایا ہے امام فرما دے

فرمایا کہ سچ کہتے ہیں راوی نے عرض کیا کہ جب اختلاف امت کا رحمت ہو تو اتفاق
 اور نیک عذاب ہو گا امام نے فرمایا کہ نہیں یہ بات نہیں ہے اختلاف کسی صورت میں
 باعث رحمت نہیں ہو سکتا اسواطیکہ خدا کا دین ایک ہے بلکہ مراد اختلاف تہ
 سفر کرنا ہے بلا و مختلفہ سے واسطے تحصیل علم کے نزدیک آنحضرت صلعم کی اور
 تعلیم کرنا ہے قوم اپنی کو بعد مراجعت کے جیسا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں حکم
 کیا ہے اور اختلاف دینے موجب ضلالت و گمراہی ہے مصداق رافت و رحمت
 الہی ہے عبارت اوسکی یہ ہے عن عبد المؤمن بن الانصاری قال قلت
 لابی عبد اللہ علیہ السلام ان قومایروون ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قال اختلاف امتی رحمۃ فقال صدقوا فقلت ان کان اختلاف
 رحمۃ فالقافہم عذاب قال لیس حیث تدری انما اراد اللہ فلو کان
 نفر من کل فرقة منهم طائفة لیفقہ فی الدین لیبظروا قومہم اذا
 رجعوا الیہم فامرہم ان تنفروا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
 یختلفوا الیہ ویتعلموا ثم رجعوا الی قومہ فیعلمونہم انما اراد اختلاف
 من البلدان لا اختلاف فی دین اللہ انما الدین واحد انما الدین واحد
 اب ذرا غور کر لیجئے کہ حدیث کلینی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایہ علیہم السلام فرماتے ہیں
 کہ ہم زیادتی اور نقصان کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور علل الشرائع کی حدیث
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایہ علیہم السلام ارشاد کرتے ہیں کہ اختلاف دین میں موجب
 گمراہی ہے پس اس شکل اول سے کہ ہم موجب اختلاف ہیں اور اختلاف موجب
 گمراہی ہے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایہ علیہم السلام خود اپنے نفوس مقدسہ کو
 معاذ اللہ موجب ضلالت اور گمراہی قرار دیتے جناب والا یہ تو قہر ہوا جاتا ہے
 سارا چہر اختلاف کا ایہ علیہم السلام کے سر پر رکھا جاتا ہے درمیان فی تو صاف

بچے جاتے ہیں اور معاذ اللہ ائمہ علیہم السلام پیسے جاتے ہیں مگر نہیں اللہ کی
 عنایت سے ائمہ علیہم السلام ان لغویات سے میرا ہیں اور ان مخرجات سے معر
 ہیں وہ تو بزبان حال یہ فرماتے اور بصد مقال یہ ارشاد کرتے ہیں کہ ایحضرت
 شیعہ ہم معدن رسالت ہیں ہم کان نبوت ہیں ہم جز و نبی ہیں ہم عصو و صی
 ہیں ہم واصلین الی اللہ ہیں ہم اولاد رسول اللہ ہیں ہم بیت نبوت ہیں
 ہم عزت رسالت ہیں ہم اقربا سے نبی ہیں ہم اعز اسے ولی ہیں ہم مجمع خلافت
 ہیں ہم منبع ولایت ہیں ہم موجب ہدایت ہیں ہم باعث رحمت ہیں ہم جامع
 کمالات ہیں ہم فایض البرکات ہیں ہم مجمع حسنات ہیں ہم منبع فتوحات ہیں
 ہم لخم نبی کے ٹکڑے ہیں ہم خون وصی کے قطرے ہیں ہم داعی الی اللہ ہیں
 ہم داعی امت رسول اللہ ہیں ہمارے ہی بیان سے ہدایت ہے ہمارے
 ہی بیان سے ولایت ہے ہم ہدایت کو جاری کرنے والے ہیں ہم ضلالت کو دفع
 کرنیوالے ہیں ہم روشنی کو پہیلانے والے ہیں ہم تاریکی کو دور کرنیوالے
 ہیں ہم اختلاف دین کو اوٹھانیوالے ہیں ہم اتفاق مذہب کو بٹھانے والے
 ہیں ہم اللہ کے کلر کو بلند کرنیوالے ہیں ہم کافروں کے کفر کو پست کرنیوالے
 ہیں ہم صدق و تصدیق کے ساتھ کلام کرنیوالے ہیں ہم نفاق و تقیہ سے جتناب
 کرنیوالے ہیں ہم خدا کی راہ میں جان دینے والے ہیں ہم رسول کے طریقہ میں
 سرکٹانے والے ہیں ہم ہی ہیں کہ یزید پلید کی فوج سے اپنے سرکٹواے ہم ہی
 ہیں کہ مامون رشید کے زہر کے پیالوں سے اپنے جگر کے ٹکڑے کر وائے ہمارا
 یہ کام نہیں کہ تم میں اختلاف ڈالیں ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ تم میں ضلالت کو
 پہیلادین یہ آفت تو تمہارے درمیان میں اونیہ متوسطین کذابین نے پہیلائی
 یہ ضلالت تو تمکو اونیہ کفار اور کمذبین نے تیلانی ہے اسے معذنین شیعہ کیا

ہمارا کلام تمہیں ابو یعقوب کلینی اور ابو عمر کشتی سے نہیں سنا کہ یہ مردودین تانیدار
 انکے اخوات زمانہ مردود و مطرود ظالم اور کاذب ہیں کیا ہماری حدیث کو کلینی
 اور کتاب مختار اور خلاصۃ الاقوال میں نہیں دیکھا کہ یہ لوگ ملعون شیطان ہوں
 اور کاذب ہیں کیا تم نے ان ملاعنہ کے حال کو کتاب کشتی سے نہیں دیکھا کہ یہ ہمارے
 اوپر لعنت کرتے تھے اور کیا تم نے ان ملاحدہ کے قال کو ابو عمر سے نہیں سنا کہ
 یہ ہکوطاع اور دنیا پرست جانتے تھے کیا تمہیں کلینی میں نہیں معلوم ہوا کہ یہ
 لوگ جھوٹی باتیں بنا کر ہماری طرف سے روایت کیا کرتے تھے کیا ہمارے حکم کو
 علل الشرائع میں نہیں دیکھا تھا کہ اختلاف دین ضلالت ہے کیا تم نے ابو عمر سے نہیں
 سنا کہ ہم انکو یہود اور نصاریٰ سے بدتر جانتے تھے کیا تمہیں کتاب کشتی سے نہیں
 معلوم ہوا کہ ہم انکے جنازہ پر جانے اور عیادت کرنے سے منع کرتے تھے جب سب کچھ
 یہ تم نے کلینی اور کتاب مختار اور تذکرۃ الایمہ اور تبصرۃ العوام اور علل الشرائع
 اور خلاصۃ الاقوال میں دیکھا اور معلوم کیا پھر کیونکر تم نے انکے اقوال کو تسلیم کر لیا
 اور کس طرح اس مذہب کو ہماری طرف سے سمجھ لیا کیونکہ انکی روایات کو موافق
 ہماری حدیث کے مردود و مطرود جانا اور کیونکہ انکو مطابق ہمارے حکم کے
 کافر و ملعون پہچانا اس میں تو صریح تمہارا قصور ہے معتقد علیہ تمہارا مجبور و معذور
 ہے معلوم نہیں حضرات شیعہ اب ایہ علیہم السلام کو کیا جواب دینگے یا کف انور
 ملکا انکی جناب میں یہ عرض کرینگے کہ آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں وہ ہم سے اور
 ہی کچھ راگ گاتے ہیں آپ اوپر لعنت کا مینہ برساتے ہیں وہ آپ پر معاذ اللہ
 فوارہ لعنت جاری کرتے ہیں آپکی اونکی تلاعن اور تکاذب میں ہم مصیبت میں
 پہنچ گئے اور ناحق مفت میں پس گئے آپ دونوں صاحبوں کا کچھ نہ گیا ہمارا
 دین و مذہب بگڑ گیا۔ آنکہ میں کہیں کہ دل ہی نے ہلکوا کیا خراب اور دل کے کہ

انکھون نے بھکھو دیا دیا + بگڑا کیسا کچھ نہیں ایدر دفت میں + دونوں کی
 منہ نے خاکیں بھکھو ملا دیا + اب جناب مخاطب خیال فرماوین کہ صرف دو آیتوں
 سورہ دہر کی شان نزول میں مفسرین و محدثین شیعہ کے بارگاہ اختلاف اور
 اٹھائیس اکبھی کبھی واقع ہوں اور منجملہ کتب اربعہ دو کتابوں استبصار و تہذیب
 میں پانچ ہزار حدیث سے زیادہ مختلف و متناقض لکھی ہوں اور پھر ماہین ہوتا
 اور ایہ کے متناقض اور مخالف دایر ہوا اور پھر احادیث ایہ میں باہدگر مخالف
 و متناقض سائر ہو تو آپکو دو ایک روایتوں اہلسنت پر جو دو ایک مقام میں
 واقع ہوئی ہیں اور نفس الامر میں کسی طرح کا اختلاف نہیں لفظ کبھی کبھی کا لانا
 زیبا نہیں ہے آئندہ آپ مختار ہیں خواہ کبھی کبھی کہئے یا تبھی تبھی فرمائیے قولہ
 عرض یہ ہے کہ صحیح ایک قول ہی نہیں ہے اقول یہ تو آپ فرماوین ہمتو
 اپنی زبان سے کس طرح سے کہیں کہ قول جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا بمقابلہ
 حضرت عباس انکھل جائے تائے وقد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم عن المنعۃ یعنی تو ایک مرد عیاش ہے تحقیق منع کر دیا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ کتاب محاسن جوٹا ہے قوالہ طرح طرح سے ایجاد کر کے کہتے
 ہیں اقول لفظ طرح طرح آپکی زبان مبارک پر بے طرح جاری ہے اول کوئی
 طرح ارشاد کیجئے پھر اسکا جواب لیجئے قولہ اور خیبر میں اس کے حرام ہونیکا قول
 از تسیم کیا جائے تو اس سے فائدہ اہلسنت کو نہیں ہے اس واسطے کہ فتح مکہ
 اور حجتہ الوداع کہ یہ خیبر کے بعد ہیں ان دونوں روزوں میں مباح ہونیکا
 روایتیں موجود ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے اقول اسی تفسیر کبیر میں یہ
 ہی لکھا ہے کہ بعد فتح مکہ کے تا قیام قیامت حرام کیا گیا اور اسکی تحریم پر سواد
 ظلم است نے اتفاق کیا کما مر اور صحیح مسلم شریف سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ فتح مکہ

میں تین دن تک جاری رہا اور بعد تین روز کے حرام ہو گیا کما نقل اور کہتا
 محاسن میں قول جناب ابوالحسن انک رجل تائه فقد نهى رسول الله
 صلى الله عليه وسلم عن المنعة بمقابل ابن عباس حرمت متعة الى
 يوم القيامة کو صاف بیان کرتا ہے پس یہ کہنا کہ بعد خیر کے اباحت کی روایت
 موجود ہیں نہ حرمت کی نہایت حماقت ہے قولہ اب دیکھو کہ ہم نے متعہ کے مباح
 ہونیکو اہل سنت کی کتابوں کی روایتوں سے ثابت کر دیا ہے اقول جناب سالی
 ایسا جھوٹا دعویٰ نہ کر بیٹھا کریں کچھ تو خدا اور رسول سے شرم کیا کریں ایک جھوٹ
 تو بیان کریں کہ اتنا تک آپ سے عرض کریں اول حلت خمر میں حوالہ دیا یہ کہ جھوٹ
 نکلا دوسری آیت فما استمتعتم کے معنی جھوٹ بیان کئے تیسرے وجہ اول
 میں جو دعویٰ کیا جھوٹا کیا چوتھے اس دعویٰ کے استشہاد میں پانچ تفسیر کا
 حوالہ دیا جھوٹا دیا پانچویں وجہ ثانیہ میں جو دعویٰ فرمایا جھوٹ فرمایا چھٹے اور
 دعویٰ کے ثبوت میں پانچ کتابوں کا ذکر کیا جھوٹ کیا یہاں تک میں نے آپ کے جھوٹ
 کے کلیہ لکھ دیے اور ہر کلیہ کی تحت میں متعدد جھوٹے جزیہ مند رجحین ساتویں
 صحیح مسلم اور عینی سے جو حدیث واسطے حرمت متعہ کے نقل کی جھوٹ کی آٹھویں
 نہایت ابن اثیر سے جو حدیث حرمت میں پیش کی جھوٹ کی یہ کہ روایات ثانیہ
 ذکر کئے گئے ورنہ اگر لکھا جاوے تو ایک سال صرف آپ کے جھوٹوں کے شمار
 طیار ہوا و جس قدر کہ ہم نے اس مقام پر آپ کے جھوٹ لکھے ہیں وہ سب اپنے
 موقع پر تبصرہ ہیج تمام بیان ہو چکے ہیں منشأ فلیس نظر تمہ کوئی روایت
 تو کسی منقسم یا متحد مستند اہل حق کی بیان فرمائیے کہ جس سے اباحت متعہ الے
 یوم القیامت ثابت ہو اور بغیر کے تو آپ کا بیان محض فضول ہے اذا قلت
 العقول کثرت الفضول قولہ اگر کچھ عزت ہے تو ہم شیعوں کی کتابوں سے

اور سکادم جواز ثابت کروا قول جناب سامی کی بیحیائی کو ہم سو طرح سے ثابت
 کر چکے اور ملازمان والا کی بے غیرتی کو جا بجا ظاہر کر چکے قدر تو یہ ہے کہ جناب والا
 برجلہ پر بے شرمی کو کام میں لائے ہیں سنئے آیات اربعہ سے حرمت متعہ کو ثابت
 کر چکے تہذیب صنفہ امام اعظم شیعہ کی حدیث حرام ہونے متعہ میں لکھ چکے۔
 استبصار کی حدیث مندرجہ کتب اربعہ صنفہ رئیس الطایفہ تحریم متعہ میں پیش
 کر چکے قول جناب مترضوی کو کتاب المحاسن سے ممانعت متعہ میں نقل کر چکے حدیث
 امام رضا کو فقہ الرضا سے بیان کر چکے تاہم ہم مانع ہیں والممانع یکفیہ الا
 حتمال واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال آپ اس کے جواز
 میں کوئی آیت اور حدیث پیش کریں ہم سے جواب لین اسپر ہی آپ نہ سمجھیں
 تو پنا سرکھاوین قولہ اور تمہاری روایتیں جو کچھ اسکے عدم اباحت پر دلالت
 کرتی ہیں وہ سب موضوع اور دروغ ہیں کہ حضرت عمر کی رعایت کیواسطے
 بنائی گئی ہیں اقول جھوٹی روایتیں کرنا اور اپنے مذہب کی رعایت کیواسطے
 حدیث میں تراش خراش جاری کرنا کام محمدین اہلسنت کا نہیں مقتدا ہے
 شیعہ کو بھی اس امر کا اقرار ہے خدا جانے آپکو خلاف اپنے اکابر کے اس امر پر کیا
 صراحت ہے مجتہد المتشعین عبد الرزاق لاہجی گوہر مراد میں لکھتے ہیں کہ فرقہ محدثین
 اہلسنت میں اہل انصاف ہیں جو کچھ پیغمبر سے انکو پہونچا بلا تئیر و تبدل روایت
 یا عبارت اسکی ہم قبل میں بیان کر چکے ہیں البتہ راویان اہل تشیع کی کیفیت
 راویوں کی روایتوں کا حال قابل تماشا ہے کیسی روایتیں جھوٹیں ایمہ علیہم السلام
 سے بیان کرتے تھے جیسا کہ روایت کیا ہے کلینی نے ابو حمزہ سے کہ کہا میں نے امام
 ابو عبد اللہ علیہ السلام کہ ہشام ابن الحکم آپ سے روایت کرتا ہے کہ اللہ جسم ہے امام
 محمد زنا کر پاک ہے وہ پروردگار بخانا اوس نے اسکی ذات کو وہ نہ جسم ہے نہ صوت

ہے عبارت اوسکی یہ ہے حد ثنا احمد ابن ادریس قال حد ثنا محمد
 ابن عبد الجبار عن صفوان بن یحیی عن علی بن ابی حمزہ قال قلت
 لابی عبد اللہ علیہ السلام سمعت ہشام ابن الحکم یروی عنک عن
 اللہ عز وجل جسم الی ان قال فقال علیہ السلام سجان من لا
 یعلم کیف ہوا ہوا لیس کمثلہ شیء وھو السمع البصیر لا
 یحد ولا یحس ولا یمس ولا تدركه الحواس ولا یحیط بہ شیء لاجم
 ولا صورت لا تحیط ولا تحد ید اور تراش و خراش محدثین شیعہ کو
 کہانتک آپ سے عرض کیا جاوے آپ ملا باقر مجلسی کی سجاہ الانوار کو ملاحظہ کیجئے اور
 اوسمین سے رئیس المحدثین شیعہ کے حال کو معائنہ فرمائیے یعنی ملا باقر لکھتے ہیں
 یہ خبر کافی سے لی گئی ہے اور اوسمین عجیب تغیر و تبدل کیا گیا ہے جس سے حدیث
 کی نسبت بظنی ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اوس حدیث میں
 تغیر اور تبدل اسلئے کیا ہے کہ اہل عدل کے مذہب کے موافق ہو جاوے اور
 الفاظ حدیث کافی کے اس طرح سے ہیں عبارت اوسکی یہ ہے ھذا الخبر
 ماخوذ من الکافی و فیہ تغیر عجیب تو رت سوء الظن بصدوق
 وانما ہوانما مثل ذلک لتوافق مذہب اھل العدل و فی
 الکافی کذا پس معلوم ہوا کہ ہمیشہ آپ کے یہاں کے راوی ایہہ پر اثر و تہمت
 باندھتے رہے اور محدثین شیعہ بوجہ رعایت مذہب کے تراش و خراش کرتے رہے
 قولہ شیعوں کے مقابلہ میں اون روایتوں کا ذکر کرنا بڑی حماقت کی بات
 ہے اقول میان تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے سر سے پیر تک آپ حماقت میں
 مبتلا ہیں ہم نے تمہارے مقابلہ میں کب اپنی کتابوں کی روایت بیان کی تھی جو بلی
 حماقت کی باتیں کر رہے ہو بلکہ کتب اربعہ کی حدیث پیش کی تھی اور یہ تو ظاہر ہے

کہ بود و نصاریٰ کے مقابلہ میں قرآن کی آیت کیونکر پیش ہو سکتی ہے اور اہل تشیع
 کے مقابلہ میں احادیث رسول اللہ مندرجہ کتب اہلسنت ایدھم اللہ کس طرح
 کام آ سکتی ہیں جیسا کہ اہل تثلیث کو انجیل سے قایل کیا جاتا ہے اوس طرح اہل تشیع
 کو انہیں کی کتابوں سے معقول کیا جاتا ہے قال السید نے بلکہ اب کے اکابر
 متعہ کے قریب بوجوب ہونیکے مقرر ہیں جیسا کہ خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے کہ متوعہ
 بوسہ لینے میں حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور ہر شہوت کے بدلے ایک نیکی
 لکھی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کے مر گیا قیامت کے روز بد شکل او ٹھیکا اور ناک
 او سکی کٹی ہوگی قال المجتہد واجب اور قریب بوجوب تو ہمارے نزدیک
 متعہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اقول ترک مستحب پر وعید شدید شرع شریف
 میں وارد نہیں ہے پس اطلاق کرنا مستحب کا متعہ پر کہ جسکی تارک پر عذاب روز
 قیامت کو بد ہیئت اور بد شکل ہو جائیگا مقرر ہے محض لغو ہے قولہ اور جو اعمال
 کی سنت ہوتے ہیں انکے سجالانے میں ایسا ہی بیحد و حساب ثواب ہوتا ہے اقول
 بیکلام تارک نکٹا اور کنکٹا قیامت کے روز نہیں او ٹھکا ہے ہر فعل پر ثواب محدود
 ہوتا ہے محدود پر اطلاق غیر محدود کا متنع ہے اس قول سے تو آپ نے تمامی فراموش
 واجبات پر متعہ کو بڑا دیا کہ اوپر ثواب بیحد و حساب مقرر کر دیا قولہ اور
 واسطے ترغیب کے نہایت مبالغہ انکے ثواب میں ہوتا ہے اقول عقیدہ رکھنا
 نہ مبالغہ کا واسطے ترغیب کے بغیر اس کے ثواب کے جانب شارع علیہ السلام سے
 آپ ہی کا کام ہے یہ شرع شریف ہے شاید آپ کے نزدیک شعر و شاعری اسی کا
 نام ہے قولہ اور اس میں کچھ خصوصیت شیعوں کی نہیں ہے اقول ترک مستحب پر
 عذاب ہونا بقول تمہارے البتہ مخصوص اہل تشیع کے ساتھ ہے قولہ بلکہ اہلسنت
 ان کتابوں میں ایسا بلکہ اس سے زیادہ موجود ہے کہ فعل قلیل پر ثواب کثیر ملتا ہے۔

اقول مذہب اہل سنت میں ہرگز حکم اس امر کا نہیں ہے کہ جو شخص ایک مستحب کو
 ترک کر گیا تو قیامت کو بدہمت اور بد شکل اوٹھیکا اور بعض افعال سنو نہ پر ثواب
 کثیر کا ملنا جائز بلکہ واقع ہے لیکن اونکے تارک پر عذاب شدید کا وارد ہونا مخالف
 شرع ہے قولہ لیکن اس مبالغہ کرنے سے وہ فعل واجب نہیں ہو جاتا ہے اقول
 یہ تمہاری فہم کی غلطی ہے صرف ثواب کثیر کے ملنے سے متعہ کے قریب ہو جو ب ہو نیکیو
 تائب نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس امر سے قریب بواجب ہونا قرار پاتا ہے کہ جو بغیر
 متعہ کے مر گیا قیامت کے روز بد شکل اوٹھیکا اور ناک او سلی کٹی ہوگی جیسا کہ
 تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے قولہ اپنے گھر کی تو خبر نہیں دوسروں پر اعتراض
 کرتے ہیں اقول ہم اعتراض نہیں کرتے بلکہ آپکے مذہب میں متعہ کے قریب ہو جو
 ہو نیکیو بوجہ ورود وعید شدید کے اویسکے تارک پر بیان کرتے ہیں ورنہ استحباب
 کو ہم کب مانتے ہیں بلکہ اسکے اباحت سے انکار رکھتے ہیں قولہ دیکھو پیر دستگیر
 اہلسنت کی کتاب عینہ انظار البین میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی
 جمعہ کے روز اپنی زوجہ سے محافعت کرے اور نہ نماز جمعہ کر جائے تو اسکو ہر جمعہ
 پر ثواب سال بہر کے روزہ کا اور تمام سال کے قیام کا ہوگا اقول دیکھئے کہاں مباشر
 کر کے منکوحہ سے نماز جمعہ کو جامع مسجد کو جانا اور کہاں ممتوعہ عورت کے صرف ایک سو
 لینے میں حج اور عمرہ کا ثواب ملنا کہاں زوجہ سے صحبت کر کے اور غسل کر کے نماز جمعہ کو
 جامع مسجد میں پڑھنا اور کہاں عورت ممتوعہ اور مرد کے فقط بوس و کنار میں تمام
 عمر کے گناہ ساقط ہو جانا کہاں مباشرت کر کے منکوحہ سے اور نہ جامع مسجد میں حج
 کے روز اللہ کی عبادت اور کرنا اور کہاں عورت ممتوعہ و مرد کو ہر لذت و شہوت
 کے بدلے میں پہاڑ و نئے برابر نیکیاں ملنا فاین هذا من ذالک وابن السہک
 من السہک عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج ملاحظہ اللہ کا شانی کی ملاحظہ فرمائیے اور ذرا

انصاف کر کے دلیں شرمائے کہ اگر آپ ہم سخن کنند سخن ایشان ذکر تسبیح باشد و چون
دست یکدیگر را بدست گیرند ہر گناہی کہ کردہ باشند از سر انگشتان ایشان ساقط
شود و چون یکدیگر را بوسہ دهند حق تعالیٰ ہر بوسہ حجی و عمرہ بر ایشان بنویسد و
چون خلوت کنند ہر لذتے و شہوتے حسنائے بنویسد بر اسے ایشان مانند کوہاے
برافراشتہ قولہ اوراوسی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں نوروزے
کے تو وہ جس وقت قبر سے نکلے گا تو نور او کے منہ کا تمام اہل محشر کو روشن کر دے گا
اہل محشر کہیں گے کہ یہ پیغمبر برگزیدہ ہے اقول اللہ کی عبادت ادا کرنے سے
اگر کسی شخص کا منہ روشن ہو جاوے اور اہل محشر اوسکی روشنی کو دیکھ کر بادی النظر
میں ایسا گمان کرنے لگیں تو چند ان قباحت نہیں البتہ قباحت تو یہ ہے کہ
سید الاولین و الآخرین کی زبان مبارک سے خبر ناطق اور حکم واثق متعہ
کر نیوالے کیواسطے جو محض مستی نکالنے کیواسطے ہوتا ہے روایت کیا جاوے
کہ جو ایک بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجہ حسین کے ہوا اور جو دو بار متعہ کرے
درجہ اوسکا مثل درجہ حسن کے ہوا اور جو تین بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل
درجہ علی کے ہوا اور جو چار بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل مری درجہ اور مرتبہ کے
جو چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج میں ملاحظہ اللہ کا شافی شیعی نے آیت کریمہ فہا استمنعتم
کے تحت میں لکھا ہے و نیز آن حضرت فرمود کہ ہر کہ یکبار متعہ کند درجہ او چون درجہ
حسین باشد و ہر کہ دو بار متعہ کند درجہ او چون درجہ حسن باشد و ہر کہ سہ بار
متعہ کند درجہ او چون درجہ علی باشد و ہر کہ چار بار متعہ کند درجہ او چون درجہ
میں باشد اور تفسیر منہج الصادقین سے ایک حدیث اسی مضمون شریف کی
نیل میں ہم نقل کر چکے ہیں قولہ اب انصاف کرنا چاہئے کہ بعضے فساق بھی جب
میں روزہ رکھتے ہیں کیا مثل پیغمبر برگزیدہ کے ہو جاتے ہیں اقول درجہ نبی

پر غیر نبی ہست کے نزدیک کسی طرح پر نہیں پہنچ سکتا ہے البتہ جو لوگ اس عبادت
 کو ادا کرینگے وہ اگر مقبول ہو گئی اور فسق فجور اذکار اور عبادت کی برکت سے
 معاف ہو گیا اور محشر میں روشنی کے ساتھ اٹھائے گئے تو اہل محشر اپنے نزدیک
 اونکی صرف روشنی کو بادی النظر میں دیکھ کر ایسا گمان کریں گے نہ یہ کہ وہ نفس الامری
 میں پیغمبر پر گزیدہ کے مثل ہو جائیں گے انصاف تو اس امر میں فرمائیے کہ صدہا
 او بائش اور عیاش کہ جو نماز روزہ تک سے واقف نہیں ہیں اور انہوں نے
 صرف متعہ کر لیا ہے کیا ایہ علیہم السلام کی کہ جو افضل تمام انبیاء سے تھے نہیں بلکہ
 انبیاء نے انکے مرتبہ پر حسد کیا تھا اور اس حسد ہی کی وجہ سے صدہا قسم کی
 بلاؤں میں مبتلا ہو گئے تھے بلکہ جو از خدا سے خارج کی گئی تھی مراتب پر بلکہ علیہ السلام
 کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہیں قولہ اور ایسے ہی مبالغہ سے کیا یہ عمل قریب بوجوب
 ہو گیا اقول میان مجتہد صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں اور کیا اوپر اوپر اڑا
 ہیں ثواب سے واجب نہیں ہوتا بلکہ اوسکے ترک پر ورود و عید شدید سے واجب
 میں شمار کیا جاتا ہے قولہ یہ ثواب میں متعہ سے بھی بہت بڑا ہے اقول انجیاب
 تو یہ کیجئے اپنے اکابر کی احادیث مرویہ سے منہ نہ پھرنے کہاں عبادت خدا ادا کرنے
 سے اہل محشر کا اپنے نزدیک صرف روشنی دیکھ کر ایسا گمان کر لینا اور کہاں محض
 شہوت رانی پر رسول اللہ کی زبان مبارک سے حکم قطعی کد جتنی کار وایت کرنا
 قولہ اور شکوۃ میں انس سے روایت ہے کہ جو شخص چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے
 پاک اور پاکیزہ ہو کر گناہوں سے تو حرایر سے یعنی آزاد عورتوں سے نکاح کرے
 اب دیکھو ثواب تزویج حرایر کا کہ محض حفظ نفس اور شہوت رانی ہے کہاں سے کہانہ کہ
 پہنچا کہ گناہوں سے بالکل پاک ہو گا اقول معاذ اللہ جناب والا نے نکاح پر
 کیونکر محض حفظ نفس اور شہوت رانی کا اطلاق کر دیا اور احادیث ایہ کہ جو اسکی فضیلت

میں دہدین ہو لادیا جامع عباسیہ کو ملاحظہ کیجئے اور اس میں باب گیارہوین مقدمہ
 فضیلت نکاح کو مطالعہ کیجئے۔ بدان کہ احادیث و فضیلت نکاح کردن بسیار وارد شدہ
 و چون این مختصر گنجایش ذکر جمع آنہا نداشت لہذا بر سہ حدیث اختصار رفت از ان
 حمد در حدیث ائمہ معصومین آمدہ کہ بہتر فایده کہ مسلمانان را بعد از اسلام حاصل شد
 بہتر از زن صاحبہ نیست کہ ہر گاہ او را بیند خوشحال شود و ہر گاہ از و غائب شود
 حفظ ناموس و مال او کند و ہم در حدیث آمدہ کہ دو رکعت نماز یکہ صاحب زن
 بگذارد بہتر است از ہفتاد رکعت نماز یکہ غریب بگذارد و ہم در حدیث آمدہ کہ بدترین
 مرد اسے مسلمانان آن کسانند کہ غریب مردہ باشند آب بقول آپکے لازم آتا ہے
 کہ جو شخص نفس پرست ہو او سکی دو رکعت نماز بہتر ہو شتر رکعت نفس کشی سے اور یہی
 لازم آتا ہے کہ جو شخص شہوت پرستی اور نفس پرستی کو ترک کر دے اور مرد جاوے تو وہ
 بدترین مردوں مسلمانوں سے گناہ جاوے جناب والا نکاح کو خصوصاً تزویج حرایر
 کو متعہ سے کیا نسبت کہ اس میں سد ہا قسم کے فوائد شارع علیہ السلام نے بیان فرمائے
 ہیں شاید اپنے اسیر محض حفظ نفس اور شہوت رانی کو اس واسطے اطلاق فرمایا تاکہ متعہ
 اور نکاح دونوں برابر ہو جاوین قولہ اور متعہ میں یہ بات کہان اقوال متوعہ سے
 مرث ماس کرنے پر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جماع کرنے پر اللہ تعالیٰ فرشتہ
 گواہ کر کے مرد اور عورت کو بخش دیتا ہے جیسا کہ خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے۔ گواہ توبہ
 بران کہ سن آمرزیدیم ایشان را اور کہان تزویج حرایر کہ سپر ثواب محدود اور گناہ
 متعہ کہ بقول آپکے کہ او سپر ثواب غیر محدود اور غیر تنہا ہی اور حجاب قولہ اور جناب
 ہو لہذا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کو جاے اور میری زیارت او سنے نہ کی تو مجھ پر
 جفا او سنے کی سو روضہ کے زیارت نہ کرنے سے آدمی کا فر نہیں ہو جاتا ہے اور جفا
 کرنی اور حضرت پر کفر ہے اور جب کافر ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز بدتر

اور بگٹا ہو کر اوٹھے سو حضرت نے یہ مبالغہ فرمایا ہے اقول جناب مجتہد صاحب
استقام پر تو اپنے اجتہاد کو بالکل ختم کر دیا تا کہ زیارت بسبب عدم موانع کی لائق قرار
ہے اور زیارت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الہی حق کے نزدیک افضل مستحب ہے گو بعض
علماء واجب اور قریب بواجب کے مقررین معلوم نہیں اپنے حدیث کو کس وجہ سے
نقل کیا آیا طعننا کہ اہلسنت کی کتابوں میں اس قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو یہ طعن
بالکل لغو و بیہودہ ہے جامع الاخبار باب دوم فصل مہتمم میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص آیا مکہ میں اور نہ زیارت کی اور نہ میری مدینہ میں پس
تحقیق جفا کی اور نہ میرے اوپر اور جس شخص نے کہ جفا کی میرے اوپر پس تحقیق جفا
کر و نگاہیں اوپر دن قیامت کے عبارت اسکی یہ ہے قال النبی من اتی مکة
حاجا ولم یزرنی بالمدینة فقد جفانی ومن جفانی فقد جفوتہ
یوم القیامة دیکھئے آپ کے یہاں کی حدیث سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جائیں
میں قرار پائے اور اگر اسوجہ سے لکھا کہ جفا کرنا والا کافر ہے اور ممکن ہے کہ کافر
نکٹا اور بد شکل اوٹھے تو یہ دونوں امر ممنوع ہیں اول یہ کہ ہر فرد جفا کا کفر
نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ جل جلالہ ان الذین یحاربون اللہ ورسولہ - میں
قطاع الطريق کا بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ کہ لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول
سے حالانکہ قطاع الطريق سے فریقین میں کوئی شخص کافر نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ
نقل میں عقل کہ دخل نہیں ہے یعنی صاف صاف تشریح کرنا چاہئے کہ فلان امر
فلان عذاب مقرر یا جائیگا اسکان کو اس سے کیا علاقہ تا وقتیکہ کوئی فعل مستحب اس
قسم کا نہ لایگا کہ جسکا تارک قیامت کے روز بد شکل اوٹھیکا اور سوقت تک تیشل صبیح
نہیں ہو سکتی نہ قیاس آپکا پورا ہو سکتا ہے الہی حق سے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کے وجوب کے قائل ہیں وہ اس حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں اور جو لوگ افضل

مستجاب ہونیکے مقرر ہیں وہ ایسی احادیث میں تاویلین کرتے ہیں قولہ اور
 ایسے ہی متعہ میں مبالغہ ہے واسطے ترغیب کے اقول معاذ اللہ کہاں زیارت نبوی
 اور کہاں شہوت پرستی قولہ اور حقیقت میں تارک متعہ بد شکل اور نکٹا ہو کر نہ اٹھیکٹا
 اقول جناب مخاطب حقیقت اور مجاز کی اپنی طرف سے بہر طور میں بیٹھے ہوئے
 برنی کر رہے ہیں نہ حدیث میں مجاز کی گنجائش ہے نہ عبارت مفسرین میں اور سبکی تشریح
 ہے قولہ اور سوائے اسکے یہ ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ واسطے اس شخص
 کے فرمایا ہے کہ جو کوئی منکر متعہ کا ہو وہ قیامت کے دن ایسا اٹھیکٹا ہو گا مباح
 مانیوالا اقول جناب والا نہ حدیث کی عربی عبارت کو دیکھتے ہیں نہ اس کے ترجمہ
 کو اپنے مفسرین سے عبارت فارسی میں سنتے ہیں مفت میں اپنی طرف سے تاویل
 میل اور توجہ کر لیکرتے ہیں دیکھئے تفسیر منہج الصادقین میں - من خرج من
 الدنيا ولم يتنعم جاء يوم القيامة وهو اخترم یعنی جو شخص کہ نکلا دنیا
 سے اور نہ متعہ کیا اور ٹھیکگان قیامت کے مشابہ یعنی ناک اور کان کٹا ہوا حدیث میں
 لم يتنعم ہے انکر اباحۃ المتعہ نہیں ہے خلاصۃ المنہج میں ملاحظہ کیجئے
 اور وہ یہ ہے کہ رسول فرمود کہ ہر کہ از دنیا بیرون رود و متعہ نکرده باشد روز
 قیامت بد نظر و بد ہیئت باشد مانند کسی کہ بینی او بریدہ باشد اور اسی وجہ سے
 صاحب خلاصۃ المنہج اس کے فضائل اس طرح سے بیان فرماتے ہیں کہ جبوقت متعہ
 کر نیوالا ممتنعہ کے ساتھ جماع میں مشغول ہوتا ہے حق تعالیٰ فوراً ایک فرشتہ روانہ
 کرتا ہے کہ میرے ان دونوں بندوں کی پاسبانی کر چنانچہ لکھا ہے ہر گاہ زن مرد
 با متعہ خود بخود فرشتہ برایشان نازل شود و ایشانرا پاسبانی کند تا آنکہ از ان
 مجلس برخیزند اور پھر وہی صاحب خلاصۃ المنہج فرماتے ہیں کہ جبوقت وہ جماع سے
 فارغ ہو کر اٹھتے ہیں اور غسل میں مشغول فرماتے ہیں اسوقت حق تعالیٰ بہت سے

نر شتون سے پکار کر کہتا ہے کہ اسے ملائکہ گواہ رہو تم اس بات پر کہ یہ دو بندہ میرے
 غسل میں شمول ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ میں ان کا پروردگار ہوں میں ان کو
 بخشہ اپنا پنجہ عبارت اوسکی یہ ہے کہ چون بر خیزند و غسل کریں شمول شوند و شمول
 باقر شتگان گوید کہ نظر کنید برین دو بندہ من کہ بغسل کردن شمول اند و عقائد
 دارند کہ من پروردگار ایشانم گواہ شوید بر آن کہ من آمرزیدم ایشانرا اور وہی
 صاحب خلاصۃ المنجین فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مرد اور عورت جو بوقت
 کہ نہاتے ہیں علاوہ بخشے جانیکے ہر بال کے مطابق ایک نیکی انکے واسطے لکھی جاتی ہے
 اور ایک برائی محو کی جاتی ہے اور دس درجہ بلند کئے جاتے ہیں چنانچہ عبارت اوسکی
 یہ ہے و آب از بیج موسیٰ بدن نگذر دگر حق تعالیٰ بہر موسیٰ حسنہ برایشان فرماید
 و سیئہ محو کند و وہ درجہ رفیع نماید پھر وہی صاحب خلاصۃ المنجین فرماتے ہیں کہ جو بوقت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضایل بیان فرمائے جناب امیر المؤمنین کثرتے ہو گئے اور
 عرض کیا اے رسول خدا کہ جو کوئی اس فعل یعنی متعہ کی واسطے سعی فرماوے اپنے فرمایا
 کہ اے علی سعی کریں والے کو دونوں کی خوشی حاصل ہوگی یعنی مزدہ متمتع اور متمتع
 کا حاصل ہوگا اور پھر شمول ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضایل بیان کرنے میں اور
 فرمانے لگے اے علی جو بوقت کہ یہ دونوں یعنی متعہ کریں والا اور متعہ کریں والی نہانے ہیں
 و قطرہ سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتہ اللہ کی تسبیح اور تقدیس میں شمول
 ہوتے ہیں جبکہ تسبیح اور تقدیس ملائکہ کرتے ہیں کل دس مرد اور عورت کو ملتی ہے عبارت
 اوسکی یہ ہے کہ امیر المؤمنین برخواست و گفت یا رسول اللہ جزائے کسے کہ درین باب
 سعی کند فرمود اور پاشا مزدہ متمتع و زن متمتع و بعد از ان فرمود کہ اے علی چون
 متمتع و زن متمتع از غسل فارغ شوند بہر قطرہ آب کہ از بدن آنها ساقط شود حق تعالیٰ
 فرشتہ بآفریند کہ تسبیح و تقدیس او سجاہ کند و ثواب آن از برائے غسل کنندہ باشد

تار و قیامت سبحان اللہ قربان الیسی سہی اور ساعی کے کہ جس کے ازکاب میں
 دین اور دنیا کا لطف حاصل ہو جناب ساعی کیا کہنا ہے اوس مذہب کا اور کیا چننا
 ہے اوس مشرب کا کہ جسمین متعہ کے یہ فضائل ہوں کہ ایک مرتبہ جماع کرنے پر درجہ میں
 پر پہنچے اور دوسرے میں حسن پر اور تیسرے میں امام الایمہ پر اور چوتھے میں خاتم الانبیاء
 پر اگر آپسین مرد و عورت باقین شہوت اور لذت کی کریں تو وہ بمقام کلمہ سبحان اللہ
 لکے جاویں اگر جماع میں مشغول ہوں تو فرشتہ پہرے پہر کہڑے کئے جاویں اگر نہانے
 میں مصروف ہوں تو ہر بال کے عوض فرشتہ پیدا کر کے تسبیح اور تہجد لیس پر یا مہر
 کئے جاویں اور ثواب اور نیکے فاعل و مفعول کے نامہ اعمال میں ثبت کئے جاویں
 اور اللہ میان ملائکہ سے فرماویں کہ دیکھو ان دونوں میرے بند و نکو یہ دونوں
 مجھ کو پہچانتے ہیں تم گواہ رہنا میں نے انکو بخشا اور اگر کوئی سعی کر کے متعہ کروادے
 تو دونوں کا ثواب بھر پور پاوے وہ دونوں کا لطف اٹھاوے مگر افسوس حضرات
 نے اسکو بھی اپنے بیان چھپایا تو مساقون کو نہ بتلایا وہ بیچارے مصیبت کے مارے
 لفظ متعہ کو بمقام دلالی استعمال کیا کرتے ہر شب ایمہ اور انبیاء کے مرتبہ نکو تہ تکلیف
 و تکلف پایا کرتے اور ہر خیرجی اور دلالی اوڑھتے اور ہر درجے اور مرتبہ بڑھاتے اور
 روپیہ حاصل کرتے اور ہر ایمہ کے مرتبہ پر ترقی پکڑتے اس قدر بخل کو تو کام فقیر مائیے
 اللہ انکو بھی بتلایے آپکی سعی بھی بیکار بن جائیگی ضرور ایک دن فائدہ کی صورت
 دکھلائیگی اب ملازمان والا فرماویں کہ آپکی توجیہ رکیک کیونکر اس حدیث میں جاری
 ہو سکتے اور کیونکر تارک متعہ پر منکر متعہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور یوں تو ہم بھی
 کہتے ہیں کہ جس فعل پر اس قدر ثواب عظیم اللہ جل جلالہ مقرر فرماوے اور جس پر اس قدر
 ہرگز نہیں فرماوے اور سکا تارک باوصف رجولیت کے اسی قابل ہے کہ نکمٹا
 اور بد شکل اٹھایا جاوے پہر آپ اوسکے انکار اور اقرار کی کیون تاویل پیش

کرتے ہیں اور مفت میں طلبہ کے سامنے اپنی جمالت ظاہر کرتے ہیں علاوہ برین
 منکر مباح کیواسطے کوئی حکم اسی قسم کا صریح نکالنے ورنہ اپنی کہانیوں اور جھوٹے
 قصوں سے باز آئیے قال السید نیال فرماتے کہ آپ کے مذہب میں متعہ کی دو قسمیں
 ہیں اول متعہ دوریہ دوم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ یہ ہے کہ ایک
 عورت سے دس میں شیعہ ملکر متعہ کریں اور اپنی اپنی باریگی اوسکے ساتھ جماع
 کریں جیسا کہ صاحب بصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی اوسکو کہتے
 ہیں کہ ایک شخص متعہ کرے قال المجتہد ہمارے مذہب میں متعہ کی ہرگز دو
 قسمیں نہیں ہیں اقول باوجود موجود ہونے دونوں قسموں کے اور تسلیم
 کر لینے آپ کی کتب کلام اہل تشیع میں آپ کا انکار ایک قسم سے محض بیکار قول ملک ایک
 ہی قسم ہے جو ایک شخص کرے اقول جناب والا اس قول کو یاد رکھیں کہ متعہ کی
 وہ قسم ہمارے یہاں ہے جو ایک شخص کرے اور جو دس میں شیعہ ملکر ایک عورت
 سے کریں اور اپنی اپنی باریگی سے اوس سے جماع کریں وہ نہیں ہے گو یہ انکار
 بمقابلہ متکلمین شیعہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے لیکن یہ قول یاد رکھنے کے لایق
 ہے قول متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے اقول ملازمان والا فرماتے ہیں
 متعہ دوری کہ جو دس میں شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی اپنی باریگی
 سے جماع کریں ہمارے نزدیک باطل ہے حالانکہ صورت متعہ دوریہ کتب کلامیہ
 اور فقہیہ اہل تشیع میں موجود ہے مگر ہم کو ابھی یاد دلانا اس قول کا مقصود ہے
 قولہ اور دیکھو کثرت سے کتابیں شیعوں کے مذہب کے فقہ کی ہندوستان میں
 موجود ہیں اور مسائل متعہ انہیں موجود ہیں لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب
 میں نہیں اور نہ اس متعہ کا کہیں ذکر ہے اقول چونکہ ہم نے جواز متعہ دوریہ
 میں حوالہ کتب کلامیہ اہل تشیع کا دیا تھا تو جناب مخاطب اوس سے فرار اختیار

کہے فرماتے ہیں کہ کتب فقہ اہل تشیع ہندوستان میں موجود ہیں مگر انہیں متعہ
 دوریہ کی صورت یعنی دس میں شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی اپنی
 باری سے جماع کریں نہیں لکھی اب جناب سامی کتب فقہ میں ارشاد الاذمان
 شیخ علی اور نافع کو ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمیں متعہ دوریہ کا ذکر ہے یا نہیں اور
 جائز لکھا ہے یا ناجائز اے جناب وہ تو متعہ دوریہ میں نسبت اولاد کے اس طریقہ
 سے فیصلہ فرماتے ہیں ویقضی فی الولد بالقرة ویلحق بالخاص سہمہ
 یعنی اگر اولاد میں جھگڑہ متعہ دوریہ کریں والوں کے درمیان میں ہوگا تو یوں
 فیصلہ کیا جائیگا کہ قرعہ ڈالا جائیگا جس کے نام پر نکلے گا اوسکی اولاد کا دلا یا جائے گا
 جناب والا جناب علامہ علی نے تو کل فیصلہ کر دیا اور سب جھگڑہ اڑھا دی انب
 کو بطریق قرعہ ثابت کر دیا پس آپکا انکار نسبت متعہ دوریہ کے کتب فقہ اہل تشیع
 سے محض لغو ہے اور آگے چلکر خرخشہ عدت اور سن ایاس کا پیش کرنا سخت بیوقوفی
 ہی علاوہ برین جناب والا قاعدہ عاریہ کو بھول گئے جو بوسہ فروج میں جاری فرمایا
 ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اگر بوسہ فروج کا حکم نہیں ہے تو کسی کتاب میں محسوس
 ہی نہیں لکھا اور اصل اشیا میں اباحت ہے بس یہاں ہی اوسی قاعدہ کو اپنی
 ہی زبان سے جاری فرمائیے کہ اہل تشیع کے مذہب میں اگر متعہ دوریہ کا حکم نہیں
 ہے تو کسی کتاب میں ممنوع ہی نہیں لکھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ کسی کتاب فقہ
 میں اوسکا ذکر نہیں اور اصل اشیا میں اباحت ہے بس بقول آپکے متعہ دوریہ صحیح
 ٹراچہ جائیکہ کتب کلامیہ اور فقہ اہل تشیع میں جائز لکھا ہے قولہ اور صاحب النواصب
 مجتہد نہ تھے البتہ مناظرہ میں اوںکو بہت دخل تھا اور یہ مصائب النواصب ہی مناظرہ
 ہی کی کتاب ہے ایک تاصبی کے جواب میں فقہ کی کتاب نہیں ہے اقول جناب
 مخاطب صاحب مصائب النواصب مجتہد تو نہ تھے لیکن آپکے مجتہد دیکھنے والے تھے

صوام اور حسام اور شبید البانی میں دیکھئے آپکے مجتہدین لکھنوی اور کو بلفظ
 کے یاد کرتے ہیں سخت افسوس ہے کہ جو شخص عمدہ متکلمین شیعہ سے ہو یا تنک کہ جان
 ہی اپنے مذہب اہل تشیع پر نثار کر دی ہو اور حضرات شیعہ میں بلفظ شہید ثالث
 لقب کیا جاوے وہ ایک وار و گیر سینوں سے پایہ اجتہاد سے گر کر غیر معتبر ٹھہرا دیا
 جاوے قولہ اور ملہ فقہ اگر فقہ کی کتاب میں ہو اور لکھا ہو کہ فلانے مجتہد کے
 نزدیک اس طرح ہے تو اس کا اعتبار ہوتا ہے اقول اگرچہ یہ قاعدہ ایجاد بندہ
 آپ کو مفید نہیں ہے کیونکہ متعدد دور یہ کتب فقہ اور کلامیہ اہل تشیع میں مذکور ہے
 تاہم ہمارے مفید ہے آپکے یاد رکھنے کے قابل ہے آگے کام آویگا اور آپ کو بہت
 ذلیل کر دینگا قولہ اور مصائب النواصب میں اگر لکھا بھی ہے تو اس عورت سے
 لکھا ہے کہ جو بہت بڑے سن کی ہو اور حیض آنا اس سے اور بچہ جننا تو تو نہ ہو گیا
 ہو اقول جناب والا ہمتو آپ کی اس فصاحت پر نثار ہوئے جاتے ہیں اور اپنے
 آپ کو اس بلاغت پر قربان کئے دیتے ہیں گو ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ آپ کی عبارت فصیحہ
 اور بیض کی نسبت تعرض کریں مگر مجبور ہیں کیا کریں ذرا اس جگہ کو تو ارشاد
 فرمائیے کہ اگر لکھا بھی ہے تو اس عورت سے لکھا ہے اے جناب صاحب مصائب النواصب
 نے متعدد دور یہ کو لکھا ہے تو اگر کیا معنی اور جو اگر ہے تو لکھا ہے کیا معنی آپ کو چاہئے تھا
 کہ یوں فرماتے کہ اگر لکھا بھی ہو تو اس عورت سے لکھا ہو گا تاکہ آپ کا نزدیکنا
 مصائب النواصب کو ثابیت ہو تا لفظ اگر دال ہے کہ آپ نے نہیں دیکھا اور جملہ
 (تو اس عورت سے لکھا ہے) ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے قطعاً مصائب کو دیکھا کیا یہ
 اجتماع النقیضین آپ ہی کے حصہ میں آگیا ہے انقطاع حیض بچہ کا آپ کیوں ٹوکا
 پیش کرتے ہیں آپکے علامہ علی توصاف لکھتے ہیں ویقضى فی الولد بالقرعة
 ویلحق بالخارج سهمہ یعنی اس بچہ کا یوں فیصلہ کیا جاوے گا کہ فوراً سب

متعہ کر نیوالوں کے نام پر قرعہ ڈال جائیگا جس کے نام پر نکلے گا اوسکو لڑکا ملیگا دیکھیں کس
 بیچارہ کی تقدیر کھلتی ہے اور کس کے نام پر چٹھی نکلتی ہے قولہ سو ایسی عورت میں ازرو
 شرع کے کیا قباحت ہے **اقول** ہمارے جناب مخاطب کے حافظہ کا یہ مرتبہ علیا ہے
 اور انکی فہم و فراست کا یہ درجہ کبریٰ ہے ابھی جسکو باطل کرتے چلے آتے ہیں جس کے
 ابطال کیواسطے قاعدہ بنائے جاتے ہیں اوسیکا اقرار فرماتے ہیں کہ ازرو سے شرع کے
 کیا قباحت ہے اسے جناب جب شرع سے قبیح نہیں تو باطل کسے نزدیک ہے نہ آپ کو
 اپنے قول کا کہ ہمارے نزدیک متعہ دوریہ باطل ہے لحاظ ہے اور نہ اپنے قاعدہ جدید
 کا پاس ہے اس مقام پر اقرار صاف ہے کہ متعہ دوریہ میں ازرو سے شرع کیا قباحت
 ہے یا بآن شورہ شوری کہ صاحب مصائب النواصب اسکے جواز کی وجہ سے غیر معتبر
 ٹھرانے لگے یا باین بے کلی کہ خود فرمانے لگے کہ ازرو سے شرع کے کیا قباحت ہے الغرض
 جناب والا یاد رکھیں کہ متعہ دوریہ جو دس میں شیعہ ملکر ایک عورت سے کرتے ہیں اور
 اپنی اپنی باری سے اوس سے مباشرت فرماتے ہیں وہ ازرو سے شرع کے آپکے نزدیک
 قبیح نہیں گو آپ بڑے سن کی عورت میں مستثنیٰ فرماتے ہیں بہر حال آپکا اقرار جواز متعہ
 دوریہ کا نہ ہب اہل تشیع میں ثابت ہو گیا قولہ اور احتیاط تو اس امر کی اوس وقت ہوئی
 ہے کہ عورت کو حیض آتا ہو اور بچہ جنتی ہو کہ نطفہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے نطفہ سے
 مشتبہ ہو جائے **اقول** جناب والا مشتبہ ہو جانے دین کچھ پر واہ نہیں موافق حکم
 شیعی صلی کے فوراً قرعہ ڈالیں سب جھگڑاؤٹھ جائیگا اور سب قصہ رفع ہو جائے گا
 آپخون نکرین بے کشکے اوسمیں اشتراک فرماؤں قولہ اور اسواسطے اوسکے لئے
 عدت مقرر ہوا ہے ورنہ عدت کی کیا احتیاج تھی **اقول** ہوئی ہوگی جسکے نزدیک
 ہوئی ہوگی علامہ حلی کے نزدیک تو نہیں ہوئی وہ تو بے کشکے قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام
 پر نکلے اوس کی جیت ہے پھر کیسکو کیا بات چیت ہے قولہ اور جو ایسی بڑے سن کو چٹھی

ہو کہ حیض اور جننا اور سکا بند ہو گیا ہو تو اس عورت کو عدت میں بیٹھنے کی احتیاج نہیں
 ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَلْنَّ لِسْنُ مِنَ الْحَيْضِ مَنْ نَسَاءُ كَمَا أَنْ أَمْرًا تَبَدَّلَ
 فَعَدَّتْ تَحْنُ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک ہو کہ حیض عورت کا معلوم نہیں
 کہ سن کے زیادہ ہونے سے بند ہوا ہے یا کسی عارضہ سے تو عدت اسکا تین مہینے ہی
 اور اگر شک نہ ہو بلکہ سن کے تقاضہ سے حیض کے بند ہونیکا یقین ہو تو اس پر عدت
 نہیں ہے اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہی اس واسطے اسکی عدت
 کو بیان نہیں کیا ہے اقول مجھکو عدت اور غیر عدت سے بحث نہیں ہے اور اس
 آپکی تقریر و ابی کو متعہ دور یہ سے تعلق نہیں ہے مگر آپکی زبان پر لفظ اکثر بہت چڑا ہ
 رہا ہے اپنے مذہب کے علماء کے نسبت ہی زبان پر سے نہیں اترتا ہے جناب والا
 یہ چوتھا اکثر ہے معلوم نہیں اس سے کب نجات ملیگی اور کب برأت حاصل ہوگی علماء
 الملحق کو تو بیباکی سے لپیٹ دیتے تھے مگر اپنے علماء کو ہی چالاک کی سے سیٹھنے لگے جناب والا
 جامع عباسی کو دیکھئے اپنے کذب کا اقرار یا اس کے جھوٹ کو تسلیم کیجئے بعضے از مجتہدین
 گفتہ اند کہ ایشان عدت ندارند آپ اپنے اکثر اور صاحب جامع عباسی کے بعض کو
 معاند فرمائیے اور کسی ذی علم سے دونوں کا مقابلہ کر دائیے آیا اکثر بعض سے عام تر
 یا دونوں مساوی الاقدام ہیں قولہ اور جب عدت اس کے واسطے نہوا تو پھر بائنا
 شرع کے متعہ دور یہ میں بفرص تسلیم کیا تباحت ہے اقول جناب مخاطب نے
 نسبت متعہ دور یہ کے جو مسئلہ عدت کا پیش فرمایا اور سن اباس کا جگہ الگ کیا اس سے
 کیا فائدہ نکالا عدت کو متعہ دور یہ سے جسکی کیفیت آپ کے خصم نے سوا الی صائب النوا
 تمانی شو شری یہ بیان کی کہ دس بیس شیعہ ملکر ایک عورت سے متعہ کریں اور اپنی
 اپنی باری سے جماع کریں اور جسکو اپنے اول و ہلہ میں باطل فرما دیا اور پھر اسکو عدت
 مسۃ میں مشروع فرمایا کیا مناسب اور سن اباس کو اس سے کیا ملازمت آپ کی ہے

تقریب متعہ دوریہ کو ملاحظہ کیجئے اوسمین دس بیس شیعہ کے معیت مرہ واحدہ ماخوذہ
 پر آپ کی طبیعت نازک پر عدت اور غیر عدت کا مسئلہ کیون مرکوز ہے سن ایاس کا ہنگامہ
 تو علامہ حلی نے صاف کر دیا کہ اولاد کا فیصلہ قرعہ کے ساتھ فرما دیا اب آپ کیون
 ہیں اور کیون فرض تسلیم کو داخل کرتے ہیں جب آپ شروع فرما چکے تو یہ سبقت
 طے ہو چکے اگر اشتباہ نطفہ کا خطر ہے تو علامہ حلی کا فیصلہ مد نظر ہے قولہ لیکر ہوا
 کو اپنے مذہب کی خبر نہیں کہ انکے مذہب میں نکاح دوری جائز ہے اور اسکی بھی
 قید نہیں کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس پچیس برس کی ہو تو بھی یہ صورت جائز ہے
 امام زفر کے نزدیک چنانچہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں لکھا ہے اقول جناب
 مخاطب ہوش میں آوین حواس کو جمع فرماوین سنبھل کے چلئے سوچ کے کہئے یہ
 ترانہ تو نیا سنا یا جسکا آجتک مذہب اہل حق میں پتا نہ پایا یہ تو وہی مثل ہوئی مارون
 گھٹنا پھوٹے آنکھ کجا مذہب اہل حق اور کجا نکاح دوری یہ تو جناب کو بیوقت کی ہو جو
 آپ اب تک تہمت سے باز نہیں آتے ہیں باوجودیکہ صد ہا منہ کی کہاتے ہیں کچھ تو شرم
 فرمائیے ذرا تو حیا کو کام میں لائیے متعہ دوریہ پر ایسے شرمانے لگے کہ مذہب اہل سنت نیز
 نکاح دوری بتانے لگے لکن سیچ فرمائیے اور صحیح بتائیے شرح وقایہ میں کہاں لکھا ہے
 اور ہدایہ میں کہاں مذکور ہے کہ امام زفر کے نزدیک نکاح دوری جائز ہے اور آپ
 اسکی بھی قید نہیں ہے کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس پچیس برس کی ہو تو بھی یہ صورت
 جائز ہے نہ شرح وقایہ میں اسکا پتا ہے نہ ہدایہ میں اسکا نشان ہے یہ تو صرف جناب
 کا فترا و بہتان ہے قولہ اگر کوئی عورت طلاق رکھتی ہو تو ایک دن میں بیس پچیس
 مردوں سے نکاح کر کے مجامعت کر واسکتی ہے ہر ایک شخص کے واسطے اقول مذہب
 اہل حق میں عورت واحدہ دومر دونے ہی ممان نکاح نہیں کر سکتی چہ جائیکہ بیس
 پچیس سے البتہ متعہ دوریہ میں مذہب اہل تشیع کے طریق پر عورت واحدہ بیسیوں

مردوں سے متعہ کر سکتی ہے اور اپنی اپنی باری سے ہر شتمع اوس سے مباشرت بقدر
 اپنی اجرت کے مجامعت کر سکتا ہے اور حالت حل رہ جانے اور بچہ جننے میں موافق حکم
 علامہ علی کے ہر شخص قرعہ ڈال سکتا ہے قولہ اور صورت اوسکی یہ ہے کہ زید اپنی
 زوجہ کو طلاق بائن دیوے اور اوسی عدت میں اوس سے پہنچا کرے اور مجامعت
 سے پہلے اوسکو طلاق دیوے تو زفر کے نزدیک اس صورت میں عدت اوس سے ساقط
 ہے اور اوس وقت جائز ہے اوس عورت کو کہ عمر سے نکاح کر لیوے اور اگر عمر ہی
 اوس سے مجامعت کر کے طلاق بائن اوسکو دیوے اور عدت میں بعد ایک گھڑی
 کے اوس سے نکاح کر لیوے اور قبل مجامعت کے پہر اوسے طلاق دیوے تو جائز
 ہے اوس عورت کو کہ موافق مذہب زفر کے عدت میں نہ بیٹھے اور پہر اسی وقت پہر
 زید سے یا بکر سے نکاح کر لیوے اور جب بکر سے نکاح کرے تو بکر ہی اگر اوس سے مجامعت
 کر کے طلاق بائن دیوے اور بعد ایک گھڑی کے عدت میں پہنچا کر کے مجامعت سے
 پہلے طلاق دیوے تو وہ عورت موافق مذہب امام زفر کے عدت میں نہ بیٹھے اور اسی وقت
 زید سے یا عمر یا خالہ سے نکاح کر لیوے اور مجامعت کر وائے اسی طرح جس قدر اوس
 عورت میں طاقت ہے یا تو او نہ میں شخصوں سے ایک کے بعد دوسرے سے یا ہر ایک
 مرد جدید سے جماع کرواتے جائے اور طلاق لیتی جائے اگر ان چار پانچ ہی مردوں سے
 باری باری نکاح کریگی تو صورت دور کی ہوگی اور اگر ہر ایک مرد جدید سے نکاح
 کریگی تو بعد نہیں کہ ایک روز میں پس مردوں سے بلکہ زیادہ سے مجامعت کریگی
 اوتیہ پنجہ خیار شرح وقایہ میں لکھا کہ ولو نکح معتد نہ من بائن و طلق قبل الوطی
 فعليه مهر تام وعليها عدة مستقلة هذا عند ابی حنیفہ والی یوسف
 فان اثر الوطی فی النکاح باق وهو العدة فصا در کان الوطی حاصل
 فی هذا النکاح عند حنبلین یجب علیہ من المهر وعلیہا التمام

العدة الاولى فقط ولا عدة للطلاق الثاني لان الزوج طلقها قبل الوطى
 فيه وعند من فر لا عدة عنها اصلا لان العدة الاولى سقطت بالزوج
 ولم يجب بالنكاح الثاني بدليل محمد يعني ان نكاح کرے کوئی عدة باين مایوں
 اپنے سے اور طلاق دیوے پہلے وطی کی تو بس اوس مرد پر مہر ہے تمام اور اوس
 عورت پر عدت مستفاد ہے یعنی تمام عدت پورا یہ نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے
 ہے اس واسطے کہ اثر وطی کا نکاح میں باقی ہے اور وہ عدت ہے پس ہو گیا گویا وطی
 حاصل ہے اس نکاح میں اور نزدیک محمد کے واجب ہے اوس مرد پر نصف مہر اور
 اوس عورت پر تمام کرنا عدت پہلی کا فقط اور نہیں ہے عدت واسطے طلاق ثانی کے
 اس واسطے کہ شوہر نے طلاق دی ہے اوس عورت کو پہلے وطی کی اوسمین اور نزدیک
 زفر کے نہیں عدت اوس عورت پر ہرگز اس واسطے کہ عدت بھلا کر گیا ساتھ نکاح کر نیکی
 اور نہ واجب ہو ساتھ نکاح دوسرے کے ساتھ دلیل محمد کے انتہاء اور جب عدت
 بالکل واجب نہوا تو عورت اگر چاہے تو اور کسی سے نکاح کرے اور جب اس سے ہی رہی
 معاملہ پیش آئے تو تیسرے مرد سے نکاح کر لے و علی هذا القیاس جہا تک چاہے
 اقول ملازمان والا یہ تو فرمائیے کہ یہ صورت نکاح دوری کس کتاب میں دیکھی
 کتب السنن میں نہ یہ صورت ہے اور نہ نکاح دوری شرح وقایہ سے جو عبارات
 نقل فرمائی اوسکا تو صریح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن
 دی اور پھر اوسی شخص نے اندر عدت کے اوس عورت سے نکاح کر لیا اور پھر اوسی شخص
 نے قبل وطی کے طلاق دی امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک شوہر پر کل مہر ادا کرنا
 واجب ہے اور اوس عورت پر پوری عدت ادا کرنا لازم ہے اور امام محمد کے نزدیک
 نصف مہر شوہر پر اور کل عدة عورت پر واجب ہے اور زفر کے نزدیک عدة اوس عورت
 پر نہیں ہے بوجہ اسکے کہ قبل وطی کے طلاق دی اسبقدر شرح وقایہ میں مذکور ہے

اور یہی ہر ایہ میں مسطور اس میں تو نہ نکاح دوری کا مذکور ہے اور نہ یہ آپ کی ہوت
 مسطور ہے نہ طلاق لے لینے کا عورت کے بیان ہے اور نہ طلاق کا اس کی اس میں
 یہ سارا آپ کا کذب و ہتھان صرف عورت مطلقہ قبل وطی کے عدہ میں نقطہ فرما
 ہے او سپر آپ کا یہ سارا بکھڑا ہے علاوہ برین یہ صورت آپ کی نہ اصول اہلسنت کے
 موافق ہے نہ قواعد اہل حق کے مطابق نہ عورت کے اختیار میں طلاق لے لینا کہ مرد اقتدار میں نکاح موقت
 کرنا کہ عورت طلاق لے لینے میں مجبوری مرد نکاح موقت میں معذور ہو جس میں آپ کی صورت مدفوع وغیرہ
 ہے قطع نظر اسکے لفظ اگر آپ کی صورت سے نکال لیا جائے تو یہ ساری شکل کلیتہ
 برباد ہو جائے شرطیہ سے کام نہیں چلتا کلیہ جز یہ میں جاری نہیں ہو سکتا ایک جز
 فقہ مسطور ہے جس میں عدت زوجہ پر خلاف زفر کا مذکور ہے کلیہ کو اس میں کیا اختلاف
 ہے اور آپ کے قیاس کو اس سے کیا مناسبت اور ما سوا اسکے آپ اپنے نکاح
 دوری کو ملاحظہ کریں اور اسکے اجر کی نسبت خیال کریں کہ کتنی صورتیں اس کے
 وقوع میں مائل ہوتی ہیں دیکھئے آپ کی اس صورت کا مدار مذہب امام زفر پر ہے
 اور وہ بھی افتراق زوج اور زوجہ پر اور وہ بھی مطلقاً نہیں بلکہ زوج اپنی زوجہ
 کو طلاق بائن دے اور پھر اندر عدت کے نکاح کرے اور پھر قبل وطی کے طلاق دے
 اور پھر وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے پھر وہ شوہر اس سے مباشرت کرے
 اور پھر وہ شوہر بعد مباشرت کے طلاق بائن دیوے اور پھر وہ شوہر اندر عدت
 کے نکاح کرے اور پھر وہ شوہر قبل وطی کے طلاق دے اور پھر وہ عورت دوسرے
 شخص سے نکاح کرے علیٰ ہذا القیاس پھر وہی معاملات پیش آویں تب آپ کی صورت
 صادق آوے اب خیال کیجئے اگر زوج اور زوجہ میں افتراق ہی نہ ہو تب بھی آپ کی
 صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر افتراق ہی ہو شوہر طلاق بائن نہ دے بلکہ طلاق
 رجعی دے اور عدت میں رجوع کرے تب بھی آپ کی صورت جاری نہیں ہو سکتی

اگر طلاق رجعی ہی ندے تین طلاقیں دین تب ہی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی
 اور اگر طلاق جمعی دے اور نہ طلاق ثلاثہ واقع کرے بلکہ طلاق بائن ہی دے لیکن
 اس سے پہلے نکاح کرے تب ہی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر نکاح ہی
 کرے لیکن اندر عدت کے نکرے بلکہ بعد حلالہ کے تب ہی آپکی صورت جاری نہیں
 ہو سکتی اور اگر نکاح ہی کرے اور اندر عدت ہی کے کرے لیکن پہلے طلاق ندے تب ہی
 آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر طلاق ہی دے قبل وطی کے ندے تب
 ہی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی اور اگر قبل وطی کے دے لیکن وہ عورت
 پہلے نکاح کرے تب ہی آپکی صورت جاری نہیں ہو سکتی دیکھئے ایک شوہر سے آٹھ
 مرحلہ افتراق میں صرف مذہب امام زفر پر حائل ہوتے ہیں اور پچیس مردوں تک
 دو سو مرحلے طے کرنا پڑتے ہیں اس خرابیوں کے بعد ہی یہ نکاح دوری جو اپنے
 رجا و فرمایا اور متعہ دوریہ کے مد مقابل ٹھرایا دوریہ پر منطبق نہیں ہو سکتا کیونکہ
 دوریہ میں نہ افتراق کی ضرورت ہے نہ طلاق کی حاجت نہ تعاقب سے علاقہ ہے
 نہ بدل سے مناسبت ہے کیونکہ متعہ دوریہ میں نہ یکے بعد دیگرے کی شرط ہے
 نہ صرۃ بعد الی وکراۃ بعد اخری کو مداخلت قبلیت اور سہمین مفقود و بعدیت اور سہمین
 نعمہ و مہجناب سامی ملاحظہ کریں کہ کہاں آپکا متعہ دوری مذہبی اور کہاں آپکا
 نکاح دوری موعودی متعہ دوریہ میں دس ہیں مگر مرتبہ واحدہ میں متعہ کر سکتے ہیں
 اور اپنی اپنی باری سے مباشرت فرما سکتے ہیں اور اس میں کوئی صورت مزاحم نہیں
 اور کوئی امر مانع نہیں ہے لکن یہ صورت وقوع میں آ سکتی ہے اور بے تکلف عورت
 مباشرت کر دے سکتی ہے اور نکاح دوری میں بین بچیس تک دو سو صورتیں حائل ہیں
 آٹھ بعد ہی بقول آپکے دو مردوں سے بھی عورت مباشرت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ
 بین بچیس مگر بقول آپکے یہ نکاح دوری آپکے یہاں عورت سے بین بے تکلف

ہا کسی امر حائل کے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ آپ نے صاف فرمادیا کہ عورات مسند
 پر ہمارے یہاں عدت اکثر علما کے نزدیک نہیں ہے پس موافق اکثر علماء اہل تشیع
 کے عورت مسند کو اوسکا زوج طلاق دیوے وہ بے شک کے بلا انتظار کسی امر کے دوسرے
 شخص سے نکاح کر سکتی ہو اور اگر وہ ہی طلاق بعد مباشرت کے دیوے تو تیسرے شخص
 سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر وہ ہی بعد مباشرت کے طلاق دیدے یا تو آگے کو کرتی
 چلی جائے یا پیچھے کو لوٹ آئے اگر لوٹے دور ہے ورنہ تسلسل تو قدامت نفس پر قائم
 ہی ہے اب فرمائیے کہ اس نکاح دوری کے بنانے سے اور اس کے مذہب اہلسنت
 پر لگانے سے کیا مفاد آپ کو حاصل ہوا اور کونسا فائدہ بخشا سوائے اسکے کہ اپنے
 یہاں کے نکاح دوری کو بھی ظاہر کر دیا قال السید معلوم نہیں کہ آپ کو نئے متعہ کے
 عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہیں اگر اول کے ہیں تو یہ امر جمیع شرائع میں بالذات
 حرام ہے قال المجتہد ہم اوس متعہ کے عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہیں جسکا
 جواز ہم ابھی اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کر کے آئے ہیں اقول ملازمان سالی
 ایسی بہادر می تو زیبا نہیں جو ایسی بیباکی سے دعویٰ کر بیٹھا کرتے ہو کسی کتاب
 اہلسنت سے جواز متعہ ثابت نہیں ہوا جیسا کہ ہم اوپر باحسن وجہ ثابت کر چکے ہیں
 اور آپ کے جھوٹ کو قرار واقعی ظاہر کر چکے ہیں قولہ لیکن اوس دلیل سے کہ مسلم فقیر
 ہوا قول آیات کلام اللہ سے حرام ہونا متعہ کا ہم بخوبی ثابت کر چکے لیکن اوس کا مسلم
 ہونا آپ کے نزدیک معلوم اب تکلیف فرما کر تہذیب امام اعظم طوسی اور استبصار رئیس الطالیع
 اور کتاب محاسن برقی کو ملاحظہ کیجئے اور کتاب فقہ الرضا کو دیکھئے کہ انہیں حدیث
 حرمت متعہ کی جناب امیر المؤمنین کی زبان سے مروی ہیں قولہ اور قسم اول کو ہم
 درست نہیں جانتے ہیں اقول افسوس تو یہ ہے کہ جناب والا ایک پہلو پر نہیں
 رہتے ہر مقام پر نئی جھٹک مٹیتے ہیں ابھی اقرار صریح کر چکے ہیں کہ متعہ دور میں لازم

شرع کے کیا قباحت ہے اب فرماتے ہیں کہ ہم اسکو درست نہیں جانتے ہیں شرع
 دے کس طبیعت اور کس کس کا یقین لائے جو وعدہ ایک کرتے ہو تو سو پہلو نکلتے ہیں +
 قولہ لیکن تمہارے مذہب کے موافق وہ قسم نکاح دایمی میں جاری ہو سکتی ہے اقول
 متعدد دور یہ نکاح دایمی میں ہرگز جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں کی حقیقت و ماہیت
 میں تباہی محض اور تنافیر حقیقی ہے بس ایک کو دوسرے کے ساتھ خلط کرنا آپ کے خط پر دلیل
 آدل ہے قولہ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں اقول ہم بھی آپ کی صورت مصنوعی کو مٹا
 چکے ہیں قال السید اور اگر آپ ثانی کے طالب ہیں تو استبصار اور تمذیب جو آپ کی کتاب میں
 ہے میں ملاحظہ فرمائیے کہ اوغین یہ حدیث موجود ہے و هو هذا حرم رسول الله
 صلی الله علیہ وسلم لحوم الاحمر الاہلیۃ و نکاح المتعة یعنی حرام
 کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خراہی کا اور نکاح متعہ کا قال المجتہد استبصار
 و تمذیب میں یہ روایت اس طرح سے نہیں ہے اقول جناب والا پھر کس طرح سے
 ہے بیان تو کیجئے قولہ اور اس روایت میں خیانت کر کے لکھ دیا ہے حرم رسول
 صلی الله علیہ وسلم لحوم الاحمر الاہلیۃ و نکاح المتعة اقول
 کیا خیانت کی اسکو ذکر تو کیجئے قولہ اور حال یہ ہے کہ یہ روایت اس طرح سے
 نہیں ہے اقول وہ طرح نہیں معلوم ہوتی بیان فرمائیے قولہ اور نہ صاحب کتاب
 نے نقل اور روایتوں کے اسکو داخل کتاب کیا اقول دخول فی الكتاب
 سے تمہاری کیا مراد ہے اگر یہ ہے کہ روایات جواز میں اسکو درج نہیں کیا تو بیشبہ صحیح
 ہے کیونکہ اس روایت سے عدم جواز ثابت ہے مگر روایات جواز میں نہ درج کرنے سے
 عدم دخول فی الكتاب نہیں لازم آتا اور اگر یہ ہے کہ اسکی تصحیح نہیں کی بلکہ مصنف
 کتاب غیر صحیح جانتا ہے تو یہ غلط ہے مولف کتاب نے اسکی تصحیح اور اسناد میں کچھ
 اور نہیں کیا بلکہ سلسلہ اور اسناد ابو اسطہ ایمہ علیہم السلام کے جناب مرتضوی

کرم اللہ وجہہ تک پہنچا دیا اور اسے رسول اللہ تک ملا دیا صرف موافق دستور
 کے عذر تقیہ کا پیش کیا کہ جو قاض اسناد وغیرہ نہیں ہو سکتا قولہ بلکہ اس روایت
 کی اطلاع کی ہے اقول لاریب اس نے یہ کو اطلاع کی ہے کہ ہمارے بیان روایت
 حرمت متعہ کی بواسطہ ایہ علیہم السلام مروی ہیں قولہ اور اسکا حال ظاہر کیا ہے اس کے
 امام ما رواہ محمد بن احمد بن یحییٰ المکنی بابی جعفر عن
 ابی الجوزة عن الحسن بن علوان عن عمرو بن الخالد عن زید
 بن علی عن اباہ عن علی علیہ السلام حرمة رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یوم خیبر محوم الاحرام لاهلیہ ونکاح المتعہ فان
 هذه الروایة ومردت مورد التقیہ یعنی اور لیکن جو کہ روایت کیا ہے محمد
 ابن احمد نے اور فلانے اور فلانے نے اور زید ابن علی سے یہاں تک کہ علی علیہ السلام
 سے فرمایا کہ حرام کیا ہے رسول خدا صلعم نے بر وزیر گوشت خراہی کا اور نکاح متعہ کا
 یہ روایت وارد ہوئی مقام تقیہ میں انتہا اقول سبحان اللہ خوب حال
 ظاہر کیا یعنی اسکی اسناد میں کلام نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کرنے میں
 رسول خدا صلعم سے شک و شبہ نہیں مگر صحابہ کے خوف سے تقیہ فرمادیا ہمارے حضرت
 مخاطب فرماتے ہیں کہ رئیس الطایفہ نے جواب اس روایت حرمت متعہ کا یوں دیا
 کہ یہ روایت مقام تقیہ میں واقع ہوئی ہے لہذا ہم جہاں تک غرض کرتے ہیں تقیہ
 بنا دو امر پر پائی جاتی ہے ایک صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کا جابر اور ظالم
 منحرف عن بن اللہ ہونا دوسرے جناب مرتضوی کا مغلوب و عاجز بے یار دیا و خلافت
 منافقے کرام میں رہنا یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ اگر ایک بھی انہیں سے غیر متحقق
 پاوے گا تو تقیہ کلیتہً معدوم ہو جاوے گا اگر صحابہ رسول اللہ عمدہ اور محمود اور
 قائد علی دین اللہ تھے تو جناب مرتضوی تقیہ کس سے کرتے تھے اور اگر معاذ اللہ

صحابہ کرام اور خلفائے عظام بری تھے لیکن جناب امیر کو غلبہ نام حاصل تھا تو دین
خدا کو کیون چھپا یا جاتا تھا بہر حال انہیں دوامرون پر مدار تھی یہ ہے جس پر یہ سارا
ناد و فتنہ برپا ہے ہمارا خیال اور ذہن جہا تک پہنچتا ہے دونوں امرون کا
ذہبیں تپا لگتا ہے اور نہ نشان ملتا ہے نہ صحابہ کا میرا ہونا معلوم ہوتا ہے نہ حضرت
علی کا مغلوب و عاجز ہونا یا یا جاتا ہے لہذا ہم اولاً صحابہ رسول اللہ کے اعلیٰ اور
افضل ہونے کو نامی امت سے اور آخر بالمعروف اور نا ہی عن المنکر و شکوہ
کلام الہی اور حدیث جعفری مرویہ کلینی سے ثابت کرتے ہیں پہلے ہم اکبر ثقلین کو کہتے
ہیں اور اوسین چوتھے پارہ سے اس آیت کو نکالتے ہیں۔

پہلی آیت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن
المنکر و تو منون باللہ ولو امن اهل الكتاب لکان خیر الھم منھم
المؤمنون و اکثرھم الفاسقون یعنی تم بہترین امت ہو چن لئے گئے ہو
آدمیوں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور روکتے ہو بُری باتوں سے اور ایمان
رکھتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لاؤ میں اہل کتاب تو البتہ ہووے بہتر واسطے اونکے
بعض اوفین سے مومن ہیں اور اکثر اوفین اہل کتاب سے فاسق اس آیت شریفہ
اللہ جل شانہ صحابہ کرام کے بہتر اور افضل ہونیکو تمام امت سے ساتھ لفظ کنتم
خیر امۃ اخرجت للناس کے اور اونکی نیک باتوں کا حکم کرنے کو ساتھ لفظ
تأمرون بالمعروف اور بُری باتوں سے بچانیکو ساتھ لفظ تنہون عن
المنکر اداونکے سچے ایمان رکھنے کو اللہ پر ساتھ لفظ تو منون باللہ کے بیان
فرماتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ اور نص صریح میں صحابہ کرام اور جانیں رسولِ ناک
کا چار صفتیں ظاہر فرمائیں پہلی اونکا تمام امت سے افضل اور اعلیٰ بہتر اور اچھا ہونا

دوسری اونکار کا ن دینہ اور احکام شرعیہ پر امت رسول کو مکمل کرنا تیسری اونکار
 ممنوعات اسلامیہ اور منہیات ایمانیہ سے آدمیوں کو باز رکھنا چوتھی اونکار اللہ پر غلبہ
 ایساں رکھنا اس نص صلی من حق جل و علی صحابہ کی چار صفتوں میں چاروں بتا
 پر چار جمع اور وہ بھی چاروں مخاطب کے لایا ہے اور انکی انصافیت کو تمام امت
 پر صیغہ اسم تفضیل سے بیان فرمایا ہے پہلی کنتم دوسری تاملون تیری
 تنھون چوتھی تو منون کیا کنتم خیر امت اخراجت للناس
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم تمام امت سے بہتر ہو منتخب کر لئے گئے ہو واسطے آدمیوں کے
 اور کیا تاملون بالمعروف کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ حکم کرتے ہو تم نیک باتوں کا
 اور کیا تنھون عن المنکر کی یہ تفسیر نہیں ہے کہ روکتے ہو تم آدمیوں کو بری
 باتوں سے اور کیا تو منون باللہ میں یہ تشریح نہیں ہے کہ تم خدا تعالیٰ پر ایمان
 رکھتے ہو اب فرمائیے کہ اگر صحابہ کبار کی یہ صفات اور ان کے ساتھ یہ مخاطبات نہ
 ہیں تو وہ کون لوگ وقت نزول اس آیت کے حاضر تھے جن سے یہ خطاب فرمایا کہ
 کنتم خیر امت اخراجت للناس یعنی تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو
 واسطے آدمیوں کے اور وہ کون آدمیوں بالمعروف حضرات موجود تھے کہ جبکہ
 ساتھ مخاطبہ کر کے یہ تعریف کی گئی کہ تاملون بالمعروف یعنی تم حکم کرتے ہو
 نیک باتوں کا وہ کون ابراہ اور اتقوا ناھی عن المنکر سے جن سے خطاب کر کے
 یہ توصیف کی گئی کہ تنھون عن المنکر یعنی روکتے ہو لوگوں کو بری باتوں سے
 وہ کون مقدسین و اصفیا صومن باللہ تھے جنکی حق تعالیٰ تعریف فرما کر ارادت
 ایمان کی تصدیق فرماتا ہے کہ تو منون باللہ یعنی ایمان رکھتے ہو تم اللہ پر
 گو کہ اس آیت میں صیغہ مخاطب اور وہ بھی جمع کی بالتصریح والتوضیح دالہ ہیں کہ
 مخاطب صحابہ کرام ہیں اور انہیں کے یہ اوصاف عظام ہیں کیونکہ کوئی جانتا

ایم کی اس وقت میں نہ تھی کہ جنکے ساتھ یہ خطاب اور ان پر یہ صفات صادق
ہوں نہیں بلکہ اصول حضرات شیعہ پر کسی زمانہ میں یہ دو صفتیں یعنی امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر ایمہ پر صادق نہیں آسکتیں ورنہ صفتیں تقیہ
کی اونکے ساتھ قائم نہیں رہ سکتیں وہ تو ہمیشہ معاذ اللہ اپنا دین چھپاتے تھے
اور اپنے متبعین کو یہ تلقین کرتے تھے کہ تم اوپر ایک دین کے ہو جو کوئی چھپا دیکھا
مزید رکھیگا اور جو کوئی ظاہر کرے گا ذلیل کر دیا اور کوا اللہ جیسا کہ کلینی نے
روایت کیا ہے انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ

مگر ہم تفاسیر حضرات اہل تشیع کی طرف توجہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مفسرین شیعہ
اس آیت کی نسبت کیا کہتے ہیں اور اس مخاطبہ کو کن لوگون کی طرف بتلاتے ہیں اور
ان اوصاف کو کن حضرات میں جمع فرماتے ہیں اور بہترین امت ہونے کو کس جگہ
کے تسلیم کرتے ہیں صاحب تفسیر مجمع البیان تحت آیت کریمہ کنتم خیر امتہ کے فرمایا
ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے امر نہی کا ذکر فرمایا بعد اوسکے اون لوگوں کا بیان کیا کہ جو عمدہ
باتوں کا حکم کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے اور اس واسطے اون لوگوں
کی تعریف فرمائی تاکہ اور آدمی ان کا اتباع اور اقتداء کریں اور یہی وجہ ہے کہ
انہیں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم بہترین امت ہو بعضوں نے کہا ہے کہ اوس سے
مراد مہاجرین ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خطاب کل صحابہ سے ہے لیکن اور آیت
یہی مشترک ہے اور کنتم خیر امت اللہ جل جلالہ نے اس واسطے فرمایا کہ بیشک ایسا
یہ ہوگا اور اوس سے واقع ہونے میں کوئی شبہ اور شک نہ ہوگا اور صحابہ جیسے بہتر
وزن ویسے ہی رہیں گے اور اسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہو وکان
اللہ غفوراً رحیمًا تو کیا اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا اتنا مہربان اور اب نہیں ہے
یا آئندہ نہ ہے گا عبارت اوس کے ایک مقام کی یہ ہے۔

لما تقدم ذكر الامر والنهي عقبه معالي بذكر من تصدىق التيام بذلك
 مدحهم ترغيبا في الاقتداء بهم فقال كنتم خير امت اخرجت للناس
 قبل فيه اقوال احدها ان معناه انتم خير امت اورا يك تمام کی یہ
 واختلف في المعنى بالخطاب فقل هو المهاجرون خاصة وقيل هو
 خطاب للصحابه ولاكنه يعمر سا بر الامه اورا يك تمام کی یہ ہے
 ورابعها ان كان مزیده دخولها كخروجها الا انها تأكيد بوقوع الامر
 لامحالة لانه بمنزلة ما قد كان في الحقيقة فهي بمنزلة قوله تعالى
 واذكروا اذ انتم قليل وفي موضع اخر اذ كنتم قليلا فكذلك ونظرة
 قوله تعالى وكان الله غفورا رحيما لان مغفرة السابقة كالماضية
 في تحقق الوقوع يعني صاحب مجمع البيان فرماتے ہیں کہ آیت كنتم خير امت
 میں بعض کہتے ہیں کہ خطاب اللہ کا مہاجرین سے ہے اور بعضے علماء فرماتے ہیں کہ
 کل صحابہ سے اور اللہ نے ان سے اس واسطے خطاب کر کے اونکی یوں تعریف فرمائی
 کہ تم بہترین امت ہو تاکہ اور لوگ اونکی پیروی کریں اور اونکی راہ پر چلیں جیسا کہ
 الفاظ تفسیر کے مدحهم ترغيبا في الاقتداء لهم خطاب کرتے ہیں اور پوری
 صاحب مجمع البيان اس شعبہ ناسد اور وہم کاسد کو بھی دفع کرتے ہیں کہ حکماء
 تشیع ہر وقت اور ہر ساعت اپنے زبانوں پر جاری رکھتے ہیں اور سلف سے خلف تک
 کتابوں میں لکھتے چلے آتے ہیں کہ صحابہ کرام اور انکے تبعین عظام سوائے دو
 چار کے دین سے کلیتہ مرتد ہو گئے اور اللہ کے دین سے پر گئے کہ كنتم خير امت
 سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ صحابہ اور یہ وقت میں بہترین امت تھے جو وقت کہ اس آیت
 میں مخاطب کئے گئے تھے نہیں بلکہ وہ ہمیشہ بہترین امت رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی
 صفت اسی لفظ کان سے بیان فرماتا ہے وكان الله غفورا رحيما اسکے یہ معنی

نہیں ہیں کہ اللہ پہلے تمام زبان اب نہیں بہت یا آئندہ نہ ہوگا پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 کی صفت دائمہ و قدیمہ ہے اس طرح صحابہ کی یہ صفت مستمرہ ہے کہ ان میں حضرات
 شیعہ جو اس آیت قرآن کو دیکھیں اور کہہ رہے ہیں بزرگوار امامیہ جو اس عبارت مجمع لیس
 پر نظر کریں اور ذرا اپنے دلیلیں انصاف فرما دیں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام
 پاک میں بہترین امت فرما دیں اور صاحب مجمع البیان ان کے بہترین امت ہونیکو
 دو نام دوسری آیت سے ثابت فرما دیں وہ حضرات کے یہاں بدترین امت
 قرار دئے جا دیں حضرات شیعہ زرارہ کو کہ جسکو ایمہ علیہم السلام بدترین یود و نصاریٰ
 سے بتلا دیں اور شرمن الیہود و النصاریٰ فرما دیں اپنا مقتدا اور پیشوا
 بنا دیں اور آثار نبوت کے روشن کرنیوالوں اور رسالت کے چمکانے والوں نہیں
 داخل فرما دیں اور صحابہ کرام کہ جسکو اللہ تعالیٰ خیر امتہ ارشاد فرماوے وہ
 حضرات کے یہاں شر امت قرار دئے جا دیں اور نبوت کے مٹانے والے اور رسالت
 کے دفع کرنے والے بتائے جا دیں سبحان اللہ اسکا نام اسلام ہے اور یہی
 ایمان ہے اگر مسلمان ہیں است کہ شیعہ دارند + آہ گراڑ پئے امر و نہ بود فردا +
 جن مقدسین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماوے کہ تم منتخب کر لئے گئے ہو نیک باتوں کا
 حکم کرتے ہو ان کی نسبت جناب مخاطب اور ان کے اکابر فرماتے ہیں کہ وہ خدا کے
 حکم یعنی متعہ وغیرہ کو رد کرتے تھے افسوس ہے تمہارے حال پر اے قوم شیعہ
 حسرت ہے تمہارے مال پر اے حضرات امامیہ کہ جن لوگوں کو تم نے منتخب کیا ہے مثل
 زرارہ اور ابو بصیر اور ابو الجارود وغیرہم کے وہ تو نبوت چمکا دیں اور رسالت
 کو روشن کریں باوصف اس بات کے کہ ایمہ علیہم السلام ہزار مرتبہ اوپر کفر کا اطلاق
 کریں اور لاکھ مرتبہ لعنت فرما دیں اور جسکو اللہ نے منتخب کیا ہے وہ خدا کے دین کو
 شادیں اور نور رسالت کو بجھا دیں جن نفوس قدسیہ سے اللہ تعالیٰ فرماوے کہ تم

لوگوں کو بری باتوں سے روکتے ہو اور نہایت شرم سے باز رکھتے ہو اور انکی نسبت
حضرت مجیب اور انکے مقتدا فرماتے ہیں کہ وہ تو عمدہ اور اچھی باتوں یعنی متعہ
وغیرہ سے روکتے تھے سچ ہے متعہ کیونکہ نہ اچھا ہو گا کہ جسکے جماع کی وقت فرشتہ
آسمان پر سے واسطے چوکیدار یک دھڑلے چلے آئے ہیں جن بزرگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ
فرمادے کہ تم سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور انکو حضرات نوحہ بالہ مریدان
دین اور معاذ اللہ کافر تکلاوین ملازمان والا اپنے امام اعظم کے
جواب کو کہ جناب مرتضوی نے متعہ کے حرام ہونے کو تفسیر سے کمدیا تھا ملاحظہ فرمائیے
اور ذرا حیا و شرم کو پیش نظر رکھ کر اس جواب میں غور فرمائیے کہ جن لوگوں کو اللہ
تعالیٰ بہترین امت فرمادے اور جنکو تمام امت سے منتخب کرے اور جنکو آمین
بالمعروف کے ساتھ ملقب کرے اور جنکو فاضلین عن المنکر بتلاوسے اور جنکو
مؤمنین باللہ ارشاد کرے ان سے جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ اپنا مذہب
مخفی کرین اپنا مشرب پوشیدہ کرین اپنا مسلک چھپاویں جناب والا وہ کون مذہب
مشرب اور مسلک تھا جو ان بزرگوں سے چھپایا جاتا تھا میں اس آیت کو اسی پر ختم کرتا ہوں
اور دوسری آیت کو لکھتا ہوں

دوسری آیت

گیارہویں پارہ سورہ ہرات میں

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ

بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

یعنی جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے

پہنچے آئے نیکی سے اللہ راضی اور ن سے اور وہ راضی اللہ سے اور طیار کی ہین سبط
 اب کے جنتین کے نیچے بہتی ہیں ان کے نہرین را کرین وہ جنتونین ہمیشہ اس آیت
 میں حق سبحانہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کی تعریف اور حد تک بیان کرتا ہے
 کہ جس سے ان کا جنتی ہونا قطعاً اور یقینی ثابت ہوتا ہے والسا بقون الاولون
 من المهاجرین والانصار۔ میں ہجرت کرنے والوں اور ان کی مدد کرنے والوں کا ذکر
 ہے یعنی جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن کو چھوڑ کر نیا لے اور مدد کرنے والے اور والذین
 اتبعوہم باحسان میں مہاجرین اور انصار کی پیروی کرنے والوں کا بیان ہے
 یعنی جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار کے ساتھ نیکی کی پیروی کی اور رضی اللہ
 عنہم میں اللہ تعالیٰ نے تینوں گروہوں سے اپنی رضامندی ظاہر کی یعنی راضی
 ہو گیا اللہ مہاجرین اور انصار اور ان کی راہ پر چلنے والوں سے اور رضو عنہ
 میں تینوں جماعتوں کی خوشنودی اپنی ذات مقدسہ سے بیان کی یعنی مہاجرین اور
 انصار اور ان کے طریقہ پر چلنے والے اللہ سے راضی ہو گئے اور واعد لهم جنات
 تجری من تحتها الانهار میں فرمایا کہ جنتین ان تینوں جماعتوں کے واسطے
 طیار لگی ہیں یعنی طیار کیا اللہ نے واسطے مہاجرین اور انصار اور ان کے تبعین
 کے جو جنتوں کو کیسی جنتین کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہرین اور خالدين فیہا ابدین
 تینوں گروہوں کے ہمیشہ جنتوں میں رہنے کو ارشاد فرمایا یعنی مہاجرین اور انصار اور
 ان کے تبعین جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اس آیت میں اللہ جل جلالہ مہاجرین اور انصار
 اور تبعین کی چار طرح سے صفت فرماتا ہے اول اللہ کا ان سے راضی ہو بانا دوسرے
 ان کا اللہ سے رضامند رہنا تیسرے جنتوں کا ان کے واسطے طیار کیا جانا چوتھے ان کا
 جنتونین ہمیشہ عیش و آرام کرنا اسی عیش و آرام کی نسبت فاضل کا شافی شیبی
 ترجمہ المنج میں اور صاحب تفسیر علوی اثنا عشری تحت آیہ یا ایہا الذین آمنوا

ذکر و نعمت اللہ علیکم کے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اللہم ان
 العیش عیش الاخرة فاغفر الانصار والمهاجرین یعنی اے اللہ
 تحقیق عیش عیش آخرت کا ہے پس بخش تو انصار اور مہاجرین کو اب فرمائیے کیا
 مہاجرین اون لوگوں کو نہیں کہتے ہیں کہ جنہوں نے رسول کے ساتھ اپنا وطن
 لینے مکہ کو چھوڑا اور کیا انصار کا اون لوگوں پر اطلاق نہیں ہے جنہوں نے
 رسول اللہ اور ان کے یاروں کی امانت میں اپنے مال متاع کو صرف کیا کیا والذین
 اتبعونہم باحسان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جن لوگوں نے اتباع مہاجرین
 اور انصار کا نیکی کے ساتھ کیا کیا رضی اللہ عنہم کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ خوش
 ہو گیا اللہ ان سے یعنی مہاجرین اور انصار اور ان کے مقلدین سے کیا رضو عنہ
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خوش ہو گئے وہ لوگ یعنی مہاجرین اور انصار اور ان کے تابعین
 اللہ جل جلالہ سے کیا واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانهار کا یہ مفاد
 نہیں ہے کہ مہاجرین اور انصار اور ان کے متبعین کیو اسٹے جنتیں طیار کی گئی ہیں
 اور کیا خالدين فیہا ابدًا میں یہ بیان نہیں ہے کہ مہاجرین اور انصار اور
 ان کے مقلدین جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اگر نہیں ہے تو جناب مخاطب فرماوین کہ مہاجر
 کے کیا معنی ہیں اور انصار کا کیا ترجمہ ہے اور والذین اتبعوہم باحسان
 کی کیا تفسیر ہے اور رضی اللہ عنہم میں کس چیز کی تفسیر ہے اور رضو عنہ
 میں کس امر کی تصریح ہے واعد لہم تجری من تحتہا الانهار میں کس بات
 کی توضیح ہے اور خالدين فیہا ابدًا میں کس مطلب کی تلویح ہے اور اگر ہے تو
 اب ارشاد ہو کہ وہ چھوڑنے والے وطن کے رسول اللہ کے ساتھ میں اور مدینہ کے
 والے اللہ اور ان کے ساتھیوں کے کون لوگ تھے جن کو حق سبحانہ تعالیٰ نے چاہا
 جموع متالیہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے پہلی سابقوں و دوم اولوں میں

مہاجرین چوتھے انصار اور آپ کو اعمیٰ سر جوہ کی قسم ہے سچ فرمائیے وہ پیر دی
 گئے والے مہاجرین اور انصار کے کون لوگ ہیں جن کو حق تعالیٰ جموع ثلاثہ کے ساتھ
 میں قصد فرماتا ہے پہلے الدین دوسرے اتبعو تیسرے ہمد آپ کو ہشام ابن ابی
 خدیجہ کے کوکل بتانے والے کی قسم ہے انصاری فرماتا ہے وہ مہاجرین اور انصار خوش کرنے والے
 اللہ کے کون حضرات ہیں جنکی طرف حق تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ضمیر
 جمع کو پھیرتا ہے آپ کو صاحب الطاق کی قسم ہے صحیح کیئے وہ مہاجرین اور انصار خوش
 ہونیوالے کون بزرگ ہیں خدا سے جنکی جانب حق سبحانہ تعالیٰ رضو عنہ میں
 ضمیر جمع کو راجع کرتا ہے آپ کو معطل القاب ابو الحار و د کی قسم ہے سچ بتلائیے وہ مہاجرین
 اور انصار موعود بالجنتہ کون اتقیا ہیں کہ جن کو حق تعالیٰ اعد لہم جنات تجری
 من تحتہا الانہار میں ضمیر جمع سے قصد فرماتا ہے آپ کو زرارہ کی قسم ہے ٹھیک
 بتلائیے وہ مہاجرین اور انصار خالدین فی الجنة کون اصفیاء ہیں کہ جن کو
 حق تعالیٰ خالدین فیہا ابدًا میں صیفہ جمع سے ارادہ فرماتا ہے حضرت نجیب غیر
 مصیب ملاحظہ کریں اور خیال فرماویں کہ گو آیت اولیٰ کے تحت میں موافق
 آیت قرآن اور مطابق تفسیر مجمع البیان کے مہاجرین کا بہترین امت ہونا اور
 بالدام افضل رہنا ثابت ہو چکا ہے اور وہ ہم اہل تشیع کا کلیشہ باطل ہو چکا ہے
 مگر اس آیت میں تو حق تعالیٰ صاف و صریح بلفظ مہاجرین اور انصار رسول اللہ
 صلعم کے اصحاب کی اور احباب مدنی کا ذکر فرماتا ہے اور اپنی رضامند کو صراحۃً
 بنی کر لکھتا ہے او کی ذات عالیہ کے ساتھ میں صیفہ ماضی دالہ علی الدوام سے متعلق
 فرمایا ہے اور او کی رضامندی اور خوشنودی کو اپنی ذات سے بوضاحت تمام
 اور بصراحت مالا کلام صیفہ ماضی دالہ علی الاستمرار کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے
 اس آیت میں مقتدیون رشید اور پیشوایان اثناعشریہ ایک شبہ پیش کرتے ہیں اور

او سپر بڑا غوغا مچاتے ہیں کہ بعض صحابہ کی ہجرت اور بعض انصار کی نصرت خالصہ
 وجہ اللہ نہ تھی خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی ہجرت محض دنیا کی واسطے واقع ہوئی تھی
 لہذا ہر فرد مہاجرین کی ہجرت کے محمودہ اور ہر شخص انصار کی نصرت کے عمدہ ہونے
 میں ایک ایک آیت بیان کرتا ہوں تاکہ جناب مخاطب اور ان کی قوم سے یہ شبہ
 ہی دفع ہو اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مہاجرین
 سے اخراج کی طرف خیال باطل اور وہم عاقل نہ آئے ہو الذین اخرجوا من
 ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله يعني جو لوگ کہ نکالے گئے اپنی گھر
 سے کوئی قصور نہیں تھا سوائے اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے تھے خلاصہ یہ
 کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے نکالے گئے
 کوئی وجہ اور ان کے نکالے جانے کی نہ تھی سوائے اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا معبود مطلق
 اور خدا سے برحق جانتے تھے بہر حال خلفائے راشدین کا مہاجرین میں داخل ہونا
 ظاہر ہے اور کل مہاجرین کا مشورہ اور عرض کبریا ہونا ان آیات سے ثابت ہے والذین
 تبعوا والدار والایمان من قبلهم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون
 فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا و یؤثرون علی انفسہم والو کان بہم
 خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئک ہم المفلحون یعنی جو لوگ مہاجرین
 سے پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے وہ جانتے ہیں ان لوگوں کو جو ہجرت کر کے آئے
 پاس آئے اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے اس کا کچھ خیال نہیں کرتے اور اگر
 سے رنجیدہ نہیں ہوتے اگرچہ وہ خود بھی محتاج ہیں اور اپنی جانوں سے زیادہ
 مہاجرین کو چاہتے ہیں اور کچھ حرص و طمع نہیں رکھتے پس یہی لوگ نفع پانے والے
 ہیں اگرچہ آیت اولیٰ اور تفسیر طبری شیعہ سے تمامی صحابہ کا بہترین امت ہونا اور
 آیت ثانیہ سے مہاجرین اور انصار اور ان کے متبعین سے خدا تعالیٰ کا راضی ہونا

اور انکا خدا سے تعالیٰ رضامند رہنا اور جنتوں میں ہمیشہ عیش و آرام کرنا تفصیلاً اور
 تصریحاً ثابت ہے اور ان دونوں آیتوں سے ہر فرد مہاجرین کی ہجرت کا اور ہر
 شخص انصار کی نصرت کا خالصاً الوجهہ ہونا متحقق ہے مگر ہم خاصتہ جب کاتب
 مورخین اہل تشیع کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور احادیث ائمہ علیہم السلام کو دیکھتے ہیں
 تو انہیں صاف و صریح مہاجرین اور انصار خصوصاً خلفائے راشدین کی تعریف
 اور توصیف پاتے ہیں اور ائمہ علیہم السلام انکے برا کھنے والوں کو مسلمانوں سے خارج
 بتلاتے ہیں چنانچہ صاحب الفصول حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں
 کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام ایک طرف ہو کر نکلے وہاں ایک جماعت بیٹھی
 تھی وہ لوگ خلفائے ثلاثہ کی عیب چینی کرتے تھے آپ کہہ رہے ہو گئے اور فرمایا کہ اے
 لوگو کیا تم ان مہاجرین سے ہو کہ جو اللہ کے واسطے اپنے گہروں سے نکلے گئے اور
 خدا کی راہ میں جنگا مال لٹا گیا اور جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مدد کی
 انہوں نے کہا کہ نہیں ہم اونہیں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا یہ کیا اون لوگوں
 میں سے ہو کہ جنہوں نے دار ہجرت اور ایمان میں گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام
 دیا تھا انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ خود تم بیزار ہو گئے اور نہیں چاہتے کہ
 دونوں فریق میں سے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں تم اونہیں سے بھی نہیں
 جنگی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئے
 وہ ایسے مومن ہو ورنہ کہ یہ دعا کریں گے کہ اے اللہ ہماری اور ہمارے اگلے
 ہائیوں کو جو ہم سے ایمان میں سبقت لیگئے ہیں مغفرت کر۔ اور ہمارے دل میں
 مسلمانوں کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کر نیوالا مہربان ہے عبارت اسکی یہ ہے
 انہ قال لجماعة خاضوا فی ابی بکر وعمر و عثمان الا تخبرونی
 انتم من المهاجرین الذین اخرجو من ديارهم واموالهم یتبعون

فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله قالوا لا قال فانتم من
الذين تبوءوا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم قالوا
لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا احدمدين الفريقين وانا اشته
انكم لستم من الذين قال الله تعالى والذين جاءوا من بعدهم
يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا
تجعل في قلوبنا غلاً للذين امنوا ربنا انك رؤوف الرحيم

مذہب ابی خلفائے کرام کی عیب جوئی سے باز آئیے ورنہ موافق گواہی امام باقر
علیہ السلام کے اسلام اور ایمان سے ہاتھ اوٹھائیے وائے بر اسلام اوس تو کہ
کہ جن بزرگوں کو اللہ تعالیٰ فرما دے کہ میں ان سے راضی یہ مجھ سے راضی او کہ
تو اللہ کے مفضوبوں اور رد کرنے والوں حکم خدا میں داخل کریں اور جن پر ایسے
علیہم السلام لعنت فرما دیں اور یہ دو نصاریٰ سے بدتر بتلاویں او کہو بخدا
اور امنا و اللہ میں شامل کریں اب جناب مخاطب فرما دیں کہ جناب مرتضوی
کرم اللہ وجہہ کیوں ان مہاجرین سے تقیہ کرتے تھے اور کیوں ان انصاری اپنے
دین کو مخفی کرتے تھے اور کس واسطے انکے تبعین سے اپنے مذہب کو چھپاتے تھے جو
آپ اور آپ کے امام اعظم نے فرما دیا کہ حضرت علی نے ستعہ کے حرام ہونے کی تقیہ سے کہا
اس آیت کو یہین پر ختم کرتا ہوں اور تیسری آیت کو شروع کرتا ہوں۔

تیسری آیت

وسوین پارہ سورہ انفالمین

والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين آووا ونصروا
اولئك هم المؤمنون حقا لهم مغفرة ورزق كريم

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے
 جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں اور انہیں کے لئے مغفرت اور رزق
 بکثرت ہے اس مقام پر حق سبحانہ تعالیٰ مہاجرین کا اس طرح ذکر فرماتا ہے کہ
 جو لوگ ایمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور گہر بار کو چھوڑ دیا حضرت کی معیت پر
 اور جہاد کیا اللہ کا کلمہ بلند کرنے پر وہی لوگ مومن ہیں اور واسطے انہیں کے
 بخشش ہے اور انصار کا تذکرہ اس طرح سے کرتا ہے کہ جن لوگوں نے جگہ دی
 مہاجرین کو اور مدد کی رسول اللہ کی وہی لوگ سچا ایمان رکھتے ہیں اور انہیں
 کے واسطے بخشش ہے اس آیت میں بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے مہاجرین اور
 انصار کا مجموعہ عشرہ کے ساتھ میں بیان فرمایا اور انکی افعال و صفات کو
 شرح ذکر فرماتا ہے اگرچہ نص اولیہ اور تفسیر طبریہ سے کل صحابہ کا بہتر ہونا اور
 افضل تام است سے بالدوام رہنا اور آیت ثانیہ اور حدیث باقریہ سے مہاجرین
 اور انصار اور ان کے مقلدین کبار کا قطعی جنتی اور یقینی بہشتی ہونا کا یلغی
 محقق اور جمیع الوجود متفق ہو چکا ہے لیکن ہم پر واسطے تسکین حضرت
 شیعہ اور اطمینان اثنا عشریہ کی تفسیر مجمع البیان سے اس آیت کی تفسیر مجتہد
 نقل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرات اسکی نسبت کیا جواب دیتے ہیں مفسر
 بصوت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں پر مہاجرین اور انصار کا
 تذکرہ فرمایا اور انکی ثنا و صفت بیان کی پس اللہ تعالیٰ کے اس قول والذین
 امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ کا یہ مطلب ہے کہ انہوں نے
 تدبیر کی اس کے رسول کی اور ہجرت کی اپنے گھروں سے یعنی مکہ سے
 مدینہ کو اور جہاد کیا خدا کے دین کی ترقی کے لئے اور الذین اووا و نصروا
 یعنی یہ معنی ہیں کہ جگہ دی مہاجرین کو اور مدد کی رسول کی اور اولئک

هم المؤمنون حقا یہ مقصود ہے کہ وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اس واسطے
 کہ انہوں نے اپنے ایمان کو ہجرت کر کے اور مدد دیکے ثابت کر دیا عبارت اُن کی یہ
 ثم عاد سبحانه الی ذکر المهاجرین والانصار و مدحهم والثناء
 علیهم فقال والذی امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ ای صلا
 اللہ ورسولہ وهاجروا من ديارهم واطاعوا نهم یعنی من مکة الی
 المدينة وجاهدوا مع ذلك فی اعلاء دین اللہ والذین اوادوا وناصروا
 ای ضموا هم الیہم وناصروا النبی اولئک هم المؤمنون حقا ای
 اولئک الذین حققوا ایمانہم بالہجرة والنصرة صاحب تفسیر مجمع البیان
 بیان کرتے ہیں کہ مهاجرین اُن لوگوں کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے مکہ کو رسول اللہ
 کی معیت میں چھوڑ دیا اور مدینہ کو اپنا وطن بنالیا اور خدا کے دین کی ترقی کے
 واسطے جہاد کیا اور انصار اُن بزرگوں کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے مهاجرین کو
 اپنے گروہ میں جگہ دی اور رسول اللہ کے دین کی مدد کی اور ان دونوں
 گروہوں نے اپنے ایمان کو ہجرت اور نصرت سے ثابت کر دیا۔ دیکھئے۔ اس
 آیت اور اسکی تفسیر سے مهاجرین اور انصار کا مؤمنین یا اللہ اور
 مجاہدین فی سبیل اللہ کا علاء دین اللہ ہونا باحسن وجہ ثابت ہو گیا
 اور خلفائے راشدین کا موافق حدیث باقری کے مهاجرین محمد و حنین میں شامل
 ہونا اور اخیر تک افضل امت رہنا اور خاتمہ کا ایمان اور اسلام پر واقع ہونا
 بالکل وجہ ظاہر ہو گیا اب ہم بالتخصیص مفسرین شیعہ سے خلفائے راشدین کا
 مهاجرین سے ہونا نقل کرتے ہیں خلاصۃ المنہج کا شانی میں لکھا ہے روز بہ روز
 ہفتاد تن اسیر شدند و از جملہ ایشان عباس و عقیل بودند حضرت دربار ایشان
 با اصحاب مشاورہ کرد ابو بکر کہ از مهاجرین بود گفت یا رسول اللہ اکابر و اصحاب

این قوم اقارب و غایب تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت نذر بد بد باشد کہ
 زودی بدولت اسلام برسد اس عبارت تفسیر کاشانی سے رسول اللہ کا اپنے اصحاب
 خصوصاً خلفائے راشدین سے مشورہ کرنا اور پھر ان کا مہاجرین سے ہونا اور اہل مدینہ
 میں معدود ہونا بخوبی معلوم ہوا اب جناب والا فرمادین کہ جب مہاجرین کو اللہ تعالیٰ
 جابجا قطعی جنتی فرمادے اور ان کے واسطے مغفرت مقرر کرے تو کیا وہ لوگ کسی وقت
 میں خدا کے حکم کو رد کر سکتے ہیں اور اللہ کے دین سے منحرف ہو سکتے ہیں پس جبکہ ان
 بزرگوں کا قائل علی دین اللہ ہونا آیات قرآنی اور احادیث امیہ اور تفاسیر شیعہ سے
 قائم ہو گیا تو پھر جناب ترضوی نے کیونکر متعہ کے حرام فرمادینے میں تنقیہ کر لیا اور ان بزرگوں
 نے کس طرح خدا کے حکم کو رد کر دیا اس آیت کو ہمیں پرچھوڑنا ہوں اور چوتھی آیت شروع کرنا ہوں

چوتھی آیت

پچھیسواں پارہ سورہ فتحنا

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في
 قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا ومغانم كثيرة
 ياخذونها وكان الله عزيزا حكيما

یعنی تحقیق اللہ راضی ہو گیا مومنین سے جب ہاتھ ملانے لگے تھے سے اس درخت کے نیچے
 پس جان لیا جو کچھ ان کے دلیں تھا پھر اوتارا اور پھر چہین اور آرام اور انعام میں دی
 ان کو فتح نزدیک حضرات اہل تشیع عموماً اور جناب مخاطب خصوصاً ارشاد کریں اور
 مسکن فرمادین کہ کیا لفظ لقد رضى الله عن المؤمنين میں راضی ہو جانا خدا کا اور ان
 مومنین کے ہونے درخت کے نیچے سوال کہ ہاتھ پریمت کی تھی نہیں جانا جاتا اور کیا ان مومنین کی صحبت
 ان سوال اللہ صلعم کر درخت کے اذیبا یعونک تحت الشجرة میں نہیں پایا جاتا اور

کیا اونہیں مومنین کی صفائی طلب فعلہ مافی قلوبہم سے نہیں سمجھتا
 اور کیا اونہیں مومنین پر رحمت اور طمانیت خدا تعالیٰ فانزل السکینۃ علیہ
 سے نہیں سمجھتی جاتی کیا اونہیں مومنین کی تقدیر میں فتح قریب و اثابہم فتح
 سے نہیں ظاہر ہوتی پہر اب فرمائیے وہ مومنین کون تھے کہ جن سے حق سبحانہ تعالیٰ
 راضی و خوش ہو گیا وہ بیعت کرنے والے کون بزرگ تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ
 ہاتھ سے ہاتھ ملا دیا وہ کون نفوس قدسیہ تھے کہ جنکے قلوب کی صفائی کو عالم انبیاء
 نے اپنے علم سے جانچ لیا وہ کون مقدسین اور ابرار تھے جنکے اوپر غفور مہربان
 نے اپنی رحمت اور طمانیت کو اتار دیا وہ کون مستحقین انعام پروردگار تھے جنکے
 پروردگار عالم نے وعدہ فتح کا کر لیا اگر صحابہ کرام سے خوش نہیں ہوا تو ماضی
 ماضی اور اسکا فاعل کیا ہوا اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو ضمیمہ بیعتوں
 کہاں گئے اگر انہوں نے رسول اللہ کا ہاتھ نہیں پکڑ لیا تو کاف خطاب کا کہہ گیا
 اگر انکے دلوں میں نفاق اور نقصان تھا تو فعلہ مافی قلوبہم میں کس کا
 تھا اگر اوپر خدا کی رحمت اور طمانیت نازل نہیں ہوئی تو ضمیر عظیم کیا ہوئی اگر ان
 مشرکہ فتح نہیں دیا تو فتح حق تعالیٰ کے ساتھ کس سے حکم ہوا جناب مخاطب فرما دیں
 انکے اقوام ارشاد کریں اگر صحابہ کبار مراد نہیں ہیں تو کون بزرگوار ہیں کہ ان
 کی جاتی ہے کن کی یہ توصیف فرمائی جاتی ہے کن لوگوں کی مدح میں یہ آیت اور
 گئی ہے کن کے وصف میں یہ نص نازل کی گئی آپ کچھ پیچ و ملین نہ لائیں اپنے
 اور محدثین کی کتابوں میں کشف الغمہ اور تفسیر کا شافی کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیں وہ
 راہ پر چلتے ہیں اور کن بزرگوں پر اس آیت کریمہ کو منطبق کرتے ہیں ہم اس
 حدیث کشف الغمہ کو اس کے ترجمہ سے بعینہ نقل کرتے ہیں۔ از جابر ابن عبد اللہ
 روایت است کہ ما دران روز ہزار و چار صد کس بودیم دران روز من از

پیغمبر خدا صلعم شنیدم کہ آن حضرت خطاب بجانمزان نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل و
 عیالید و ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکث نمود مگر قید ابن قیس
 کہ آن منافق بیعت خود را شکست حضرت مخاطب خیال فراوین کہ صاحب کشف الغمہ
 حضرت بالین تحت الشجرہ کا شمار چودہ سو کا کرتے ہیں اور اون بزرگوں کا بہترین
 روئے زمین ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں اور نہ فقط
 اس قدر بلکہ صراحتہ لکھتے ہیں کہ کسی نے اوس بیعت سے انحراف نہیں کیا اور نہ کسی نے
 اوس کو شکست کیا البتہ قید ابن قیس نے اوس کو توڑ دیا کہ وہ نفس الامر میں منافق
 تھا دیکھئے کہ صاحب کشف الغمہ نے آیت لقد مرضی اللہ عن المؤمنین کو کمر
 کھیل کے ساتھ صحابہ کرام پر منطبق کیا اور کیسا اون کا بہترین روئے زمین ہونا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اونکی استقامت کو بیعت پر مادام الحیات بیان کیا
 اور قید ابن قیس منافق کو اون سے خارج کیا اسی روایت کشف الغمہ سے صاحب
 تقلیب الکالیہ کا کلمہ عظیم اور مکرر سقیم صاف کمال گیا اور اون پر کلیۃ منقلب ہو گیا وہ
 لکھتے ہیں کہ بالین تحت الشجرہ سے حضرت شیخین وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 و عنہم نے بیعت کو توڑ دیا اور اپنے آپ کو بوجہ نکث بیعت الرضوان سے خارج
 کر دیا چنانچہ عبارت اونکی یہ ہے کہ اما بودن ابو بکر و عمر در اہل بیت رضوان
 پس فایدہ بحال شان نیمہ ساند زیرا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ میفرماید ان الذین یمیان علی
 این کلام معجز نظام دلالت میکند برین کہ بعضے اہل بیت رضوان نکث بیعت خواہند
 کرد چنانچہ از ابو بکر و عمر و دیگران بطور رسیدہ اب اس عبارت تقلیب کو کہ بعضے اہل
 بیت رضوان نکث بیعت خواہند کرد چنانچہ از ابو بکر و عمر و دیگران بطور رسیدہ
 اوس عبارت ترجمہ کشف الغمہ سے کہ کسے از اہل بیعت نکث نمود مگر قید ابن قیس
 کہ آن منافق بیعت خود را شکست ملائیے اور دیکھئے کہ صاحب تقلیب کا قول روایت

کشف الغمہ سے ہوٹا ہے یا سچا صحیح ہے یا غلط اب کہاں ہیں صاحب تقلیب المکارم
 اور انکے اولیا اور کہہ رہے ہیں انکے متبعین حضرات امامیہ لکھنا و لکھنے اس قدر تو
 پہچنے اور اتنا تو دریافت کیجئے کہ اب بھی صاحب تقلیب کے قول پر اڑے رہیں گے
 یا کس طرح اور کیا پچھا چورنگے سچ فرمایا اللہ جل جلالہ نے وسیع علم الذین ظلموا
 اے منقلب یتقلبون یعنی قریب ہے کہ جان لیوینگے وہ لوگ کہ کس طرح پر اور کتنا ظلم کر
 کیا ہے اور انہوں نے لوثتا ہے اور پر ملا زمان سامی کے سامنے ایک امر اور عرض کر کے
 دیتے ہیں کہ گو آپ صاحب مصائب النواصب کو مقدمہ متعدد دور یہ میں غیر معتد
 ٹھہرا چکے ہیں اور انکو اسوجہ سے پایہ اجتہاد سے گرا چکے ہیں مگر ہر مذہب کا پاس
 آہی جاتا ہے اور ہم مشربی کا لحاظ پڑ ہی جاتا ہے شاید آپ انکے قدم پر قدم رکھیں
 لگین اور انکی تقلید کر کے یہ فرمانے لگین کہ بیعت صحابہ کرام کی ضرور ہوئی حجت
 خدا کی بیشک اور نیز نازل ہوئی رضا مندی اور نئے خدا کی سچی جانچ اللہ تعالیٰ کی حکمت
 مگر انہوں نے اور افعال قبیحہ وقوع میں آگئے اور خلافت غصب کر گئے اسلئے منضوب خدا
 ہو گئے جیسا کہ مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ مدلول آیت عند تحقیق رضائے حق
 است از ان فعل خاص کہ بیعت است و کسے منکر این نیست کہ بعضے از افعال حسنہ خیرہ
 از ایشان واقع است سخن درین است کہ بعضے افعال قبیحہ از ایشان بوجہ و آدم
 کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت جناب والا اگر قول شہید ثالث کا
 سچا ٹھہرے تو قطع نظر اسکے کہ رضا مندی خدا طاعت میں رکھی رہیگی اور بیعت رسول
 علیحدہ پڑی رہیگی خدا کی جانچ جو ٹی ہو جائیگی اور طمانیت اسکی بیکار جائیگی نہایت
 شیعہ جو ٹے ٹہرتے ہیں تفسیر کاشانی کو ملاحظہ کیجئے کاشانی نے خلاصۃ المنہج میں
 بارہ سورہ فتحنا آیت کریمہ و من یطع اللہ و رسوله یرید خلوہ جنات
 تجری من تحتھا الا نہار کے تحت میں لکھا ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول از

متوجہ کہ شد در حدیبیہ رسید و ناقدہ از رفتن بایستاد آن حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ
 عثمان را نزد ابوسفیان و اشتراف قریش فرستاد چون نزدیک کہ رسید ابان ابن
 سعد باد ملاقات نمود و از اسب خود فرو درآمد و عثمان را سوار کردہ خود در عقب او
 بکہ رفتند و عثمان پیغام مذکورہ بایشان رسانید ایشان گفتند کہ ما محمد را نگذریم
 کہ در کہہ در آید اگر تو خواہی طواف کن و باز گرد او گفت کہ پیش از رسول صلعم طواف
 نکنم چون خواست باز گرد دمانع شدند و دید را محبوس کردند آوازہ قتل او در
 حدیبیہ شایع شد حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ اصحاب را زیر درخت سمرہ جمع کردہ بایشان
 تجدید بیعت کرد کہ با قریش قتال کنند و از حرب روگردان نشوند شہید شوند یا فتن
 نمایند ہمہ باین وجہ بیعت کردند مگر ابن قیس و ایشان بقول اصح یک ہزار و پانصد
 و بست و پنج نفر بودند حضرت صلعم فرمود کہ شما بہترین اہل زمینید از جا بر موی
 است فرمودید و زخ فروید یک کس از مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند و این بیعت
 را بیعت الرضوان نام نہادند بحجت آنکہ حق تعالی در حق ایشان فرمود عن المؤمنین
 اذ یأییعونک تحت الشجرۃ خلاصہ یہ کہ صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج فرماتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب مقام حدیبیہ میں پہونچے اور اونٹنی کٹری ہو رہی آپ
 نے حضرت عثمان کو اشتراف قریش کے پاس بھیجا وہ لوگ حضرت رسول اللہ صلعم
 کے آنے سے مانع ہوئے مگر حضرت عثمان کو اجازت دی کہ تم کعبۃ اللہ کا طواف کر لو آپ
 نے فرمایا کہ میں ہرگز کعبہ کا طواف بغیر رسول خدا کے نہ کروں گاہر حضرت عثمان نے لوٹنے
 کا قصد کیا کفار نے اونکو محبوس کر لیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس نہ آنے و یا اتفاقاً
 حدیبیہ میں آپ کے قتل کی خبر مشہور ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سمرہ
 کے نیچے کل اصحاب موجودہ سے بیعت قتال پر لی سب کی مگر قید نے تحلف بیعت سے
 کیا اور وقت اصح قول پر پندرہ سو پچیس صحابی تھے آپ نے سب اصحاب سے محفل

ہو کر فرمایا کہ تم بہترین اہل زمین ہو اور یہ بھی فرمایا کہ بن لوگوں نے اس درخت کے
 نیچے بیعت کی اور میں سے کوئی تنفس و وزخ میں نہ جاوے گا اور اس بیعت کو بیت الرضا
 کہتے ہیں اس واسطے کہ ان لوگوں کے حق میں فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین
 اذ یبايعونک تحت الشجرة اس عبارت تفسیر کا شافی سے چند فائدہ حاصل
 ہوئے اول یہ کہ حضرت عثمان کو کس درجہ ادب رسول خدا کا ملحوظ خاطر تھا کہ طوان کعبہ
 باوجود اصرار قریش بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کیا دوسرے یہ کہ جمیع صحابہ کرام نے
 یہ تکلف برضا کے قلب بیعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نثار کرنے پر اختیار کر لیا
 صرف قید ابن قیس نے کہ وہ موافق ترجمہ کشف الغمہ کے نفس الامر میں منافق تھا مخفی
 کیا تیسرے یہ کہ بالعمین تحت شجرہ کہ جنکا تخمینہ پندرہ سو پچیس کل بوتلے بہترین اہل
 زمین تھے چوتھے یہ کہ وہ سب یقینی ہستی تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی نسبت
 فرمادیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہ جاوے گا بہر حال جبکہ صحابہ کرام بالبیعت
 شجرہ خصوصاً خلفائے عظام کا کثرت بیعت نہ کرنا بلکہ انکا قطعی جنتی ہونا بخوبی محقق
 ہو گیا تو قول قاضی نور اللہ شوشتری صاحب مجالس المؤمنین کا کہ بعض افعال نبویہ
 از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت حضرت لغور
 یہودہ ہو گیا الغرض سبکو ما نحن فیہ میں اس رد و تردید سے بحث نہیں مقصود
 یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید و قرآن مجید سے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کا
 قطعی جنتی ہونا پایا جاتا ہے ویسا ہی کتب شیعہ سے بھی سمجھا جاتا ہے وہو المقصود
 اب ہم جناب مخاطب سے پوچھتے ہیں کہ جب آیت کہتم خیر امۃ میں صحابہ
 رسول اللہ کا بہترین امت ہونا اور لوگوں کو نیک باتوں پر حکم کرنا اور آدمیوں کو
 بُری باتوں سے باز رکھنا اور خدا پر بالقلب ایمان رکھنا اور آیت والسا بقول
 الاولون من الہما جبرین والا نصاب میں جبرین اور انصار سے خدا پرست

کا راضی ہونا اور انکو حق سمجھانے سے رضا مند رہنا اور انکے واسطے جنتوں کا
 طیار کیا جانا اور انکا جنتوں میں ہمیشہ عیش و آرام کرنا اور آیتہ والذین آمنوا و
 ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ والذین اووا و نصروا میں مہاجرین
 اور انصار کا مومن ہونا اور انکے واسطے خدا تعالیٰ کا وعدہ مغفرت قطعی
 کرنا اور آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجرة -
 میں مبالغین تحت شجرہ سے خدا تعالیٰ کا خوش ہونا اور انکا رسول اللہ کے ہاتھ
 پر بیعت کرنا اور خدا تعالیٰ کا انکی صفائی قلوب کو معلوم کر لینا اور اوپر اللہ کی
 طمانیت نازل ہونا اور خدا تعالیٰ کا اولسے وعدہ فتح کر لینا کما ینبغی مشرح ہے اور
 تفسیر مجمع البیان شیعہ اور ترجمہ کشف الغمہ اور فصول اثنا عشری اور تفسیر کاشانی
 میں جمیع امور مذکورہ بالا بخوبی مصرح ہیں پس ایسے بزرگوں کی نسبت یہ اعتقاد
 خبیث رکھنا کہ وہ بدترین امت تھے بڑی باتوں کا حکم کرتے تھے اور نیک باتوں سے باز رکھتے
 تھے خدا پر ایمان فرماتے تھے خدا کے پسندیدہ سنتے خدا کو راضی کر نیوالے تھے جنتوں کے
 مستحق تھے خلود فی الجنة کے لائق تھے بیعت رسول اللہ کو توڑ دیتے تھے خدا کے
 علم میں عمدہ تھے رحمت اور طمانیت خدا کے قابل تھی اسوجہ سے حضرت علی اور
 ابنادین چمپاتے تھے اپنا مذہب مخفی کرتے تھے اپنا مشرب پوشیدہ رکھتے تھے ضروریات
 دنیا میں انکے خوف سے خلاف خدا و رسول کے کدیا کرتے تھے امور مشروعہ میں مخالف
 رسول کے موافق خلفا کے فرما دیا کرتے تھے اپنے دین کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اپنے مذہب
 کا رخط علی الاعلان نہیں کہہ سکتے تھے اپنے مسلک کو کملہ لوگوں کو تلقین نہیں کر سکتے تھے
 یہی وجہ ہے کہ متعہ کے حرام ہونیکو لوگوں سے موافق خلیفہ ثانی کے ازراہ تقیہ کے کدیا
 کرتے تھے بلکہ بعض اوقات میں متعہ کے حلال کہنے والوں کو بظاہر زبرد تو بیخ کرتے تھے اور
 حیا ش فرمانے لگتے تھے خلفا کے سامنے نہ خدا کا پاس کرتے تھے نہ رسولی کا لحاظ رکھتے تھے

ہر وقت او نہیں سے ڈرتے رہتے تھے اور ہر ساعت او نہیں کا دباؤ مانتے تھے کتنا
 بڑا کفر صریح اور کیسا ارتداد قبیح ہے اب آپکو ہشام ابن الحکم اور ہشام ابن سالم اور
 ہشامی اور جو الیقینی اور صاحب الطاق خدا کے کہو کل اور جسم حقیقی بتانیو لون کے عقیدہ
 کی قسم ہے اور زرارہ ایہ کے لعنت کئے گئے کی ایمان کی قسم ہے اور ابو بصیر امام جعفر
 صادق کو دنیا پرست جانیوالے کے فہم کی قسم ہے اور سر حوب کے آنکھوں کی قسم ہے
 جس طرح ہم نے صحابہ رسول رب العالمین خصوصاً خلفائے راشدین کا بہترین امت
 امرین بالمعروف و ناہین عن المنکر اور مؤمنین باللہ اور مرضیہ
 اللہ اور راضیین عن اللہ اور خالداً لدین فی الجنة اور یاعین تحت شجرۃ
 آیات کلام الہی سے صراحتہ ثابت کیا ہے اسطرح آپ ہی معاذ اللہ کا کافر اور
 مرتد اور مغلط فی النار اور ناکشیں بیعت اور آمر بالمنکر اور ناہی عن المعروف اور مغضوب
 عن اللہ اور منافق باللہ ہونا صرف دو ایک آیتوں قرآن سے ثابت کیجئے ورنہ
 برائے خدا اپنے منہ کو ان بزرگوں کی بدگوئی سے بند کیجئے اور اپنی عاقبت کو خراب نہ ہونے
 دیجئے وما صلینا الا البلاغ اب جناب مخاطب اپنے امام اعظم کے جواب میں کہ یہ تو
 حرمت متعہ کی وارد ہوئی ہے مقام تقیہ میں غور تو کریں آیا کوئی عاقل ایسی بات منہ سے
 نکال سکتا ہے اور جناب مرتضوی کی روایت کو کہ حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت
 گدھون اہلی اور نکاح متعہ کا محمول اونکے خوٹ اور خشیت پر کر کے او کو جوڑا سمجھ سکتا
 ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم او کو موضوع اور دروغ جانتے ہیں ملازمان والا
 آپکو اور آپکے امام اعظم کو ایسا کہہ دینا بجا و سزا ہے کسی مسلمان ایماندار کو تو نماز یا کھانا
 اب ہم کلام الہی سے قطع نظر کرتے ہیں حدیث کلینی اور نص جعفری کو کہتے ہیں۔

حدیث کلینی و نص جعفری

عليه السلام من يجتهد في الجهاد من لا يجتهد في الجهاد عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن
 بكير ابن صالح عن انفسهم من يزيد عن ابي عمر الزبير عن ابي عبد الله
 قال قلت لجزني عن الدعاء الى الله والجهاد في سبيله اهو يقوم ولا يحل
 الا بهم ولا يقوم الا من كان منهم امر هو مباح بكل من وحد الله عز وجل
 وامن رسول الله صلى الله عليه واله ومن كان كذا فله ان يدعو الى
 الله عز وجل والى طاعة وان يجاهد في سبيله فقال ذلك لا يحل
 لهم الا هم ولا يقوم بذلك الا من كان منهم قلب من اولئك قال من
 قام بشرائط الله عز وجل في القتال والجهاد على المجاهدين فهو المأذون
 له في الدعاء الى الله عز وجل ومن لم يكن قائما بشرائط الله في الجهاد على
 المجاهدين فليس يماذون له في الجهاد ولا الدعاء الى الله حتى يحكم الله
 في نفسه ما اخذ الله عليه من الشرائط الجهاد قلت فيهن بي يرحمك الله
 قال ان الله تبارك وتعالى اخبرني كتابه الدعاء اليه وصف الدعاء اليه
 فجعل ذلك لهم درجات لعرف بعضهم ويستدل بعضهم على بعض فاجر
 انه تبارك وتعالى اول من دعى الى نفسه فدعى الى طاعته وتبارع امره
 فبدأ بنفسه فقال - والله يدعوا الى دار السلام ويهدي من يشاء الى صراط
 المستقيم بقري برسوله فقال ادع الى سبيل بربك بالحكمة والموعظة
 الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن يعني بالقران ولم يكن داعيا الى الله
 عز وجل من خالف امر الله ويدعوا اليه بغير ما امرني كتابه والذين امر
 لا يدعوا اليه وقال في نبيه صلى الله عليه واله وانك لتهدى الى صراط
 مستقيم لقول يدعوا ثم ثلث بالدعاء اليه بكتابه ايضا فقال ان هذا
 القران يهدي للتي هي اقوم اي يدعو اي بشر المؤمنين ثم ذكر من اذن

في الدعاء بعده وبعد رسوله في كتابه فقال ولتكن امة يدعون الى
 الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون
 ثم اجر عن هذه الامة ومن بنى وافها من ذرية ابراهيم ومن ذرية
 اسماعيل من مكان الحرم ممن لم يعبد واعز الله قط الذين وجبت
 لهم الدعوة دعوة ابراهيم واسماعيل من اهل المسجد الذين اجر
 عنهم في كتابه انهم اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهير الذين وصفوا
 هم قبل هذا في صفته امة ابراهيم الذين عناهم الله تبارك وتعالى
 في قوله ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن ابتغى يعني اول من ابتغى على
 الايمان به والتصديق له وبما جاء به من عند الله عز وجل من الامة
 التي لقت فيها ومنها واليه قبل الحق ممن لم يشرك بالله قط ولم يشك
 ايمانه بظلم وهو الشرك ثم ذكر اتباع نبيه صلى الله عليه وآله وسلم
 واتباع هذه الامة التي وصفها في بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر
 جعلها داعية اليه وان له في الدعاء اليه فقال يا ايها النبي حسبك
 الله ومن اتبعك من المؤمنين ثم وصف اتباع نبيه من المؤمنين
 فقال عز وجل محمد رسول الله الذين معه اشداء على الكفار
 رحماء بينهم ترهبهم ركعا يسجدون فضلا من الله ورضوانا
 سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم
 في الانجيل وقال يوم لا يخزي الله النبي والذين امنوا معه نورهم
 يسعى بين ايديهم وبأيمانهم يقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا
 انك على كل شئ قدير يعني اوليك المؤمنين فقال قد افلم المؤمنون
 ثم اجلاهم وصفهم كيلا يطعم في اللهاق بهؤلاء من كان منهم فقال

فيما حلاهم ووصفهم الذين هم في صلاتهم خاشعون والذين هم
 عن اللغو معرضون - الى قوله تعالى اولئك هم الوارثون الذين يرثون
 الفردوس هم فيها خالدون ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع في
 اللحاق بهم الا من كان منهم فقال فيما حلا تهم به ووصفهم وقال
 في وصفهم وحليتهم ايضاً الذين لا يدعون مع الله الهاً اخر ثم
 اجزائه اشترى من هؤلاء المؤمنين ومن كان على مثل صفتهم
 انفسهم واموالهم بان لهم الجنة فيقاتلون في سبيل الله فيقتلون
 ويقتلون وعداً عليه حقا في الثورية والا بنجيل والقران ثم ذكر
 بما هم له بعهد ومبايعته فقال ومن اوفى بعهد من الله و
 استبشروا ببيعكم الذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم
 فلما نزل هذه الاية ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم
 بان لهم الجنة قام رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي
 الله امرت بك الرجل ياخذ فيقاتل حتى يقتل الا انه يقترب من هذه
 المحارم شهيد هو فانزل الله عز وجل التائبون العابدون الحامدون
 السائحون الراكعون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر
 والحافظون لحدود الله وبشر المؤمنين ففسر النبي صلى الله عليه
 وسلم المجاهد من المؤمنين الذين هذه صفتهم وحليتهم
 بالشهادة والحجة وقال التائبون من الذنوب العابدون الذين
 لا يعبدون الا الله ولا يشركون به شيئاً الحامدون الذين يحمدون
 الله على كل حال في الشدة والرخاء السائحون وهم الصائمون
 الراكعون الساجدون الذين يوظفون على الصلوة الخمس

المحافظون لها والمحافظون عليها بركوعها وسجودها وفي الخشوع
 فيها وفي اوقاتها الامرون بالمعروف بعد ذلك والعاملون به و
 يباهون عن المنكر ولتتهون عنه قال فبشر من قتل وهو قائم
 بهذه الشروط بالشهادة والجنة ثم اجزيتا برك وتعالى انه لم يامر
 بالقتال الا اصحاب هذه الشروط فقال عز وجل اذن للذين يقاتلون
 بانهم ظلموا وان الله على نصرهم بقدير الذين اخرجوا من ديارهم
 بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله وذلك ان جميع ما بين السماء
 والارض لله عز وجل ورسوله ولا تبعاه من المؤمنين من اهل
 هذه الصفة فيما كان من الدنيا في ايدي المشركين والكفار
 والظلمة والعجائز من اهل الخلافت لرسول الله صلعم والمولى
 عن طاعتها مما كان في ايديهم ظلموا فيه المؤمنين من اهل هذه
 الصفا رت وغلبوهم عليه ما افاء الله على رسوله فهو حقهم لقاء
 الله عليهم ردة اليهم وانما معنى الغنى كلما صار الى المشركين
 ثم رجع مما قد كان عليه اوقيه فما رجع الى مكانه من قول او
 فعل فقد فاء مثل قول الله عز وجل فان فاء فان الله غفور رحيم
 اي رجعوا ثم قال وان عرض الطلاق فان الله سميع عليم وقال
 ان طأفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت
 احدهما على الاخرى فقاتلوا التي تبتغي حتى تفي الى امر الله اي رجع
 فان فاء ت اي رجعت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله
 يحب المقسطين يعني بقوله نفى ترجع فذلك الدليل على ان الف
 كل راجع الى مكان قد كان عليه اوقيه ويقال للشمس اذا زالت قد

فأتى الشمس حين تفي الفى عند رجوع الشمس الى زوالها وكذلك
 ما افاء الله على المؤمنين من الكفار فانما هي حقوق المؤمنين
 رجعت اليهم بعد ظلمهم اياهم فذلك قوله اذن الذين
 يقاتلون بانهم ظلموا وما كان المؤمنون احق به منهم وانما اذن
 المؤمنين الذين قاموا بشرائط الايمان التي وصفناها وذلك انه
 لا يكون ما ذونا له في القتال حتى يكون مظلوما ولا يكون مظلوما
 حتى يكون مؤمنا ولا يكون مؤمنا حتى يكون فانما بشرائط الايمان
 التي شرط الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين فاذا تكاملت فيه
 شرائط الله عز وجل كان مؤمنا واذا كان مؤمنا كان مظلوما و
 اذا كان مظلوما كان ما ذونا في الجهاد بقوله عز وجل اذن الذين
 يقاتلون بانهم ظلموا او ان الله على نصرهم تقدير وان لم يكن
 مستكملا لبشرائط الايمان فهو ظالم ممن ينبغي ومحجب جهاد
 حتى يتوب وليس مثله ما ذونا في الجهاد والدعاء الى الله عز وجل
 لانه ليس من المؤمنين المظلومين الذين اذن لهم في القتال فلما
 نزلت هذه الآية اذن الذين يقاتلون بانهم ظلموا في المهاجرين
 الذين اخرجهم اهل مكة من ديارهم واموالهم اهل لهم جهادهم
 بظلمهم اياهم واذن لهم في القتال فقلت فهذه الآية نزلت في
 المهاجرين بظلم مشركي اهل مكة لهم فما بالهم في قتال كسرى
 وقيصرو من دونهم من مشركي قبائل الغرب فقال لو كان ايما اذن
 لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة فقط لم يكن لهم في قتال جموع
 كسرى وقيصرو وغير اهل مكة من قبائل العرب سبيل لان الذين

ظلموهم غيرهم وانما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة
 باخراجهم ما هم من ديارهم واموالهم بغير حق ولو كانت الآية
 انما غيب المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الآية مرتفعة
 الغرض عن بعد هم اذ المريق من الظالمين والمظلومين احد وكان
 فرضاً مرفوعاً عن الناس بعد هم اذ المريق من الظالمين والمظلومين
 احد وليس كما ظنت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من حيثين
 ظلمهم اهل مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقاتلوهم بان
 الله تعالى لهم في ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم
 من قبائل العرب والعجم بما كان في ايديهم مما كان المؤمنون
 احق بهم منهم فقد قاتلوهم باذن الله عز وجل لهم في ذلك و
 بحجة هذه الآية تقابل مؤمنوا كل زمان وانما اذن الله عز وجل
 للمؤمنين الذين قاتلوا بما وصف الله عز وجل من الشرائط التي شرها
 الله على المؤمنين في الايمان والجهاد ومن كان قائماً بتلك الشرائط
 فهو مؤمن وهو مظلوم وما ذون له في الجهاد بذلك المعنى ومن
 كان على خلاف ذلك فهو ظالم لهم وليس من المظلومين وليس بما
 دون له في القتال ولا بالنهي عن المنكر والامر بالمعروف لانه ليس
 من اهل ذلك ولا ما ذون له في الدعاء الى الله عز وجل لانه ليس
 هديماً مثله وامر بدعائه ولا يكون مجامداً من قد امر المؤمنين
 بجهاد او خطر الجهاد عليه ومنعه منه ولا يكون واعياً الى الله
 عز وجل من امر بدعائه مثله الى التوبة والحق والامر بالمعروف
 والنهي عن المنكر ولا يامر بالمعروف من قد امر ان يعصيه ولا

عن المنكر من قد امر ان ينهى عنه فمن كانت قد تمت فيه شرائط
الله عز وجل التي وصف بها اهلها من اصحاب النبي صلى الله عليه
وسلم وهو مظلوم فهو مأذون في الجهاد كما اذن لهم لان حكم الله
عز وجل في الاولين والآخرين وفرائضه عليهم سواء الا من عليه
احاديث يكون والاولون والآخرون ايضا في منع الحوادث شركاء
والفرائض عليهم واحدة يسأل الآخرون من اداء الفرائض عما
يسأل عنه الاولون ومجا سبون عما به يجاسبون ومن لم يكن
على صفته من اذن له في الجهاد من المؤمنين وليس من اهل الجهاد
ليس يماذون له فيه حتى يقي بما شرط الله عز وجل عليه فاذا
تكملت فيه شرائط الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين
فهو من المأذونين لهم في الجهاد فليتق الله عز وجل عبدا ولا
تغير الا الى التي نهى الله عز وجل عنها من هذه الاحاديث الكاذبة
على الله التي مكذبها القرآن ونهواته منها ومن حملنا وروايتها
ولا تقدم على الله عز وجل لشبهة لا بقدر بها فانه ليس وراء المعترض
للقبل في سبيل الله منزلة يوفى الله من قبلها وهي غاية الاعمال
في عظم قدرها فليحكم امر النفسه ويسرها كتاب الله عز وجل
ويعرضها عليه فانه لا احد اعرف بالامراء من نفسه فان وجدها
تامة بما شر الله عليه في الجهاد فليقدم على الجهاد وان علم
تقصير فليصلحها ولتقمها على ما فرض الله عليها من الجهاد ثم
ليقدم بها وهي طاهرة ومطهرة من كل دنس بجول بينها وبين
جهادها بقول ابن ابي الجهاد وهو على خلاف ما وصفنا من شرائط

اللہ عزوجل علی المؤمنین والجماعہ دین لایجادوا ولكن بقول
 قد علمنا کما شرط اللہ عزوجل علی اهل الجہاد الذین بايعهم
 واشتری منهم انفسهم واموالهم بالجنان فیصلح امرًا ما علم
 من نفسه من یقصر عن ذلك ولیقرضها علی شرائط اللہ فان
 رای انه وفی بها وتکاملت فیہ فانه ممن اذن اللہ عزوجل
 فی الجہاد وان ابی لما یكون مجاہدا من الاصل ار علی المعاصی
 والمکارم ولا قد امر علی الجہاد بالخیط والعصی والقدر
 علی اللہ عزوجل بالجهل والروایات الکاذبة فلقد عمری جاء
 الاثر فی من فعل هذا الفعل ان اللہ عزوجل بنصر هذا الذین
 یا قوا امر لا خلاق لهم فلیتق اللہ عزوجل امر ویحذر ان یرکب
 منهم فقد بین لكم ولا عذر لکم بعد البیان فی الجهل ولا قوه
 الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیرہ

ماحصل حدیث کلینی و نص جعفری

راوی کتا ہے کہ پوچھامین نے امام صادق علیہ السلام سے کہ دعوت کرنا طرن خدا کے
 اور جہاد کرنا اللہ کی راہ میں مخصوص ہے کسی قوم کے ساتھ ہے یا مباح ہے ہر موعودہ
 کو فرمایا خاص ہے ساتھ ایک قوم کے اور قائم نہیں ہو سکتا ہے کوئی گروہ شخص کہ
 اوئیں سے ہو پوچھامین نے وہ کون قوم ہے فرمایا وہ لوگ کہ مستجمع شر و طغین کہ خدا
 نے انکو مجاہدین اور داعین الی اللہ کے مرتبہ پر مقرر فرمایا ہے اور جو شخص کہ خدا
 ان شرط سے ہو گا نہ اذن دیا گیا ہے دعوت الی اللہ میں نہ جہاد کفار میں نہ
 کیا میں نے کہ بیان فرمائیے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں مرتبہ اور درجہ

فرمائے ہیں اول اپنی دعوت کو اس طرح بیان فرمایا واللہ یدعوا الی دار السلام
 ویہدی من یشاء الی صراط مستقیم پر بیان فرمایا دعوت پیغمبر صلعم کو اس طرح
 سے ادعوا الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم
 بالتي هي احسن اور یہی فرمایا وانک لتہدی الی صراط مستقیم پر ہدایت
 قرآن مجید کو ارشاد فرمایا کہ ان هذا القرآن یہدی للتي هي اقوم پھر اس قوم
 کو بیان کیا کہ جو اذن دئے گئے ہیں بیچ دعوت کے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے ولتکن
 منکم امة یدعون الی الجید ویأمرون بالمعروف ویہتدون عن المنکر یعنی
 پابند ہوئے کہ ہووے تم میں سے ایک گروہ کہ بلا دین لوگوں کو ساتھ نیکی کے اور حکم کرین
 اچھی باتوں کا اور باز رکھیں بری باتوں سے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں پھر
 خبر دی اللہ تعالیٰ نے اس گروہ سے کہ یہ لوگ ذریت حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل
 علیہما السلام سکنتہ حرم سے ہیں کہ غیر خدا کو نہیں پوجا و انہوں نے کبھی اور مصداق
 آیت تطہیر کے ہو گئے ہیں اور مقصود اس آیت سے ہیں ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ
 اننا ومن تبعنی کہ بلاتا ہوں میں طرف خدا کے اوپر بنائی کے اور جو کہ پیروی کرے
 میری یعنی اول وہ شخص کہ جس نے تابعداری ایمان کی کی اور تصدیق کی اور شرک
 سے پرہیز کیا پھر اتباع پیغمبر اور اتباع اس گروہ موصوفہ کو نام لیکر فرمایا یا ایہا
 النبی حسبک اللہ ومن تبعک من المؤمنین اسے نبی کافی ہے تم کو خدا
 اور جس شخص نے پیروی کی تیرے مومنین سے پر بیان کیا اتباع پیغمبر صلعم کو مومنین
 سے پس فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم
 ترہم رکھا سجدت یبتغون فضلا من اللہ ورضوا ناسیما ہم فی وجوہہم
 من اثر السجود ذلک مثلہم فی التورۃ ومثلہم فی الانجیل یعنی محمد صلعم
 بیچے ہوئے خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ہمراہ ہیں ان کے سخت ہیں اور کافر و کافروں سے اور

مہربان ہیں آپس میں دیکھتے ہو تم او نکور کوع اور سجدہ کر نیوالے اور طلب کرتے ہیں
 فضل کو خدا سے اور خوشنودی کو اوس سے علامتیں اونکی اونکے چہروں پر
 سجدہ کرنے سے ظاہر ہیں یہ جو مذکور ہوا یہ صفت اونکی توریت میں لکھی ہے اور
 صفت اونکی انجیل میں ہے اور پھر فرمایا اللہ جل جلالہ نے یومکلا تجری اللہ
 البنی والذین امنوا معہ نور ہم بسعی بین اید یھم وبایما ینھم یقولون
 ربنا اتمم لنا نورنا اغفر لنا انک علی کل شیء قدیر یعنی فرمایا اللہ نے اونکی
 صفت میں کہ قیامت کے روز نہیں شرمندہ کریگا اللہ تعالیٰ پیغمبر صلعم کو اور نہیں
 رسوا کریگا اون لوگوں کو جو رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہیں اور ساتھ میں رسول
 صلعم کے نور اونکے چمکتے ہوئے آگے اونکے اور دائیں بائیں اونکے پھر فرمایا اللہ جل
 قد افلم المؤمنون الذین هم فی صلوٰتھم خاشعون والذین هم
 اللغو معرضون الی قولہ تعالیٰ اولئک هم الوارثون الذین یرثون
 الفردوس هم فیہا خالدون یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی صفت
 میں کہ تحقیق نفع پائی ایمان والوں نے پھر توصیف کی انکی تاکہ توقع انکے ساتھ ایمان
 کی بڑے گروہ شخص کہ جو اونکی سی صفت رکھتا ہو کہ اپنی نماز میں ڈرنے والے ہیں
 اور بیہودہ باتوں سے اعراض کر نیوالے ہیں یہاں تک کہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے کہ یہ گروہ وارث ہیں اور فردوس انکی میراث میں ہے اور ہمیشہ رہیں گے اوس میں
 پھر صفت کی اس گروہ کی الذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر یعنی نہیں بلاتے ہیں ہر
 خدا کے معبود دوسرے کو پھر خبر دی اللہ جل جلالہ نے اسی گروہ کی نسبت ان اللہ
 اشتہری من المؤمنین الفسھ واما الھم بان لھم الجنة یقاتلون فی
 سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حق فی التورۃ والانجیل
 والقراں یعنی خرید اللہ جل جلالہ نے اس گروہ کی جان اور مال کو ساتھ جنت کے

اور جہاد کرتے ہیں یہ لوگ اللہ کی راہ میں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں
 وعدہ ہو چکا اوسکے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں پھر فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ
 نے ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ فاستبشر وابدیعکم الذی با یعقوبہ وذلک
 هو الغفر العظیم یعنی فرمایا اللہ جل جلالہ نے کون سے زیادہ وفا کرنے والا
 عہد اپنے کو خدا تعالیٰ سے یعنی کوئی نہیں۔ پس شاد ہو تم کہ مول لیا تم نے جنت کو اور
 بیچ ڈالا اپنے آپ کو متابعت رسول اللہ صلعم میں اور یہ بیچ بزرگ ہے جسوقت کہ اترتی آتی
 ان اللہ اشتري ایک شخص اٹھا اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ جو شخص کہ ملواریا تہ
 میں لے اور قتل ہو جاوے آیا شہید ہوگا یا نہیں پس حق تعالیٰ نے نازل فرمایا اس
 آیت کو التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون
 الساجدون الامرون بالمعروف والنہون عن المنکر والکافطون
 لحدود اللہ ولبشر المؤمنین یعنی لایق شہادت اور جنت کے وہ لوگ ہیں
 کہ گناہوں سے توبہ کر نیوالے ہیں عبادت خدا ادا کرنے والے ہیں تنگی اور فراخی میں
 شکر کر نیوالے ہیں بے تعلق رہنے والے ہیں رکوع کر نیوالے ہیں سجدہ کر نیوالے ہیں
 ایک باتوں پر حکم کر نیوالے ہیں بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں اللہ کی حدوں
 کی حفاظت کر نیوالے ہیں ایسے شخص بشر شہادت اور جنت ہیں پھر خبر دی خدا
 عزوجل نے کہ حکم نہیں کیا ساتھ قتال کے مگر اون لوگوں کو جن میں یہ شرط پائی جاتی
 ہیں پس فرمایا اذن للذین یقاتلون بأنہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرہم
 لقدیر الذین اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان یقولوا ربنا اللہ
 یعنی حکم کیا گیا اون لوگوں کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ اوپر ظلم ہوا اور اللہ
 ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ وہ لوگ ہیں کہ کالے گئے ہیں گہروں اپنے سے کوئی
 تصور نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ کو اپنا رب کہتی ہیں کس واسطے کہ جو کچھ درمیان آسمان

وزمین کے ہے واسطے خدا و رسول اور مومنین کے ہے پس مشرکین اور کفار
 اور ظالمین اور فاجرین کہ صاحب ریاست بین ظلم کیا ہے انہوں نے اور پادشاه
 مومنین کے اور جو کچھ اونکے پاس ہے وہ سب حق اور مومنین کا ہے جو ہر
 آیت اذن کے ہیں باقی رہا یہ امر کہ فقط انہیں مومنین نے پروانگی جہاد کی
 پائی کہ جو موصوف بشرائط مذکور ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ پروانگی جہاد کی نہیں
 ہو سکتی مگر اس شخص کو کہ مظلوم ہو اور مظلوم نہیں ہوگا مگر مومن اور مومن نہیں
 ہوگا مگر وہ شخص کہ قائم ہے شرائط ایمان پر وہ شرطیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرار دی
 ہیں واسطے مجاہدین کے بعد ان شرطوں کے پائے جائیں مومن مظلوم جہاد کا اذن
 دیا جاتا ہے ورنہ ظالم ہے جبکہ آیت اذن بیچ مجاہدین کے اور تری حلال ہوا اور اگر
 جہاد کفار سے مادی کتاب ہے کہ پوچھا میں نے امام علیہ السلام سے کہ مجاہدین نے
 پروانگی قتال اہل مکہ کے پائی تھی پس ان لوگوں نے جہاد کسے اور قیصر اور دوسرے
 مشرکین پر کس واسطے کیا امام نے فرمایا کہ اگر فقط اہل مکہ کے لئے اذن ہوتا تو ہرگز کسی
 اور قیصر پر جہاد نہ کرتے کیونکہ یہ لوگ مجاہدین پر ظالم تھے بلکہ ظالمین اہل مکہ نے اور
 اگر فقط مراد مجاہدین ہی ہوتی تو حکم اس آیت کا تاخرین سے اوٹ نہ جاتا کہ واسطے
 کہ نہ ظالم رہا نہ مظلوم ایسا نہیں ہے جیسا کہ تو نے گمان کیا کیونکہ مجاہدین مظلوم
 ہیں دو طرف سے ایک اہل مکہ سے دوسرے کسریٰ اور قیصر سے اس واسطے کہ سلطنت
 اونکی حق مجاہدین کا تھا پس قتل کرنا مجاہدین کا کسریٰ اور قیصر کو ساتھ اذن خدا
 کے تھا اور اسی دلیل سے ہر وقت کے مسلمان جہاد کر سکتے ہیں لیکن اذن جہاد
 انہیں لوگوں کو ہے کہ مستجمع شرائط ہیں تاکہ ایمان اور مظلومی اور مظلومی حاصل
 ہو جاوے اور جو شخص کہ ایسا نہیں ہے ظالم ہے نہ مظلوم داعی ہے نہ مجاہد بلکہ
 مومنین کو حکم ہے کہ اسے ساتھ قتال کریں اور امر بالمعروف نہیں ہو سکتا ہے

تا وقتیکہ یہ نہ کہیں کہ ایسا کر اور نبی عن المنکر نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ باز نہ کہیں
 گناہ سے پس جو شخص کہ مستحب ایسی شرائط کا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے اون لوگوں کو
 جنہیں یہ شرائط پائی جاتی ہیں بیان کیا ہے کہ وہ لوگ اصحاب محمد صلعم کے ہیں وہ
 شخص مظلوم اور ماذون فی الجہاد ہے جیسا کہ اذن دیکھی تھی اللہ کی طرف سے
 اصحاب پیغمبر صلعم کے کس واسطے کہ حکم الہی بیچ اولین اور آخرین کے برابر ہے اور
 فرائض الہی ان لوگوں میں برابر جاری ہوتے ہیں اور بغیر اجتماع ان شروط کے
 ہرگز آدمی مانور جہاد نہیں ہو سکتا پس چاہئے آدمی کو اپنے نفس پر غرہ نہ کرے اور
 شروط کو ملاحظہ کرے اگر اپنے آپ کو مستحب شرائط پاوے اقدام جہاد پر کرے اور جس شخص
 میں یہ شروط مفقود ہیں یعنی اصرار کرتا ہے معاصی پر اگر وہ اقدام جہاد پر کرے گا
 بس البتہ مصداق اوس خبر اور اثر کا ہوگا کہ بالیقین اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اس
 دین کو ساتھ اون قوموں کے کہ بہرہ نہ کہیں حضرات شیعہ لحاظ کریں اور مجتہدین
 اثنا عشریہ خیال کریں کہ یہ حدیث صادقہ و نص جعفری اوس کتاب غیر مرتاب
 کی ہے کہ جو امام عصر کی نظر سے گزر چکی ہے جو اقدام اصول اربعہ قرار پا چکی ہے
 جسکے اعتماد و اعتبار پر متقدمین و متاخرین شیعہ کا اقرار ہے جسکا استناد و شہادت
 مذہب تشیع میں کالشمس فی نصف النهار ہے ہم اسکی تعریف کمان تک
 لکھ سکتے ہیں اور کس حد تک توصیف کر سکتے ہیں صرف اس مرتبہ کے جان لینا چاہئے
 اور اس درجہ کے سمجھ لینا چاہئے کہ اگر مذہب اثنا عشری حق ہے تو یہ کتاب کلینی
 ہی حق ہے چنانچہ مجتہد لکھنوی نے آئینہ حق نامین بعد نقل کرنے حدیث فضیلت علم
 و علماء دین کے لکھا ہے کہ در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و متدتر از ان کتابے
 نیست و اگر مذہب اثنا عشری حق است آن کتاب حق است از جناب صادق
 علیہ السلام منقول است انتہی یہ وہ حدیث ہے کہ جو امام ابو عبد اللہ جعفر صادق

علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہوئے یہ وہ حدیث ہے کہ مقتدائے شیعہ نے اپنی کتاب
 میں روایت کی ہے یہ وہ حدیث ہے کہ ہر فرقہ اور سکا مذہب شیعہ کو میٹتا ہے یہ وہ
 حدیث ہے کہ ہر فرقہ اور سکا مسلک اثنا عشریہ کو محو کرتا ہے اسی حدیث کی یہ صفت
 ہے کہ اصول و فروع مذہب تشیع کو بیخ و بن سے کاٹتی ہے اسی حدیث کی یہ روح
 ہے کہ خشک و تراکا بر شیعہ کو سوخت کرتی ہے اسی حدیث کی یہ توصیف ہے کہ حق
 اکبر اور مجاہدین کسری اور قیصر کے جنتی ہونے کی خبر دیتی ہے اسی حدیث کی یہ تفسیر
 ہے کہ خلفائے کرام کے استحقاق خلافت کو ظاہر کرتی ہے ہم متحیر ہیں کہ کیونکر اس کے
 تمام فوائد اس رسالہ مختصرہ میں کہہ سکتے ہیں ہم متحیر ہیں کہ کس طرح جمیع شواہد
 اس تحریر میں لاسکتے ہیں بہر حال مقتضائے ملاء یدہا کلہ لایترک کلہ
 چند فائدہ واسطے تنبیہ اہل تشیع کے لکھتے ہیں اور چند قاعدہ واسطے تائید اہل
 تسنن کے ذکر کرتے ہیں فائدہ اول یہ کہ اس نص امام جعفر صادق
 اور اس حدیث امام محسن ناطق علیہ السلام و علی ابائہ الکرام سے آیت معیت مہاجر
 اور خلفائے راشدین کے حقیقت اور مجاہدین کسری اور قیصر تبعین و مسلمین خلافت
 فاروق و صدیق اکبر پر بالکل وجوہ منطبق اور باحسن وجوہ مطابق ہو گئی یعنی
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت معیت محمد رسول اللہ والذین
 معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ترہم رکعاً سجداً یبتغون
 فضلا من اللہ ورجوا ناسیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک
 مثلہم فی التعزیر و مثلہم فی الانجیل کذرا عاخر جبر شطئہ
 فامرہ فاستغلظ فاستقر علی سوقہ یعجب الزمراء لیغیظ بہم الکفار
 وعلو عدل اللہ الذین امنوا وعلوا الصالحات منہم مغفرۃ واجر اعظیما
 یعنی محمد صلعم سب سے ہوئے خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ہمراہ ان کے ہیں سخت زیور کا زین کا

اور مہربان ہیں آپس میں ایک دوسرے پر دیکھتے ہو تم اور نکور کوع اور سجدہ کرنے والے
 اور طلب کرنے میں فضل اور خوشنودی کو خدا سے علامتیں اونکی اونکے چہروں سے
 ظاہر ہیں سجدہ کرنے سے یہ جو مذکور ہوا یہ صفت اونکی توریت میں لکھی ہے اور
 علامت و تشیل اونکی پیچ انجیل کے یہ ہے جیسا کہ بتی نے اوگمالا پنا پتا اور پراوسکی گھر
 مضبوط کی پر موٹا ہوا پر کڑا ہوا اپنے نال پر خوش لگتا ہے کہیتی والوں کو تاکہ
 جلا دین اور جسے جی کا فر و نکا وعدہ کیا اللہ نے اونین سے جو یقین لائے ہیں اور
 کئے ہیں بے کام معافی کی اور اجر عظیم کی مہاجرین نامور اور مجاہدین کسرے
 و قیصر کی شان میں نازل ہوئی ہے کیسی آیت کہ حسین مہاجرین اور مجاہدین
 کی رسول اللہ کے ساتھ میں معیت مذکور ہے کیسی آیت کہ حسین مہاجرین اکبر
 و مجاہدین کسری و قیصر کی کفار پر شدت و معیت مسطور ہے کیسی آیت کہ حسین
 مہاجرین کے تقویٰ اور عبادت کا بیان ہے کیسی آیت کہ حسین مجاہدین کے تہا
 رحمت خدا کا نشان ہے کیسی آیت کہ جو مہاجرین اور مجاہدین کسری و قیصر کی
 مقبولیت عبادت کو انجیل میں بیان کر رہی ہے کیسی آیت کہ جو مہاجرین اور
 مجاہدین کسری اور قیصر کی علامتوں مندرجہ توریت کو بتا رہی ہے پس مہاجرین
 و خلفائے راشدین اطہرا اور اونکے تابعین مسلمین مجاہدین کسری و قیصر جنکی
 نسبت حق تعالیٰ آیت معیت میں موافق فرمان امام صادق کے خبر دیتا ہے کہ
 یہ لوگ محمد صلعم کی معیت رکھتے ہیں یہ لوگ کفار پر تشدد نام کرتے ہیں یہ لوگ
 آپس میں ساتھ رافت و شفقت کے رہتے ہیں یہ لوگ عبادت خدا ساتھ خشوع کے
 را کرتے ہیں یہ لوگ خدا کی رضا مندی ساتھ خضوع کے ڈھونڈتے ہیں ان
 لوگوں کی مقبولیت عبادت کا ذکر انجیل میں موجود ہے ان بزرگوں کی علامتیں توریت
 میں مرقوم ہیں اگر العیاذ باللہ صنادیق آتش میں مقید کئے جاویں اور عذاب

جہنم میں معذب کئے جاوین جیسا کہ تابعین زرارہ اور مطہیین ابو نصیر اور تبیین
 مومن الطاق اور مقلدین اعمیٰ سرعوب گمان کرتے ہیں بلکہ یقیناً جاننے میں لازم
 آتا ہے کہ امام صادق صادق زہین بلکہ کاذب ہو جائیں ہذا خلف دیکھئے کہ جناب
 صادق علیہ السلام اُن لوگوں کی شان میں کہ جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ
 معیت کو اختیار کیا جنہوں نے خلافت خلفائے راشدین کو تسلیم کیا جنہوں نے شیخین
 کے حکم سے کسری و قیسر وغیرہ پر جوا د کیا جنہوں نے حضرت فاروق و صدیق کے
 ارشاد سے بلاد و اصمار کو فتح کیا جنہوں نے فاروق اعظم کے فرمانوں کو اطاعت
 و اکناف میں جاری کیا آیت محمد رسول اللہ و الذین معہ کو تلاوین
 او نکوداعی الی اللہ کے لقب سے لقب کریں او نکو ماذون من اللہ فرماوین او نہیں
 بزرگوں سے جناب مرتضوی تقیہ کریں او نہیں کے خوف سے متعہ کی حرمت کا اعلان
 جاری کریں او نہیں کے ڈر سے حرمت متعہ کی رسول اللہ پر تمت کریں جو آپا
 آپکے امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت علی خوں کے بارے اس جھوٹی روایت
 حر م رسول اللہ صلعم محو المحرم الاہلیہ و نکاح الممتعة کو نقل
 ہیں فایدہ ثانیہ دوسرے یہ کہ اس حدیث کلینی اور اس روایت کافی سے
 آیت معیت یوم لا یختری اللہ البنی و الذین امنوا معہ اُن بزرگوں کے
 حق میں کہ جنہوں نے نبی اللہ کی معیت میں اپنے وطنوں کو ترک کیا جنہوں نے رسول
 کی وفات میں غربت کو اختیار کیا جنہوں نے حبیب اللہ کی اعانت میں مال اور
 اولاد کو چھوڑ دیا اور اُن اکابر و نمکی شائنین کہ جنہوں نے خلافت خلفائے
 راشدین کا اقرار کیا جنہوں نے حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم کی بیعت کو اختیار
 کیا جنہوں نے نابین رسول اللہ حکم سے کسریٰ اور قیسر کے شہروں میں اللہ کے حکم کو
 باندھ کیا جنہوں نے احکام شرعیہ کو موافق بیان شیخین کے جاری کیا جنہوں نے

دینیہ کو مطابق فرمان فاروق کے تعلیم کیا باکمال تمام و تکمیل والا کلام مستقر ہوئی
 یعنی گنیمت اسرار مطلع الانوار جناب امام صادق علیہ التحیۃ والتنا فرماتے ہیں اور یوں ارشاد
 کرتے ہیں کہ آیت یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نور ہم لیسعی
 بین ایدہم و یا یمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا انک
 علی کل شئی قدیر یعنی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہیں شرمندہ کرے گا اپنے پیغمبر کو
 اور نہیں رسوا کرے گا رسول اللہ کے یار و نیکو جو اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور
 ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور انکے چمکتے ہوئے کتے ہیں وہ لوگ کہ اے رب ہمارے
 تمام کر ہمارے نور و نیکو اور بخش تو ہم کو تحقیق تو اوپر ہر شئی کے قادر ہے عاجزین و
 ستحقین خلافت راشدہ اور مجاہدین کسری و قیصر وغیرہ کی صفت اور مدح میں نازل
 کی گئی ہے سبحان اللہ کیسی آیت کہ حسین حق سبحانہ تعالیٰ صاف و صریح فرماتا ہے
 کہ روز قیامت کے میں اپنے نبی کو شرمندہ نہیں کروں گا کہ لو کہ ارشاد کرتا ہے کہ روز
 جزاکے میں انکے ساتھیوں کو رسوا نہیں کروں گا رسول خدا کی معیت میں یوم الحشر کو
 انہیں کے نور سے انکے آگے پیچھے روشنی کروں گا بنی الوریٰ کے ساتھ میں یوم الفتر
 کو انہیں کے نور کو انکے دائیں بائیں چمکادوں گا اللہ اکبر کیا شان اعلیٰ ہے مجاہدین
 و خلفاء راشدین کی اور کیا کیفیت اقصیٰ ہے کسری و قیصر کے مجاہدین کی کہ معیت
 دنیویہ اوں کو موافق آیت محمد رسول اللہ کے اسی دنیا میں حاصل تھی کہ کفار
 انکی جمعیت کو دیکھ کر غیظ میں آتے تھے اور غصہ میں جلتے تھے اور معیت اخرویہ مطہر
 آیت یوم لا یخزی اللہ النبی اس طرح ظاہر ہوگی کہ یوم البعث کو رسول اللہ
 کے ہمراہی میں ہوتے ہوئے انوار انکے حوالی میں چمکتے ہوئے کفار و سوقت نہایت
 اڑھائی کے سر بکریاں ہونگے ہر کانفر ہی تمنا کرے یا لیتنی کنت تواباً اللہم احشونا
 تحت تراب اقدام اجبائک و ارزقنا شفاعتہ نبیک و حبیبک

پس اگر مہاجرین مدد و حین اور مجاہدین موصوفین خلافت جناب مرتضوی کو غضب
 کرتے یا جناب سیدہ یزظم کرنے یا اہلبیت سے انحراف کرتے یا انکی امانت سے دست
 بردار ہوتے یہاں تک کہ جناب امیر انکی جبر سے دین خدا کو چھپاتے انکے ظلم سے حرمت
 کو حلال اور مہملات کو حرام فرماتے آپکے انکے عیب جو بڑی روایتیں مثل حرمت تعدیغیرہ
 کے نقل کرتے تو ضرور یہ بزرگ مذهب بعد اب جہنم کئے جاتے اور رسول اللہ کے دونوں
 معیتوں سے محروم رکھے جاتے وہو خلاف النص اب جناب مخاطب فرما دیں
 کہ ان بے خلافت جناب مرتضوی میں قصہ غدیر یہ اور کہ ہر بے حرمت متعہ میں
 جناب مرتضوی کا تقیہ برائے زرارہ اب بھی جو بڑی قصوں سے باز آئیے اور لغو تمسول
 سے ہاتھ اوٹھائیے فایده ثالثہ تیسرے یہ کہ امام مقرر فی الطاعت مجمع علیہ الامت
 فرمان واجب الایقان سے معلوم ہوا کہ جن اوصاف پر آیات شروع سورہ مومنون
 مازل کی گئی تھیں وہ صفات مہاجرین اور مجاہدین میں کما ینفی راسخ اور متکلم تھیں
 یعنی برہان حب نبوی جگر گوشہ جناب مرتضوی عارف عاشق امام جعفر صادق علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ صفات مقبولہ بارگاہ خداوندی خیر آیتہ کریمہ قد اقلہ المؤمنون
 الذینہم فی صلوٰتہم خاشعون والذینہم عن اللغو معرضون والذینہم
 للزکوٰۃ فاعلون والذینہم لفرجہم حافظون لا علی انہم واجہہا
 او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک
 فاولئک ہم العادون والذینہم لامانۃہم وعہدہم راعون والذینہم
 علی صلوٰتہم میحافظون اولئک ہم الوارثون الذین یرثون
 الفرص وہم فیہا خالدون تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے جو اپنی نماز
 میں خشوع کرنیوالے ہیں اور جو بری باتوں سے اعراض کرنیوالے ہیں اور جو زکوٰۃ
 دینے والے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں اگر اپنی عورتوں پر یا اپنے

باتون کے مال پر پس تحقیق اون پر نہیں ہے ملامت پر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سواے
 بس وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد سے خبردار ہیں اور
 جو اپنی نازوں پر حفاظت کرتے ہیں وہ لوگ میراث لینے والے ہیں اور حنت کے وارث
 ہونے والے ہیں اور وہی لوگ ہمیشہ اوس میں رہنے والے ہیں شامل ہے نفوس قسیہ
 مہاجرین اور کسری و قیصر کے مجاہدین میں تحقیق اور واقع تہیں سبحان اللہ کیسی تہ
 ہے جو اپنے اول میں مہاجرین و مجاہدین کی فلاح نامہ کو بیان کر رہی ہے اور اپنے آخر
 میں جنت کو اونکی میراث میں بتلا رہی ہے اپنے وسط میں انکے صفات کو فردا فردا
 ظاہر کر رہی ہے کہ ناز و نین یہ لوگ خشوع کرتے ہیں بری باتوں سے پرہیز کرتے ہیں
 زکاۃ کو ادا کرتے ہیں اپنی زوجہ یا مملوکہ سے مقاربت کرتے ہیں ان دونوں کے سوا
 سب کو حرام جانتے ہیں امانتوں میں دیانت رکھتے ہیں اپنے عہد کو کبھی نہیں توڑتے ہیں
 اپنی نازوں پر ہمیشہ محافظت کرتے ہیں بس ان اوصاف کے موصوفین جنت کے وارث
 ہیں فردوس کے مورث ہیں بہشت انکے ارث میں ہے خلد انکی میراث میں ہے پس اگر
 بعد وفات سید کائنات مہاجرین و مجاہدین کسری و قیصر کے جو مطابق ارشاد فیض
 بنیاد امام جعفر علیہ السلام کے مومنین کامل تھے ما ذونین من اللہ تے عجاہل
 فی سبیل اللہ تے متصف بصفات مندرجہ آیات سورہ مومنون تہی جنت کو
 ارث میں پائی ہوئی تہی جناب سیدہ پر معاذ اللہ من ذلک تمت زنا کر تے
 اور العیاذ باللہ جناب بضعتہ رسول کو زکوٰۃ کرتے اور نعوذ باللہ حضرت
 سیدۃ النساء کے حمل کو ساقط کر دیتے اور پیغمبر کے گھر کو جلا دیتے یا ان امور کو حق سمجھتے
 جیسا کہ مجلسی نے تذکرۃ الایمہ میں لکھا ہے کہ ہم حق چین حق دانستند انچہ شیعہ نسبت
 بابل بیت رسالت واقع ساختند و نسبت زنا استغفر اللہ بحضرت فاطمہ و ادن
 و دشنام و ادن و غضب و کدک و خلافت نمودن و کشتن و زدن آن مطہران و

سقط شدن محسن بن شامہ و آتش بنمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر الذیانیات تو کہیں
 امام علیہ السلام او کو موسیٰ کا مل نہ بتاتے او کو ماذون من اللہ نفراتے او کو
 جہاد فی سبیل اللہ سے نہ ملقب کرتے او نہیں صفات مندرجہ آیات مذکورہ
 کو محمول نفراتے و ہوا بطل قطعاً کما عرفت آقا جناب مخاطب سوچیں اگر
 سمجھیں کہ جب اللہ جل جلالہ ان بزرگوں کی فلاح کی خبر دیوے اور جنت کو ان کے ارث
 میں بتلاوے لغویاتوں سے ان کے اعراض کو بیان کرے ان کے استحکام اور دیانت
 کو وعدہ و امانت میں ظاہر کرے صلوٰۃ و زکوٰۃ پر ان کی حفاظت تاملہ اور اداے کاملہ
 کو ارشاد فرماوے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث سے تصدیق و
 تائید کامل ہووے تو کیا قیاس میں آسکتا ہے اور گمان و وہم پہنچ سکتا ہے کہ
 یہ بزرگ منہیات شرعیہ کو جاری کرتے تھے اور خدا کے حکم کو رد فرماتے تھے اور جناب
 مرتضوی اونسے تقیہ کرتے تھے جو آپ اور آپ کے امام اعظم نہایت طمطراق سے فرماتے
 ہیں کہ جناب مرتضوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ٹی روایت حرمت متعہ کو تقیہ نقل
 کرتے ہیں فایدہ را بعدہ چوتھے یہ کہ نص جعفری اور حدیث کلینی سے واضح اور شاہد
 ہوا کہ یہ جماعت موصوفہ مذکورہ آید کریمہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم
 الطریق برہان الحقیقت امام جعفر صادق علیہ السلام التحدیث ارشاد فرماتے ہیں اور
 یونان انما یرتے میں کہ آیت بشارت ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم
 واصحابہم بان لہم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون
 وعدا علیہ حقا فی التورۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعہدہ من اللہ
 فاستبشر وابیعکم الذی بایعکم بہ وذلك هو الفوز العظیم یعنی
 اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اوں کی جان اور مال اس قیمت پر کہ اوں کو بہشت ہے
 لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پہرہ کرتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہویکا اوں کے ذمہ ہے

چاقوریت و انجیل و قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو
 اس اپنے بیچ پر جو تم نے کی ہے اللہ سے اور یہی ہے بڑی ہمد و ملنے والی۔ اور بزرگوں
 کی شانیں کہ جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ میں ہجرت کی اور کسری و قیصر اور دیگر
 کفار و کئے خون میں تلوار ڈوبوئی نازل ہوئی ہے سبحان اللہ کیسی آیت کہ جمیع حق
 اجل و علا اور سبحانہ تعالیٰ صاف و صریح فرماتا ہے اور اس طرح تشریح کرتا ہے کہ مول
 لے لیا اللہ نے مہاجرین اور کسری و قیصر کے مجاہدین کی جان و مال کو اور دیدیا
 اسکے عوض میں روضہ رضوان کو پس خوش ہو تم اے مہاجرین مجاہدین اس بیچ
 رحمان پر اور محفوظ اور سرور ہو اس فوز عظیم الاحسان پر اللہ اللہ کیا رحم ہے مہاجر
 پر اور کیا کرم ہے مجاہدین پر کہ خدا تعالیٰ نے جان و مال کو ان کی ہول لے لیا اور اسکے
 عوض میں جنت میں داخل کر نیکا وعدہ کر لیا اور پھر اس عہد کو قرآن و تورات و انجیل
 سے منکھم کر دیا اور پھر اس بیچ پر بشارت اور خوشخبری کو سنادیا اور پھر اس معاملہ کو
 فوز عظیم فرمادیا سبحان اللہ بکرہ و برہمہ پس جبکہ مہاجرین مجاہدین کسری اور قیصر نے
 اپنی جان و مال کو بیچ ڈالا اور خدا تعالیٰ نے اسکو قبول کر کے انکے جنت میں داخل
 کر نیکا وعدہ صریح کر لیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس امر کو یہ ندا سے بلند
 فرمادیا کہ بیشبہ مہاجرین مجاہدین کسری و قیصر نے اپنے نفوس کو بیچا اور اسکے عوض
 میں جنت کو پایا پس اگر یہ حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین روز قیامت
 و معاذ اللہ بعض جنت کے جہنم میں داخل کئے جائیں یا دربدلے ثواب کے عذاب میں
 مبتلا کئے جائیں جیسا کہ طائفہ ہوائیہ کا اعتقاد ہے تو خدا تعالیٰ کے وعدہ میں تخلف
 صریح لازم آوے گا اور اسکی شان میں ظلم قبیح پایا جائیگا و ہو محال فایده
 خامسہ یا پنجمین یہ کہ حضرت امام صادق بحق ناطق علیہ السلام کی تصریح کرنے اور
 شریعت فرمانے سے روشن اور واضح ہوا کہ جو صفات اور اوصاف آیت کریمہ و نص عظیم

التائبون العابدون مین مذکور اور مسطور ہیں اور بزرگوں کی ذات میں
 کہ جنہوں نے ہجرت کو اختیار کیا اور کسری اور قیصر اور دوسرے قبائل کفار و مشرکین
 پر جہاد کیا شکن اور مستقر تھے یعنی بغینہ ہجرت کی تائید حضرت امام ابوہریرہ
 علیہ السلام و تجمیع یوں فرماتے ہیں اور اس طرح ارشاد کرتے ہیں کہ آیت کریمہ التائبون
 العابدون الساجدون الراکعون الساجدون الامرون بالعدل
 المناہون عن المنکر الحافظون لحدود اللہ و بشر المؤمنین
 توبہ کرنے والے گناہوں سے عبادت کرنے والے خدا کی اور شکر کرنے والے نیک اور فراموش
 مین اور روزہ رکھنے والے اور رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے اور حکم کرنے والے
 نیک باتوں کا اور باز رکھنے والے بُری باتوں سے اور حفاظت کرنے والے اللہ کے
 حدود پر اور خوشخبری دو تم مؤمنین کو۔ مین جن صفات کو اللہ تعالیٰ نے بیان
 فرمایا ہے اور جن اوصاف کو کہ ظاہر فرمایا ہے مہاجرین مجاہدین کسری و قیصر اور
 جمیع صفات کے جامع تھے اور ان کل اوصاف کے مستجمع تھے سبحان اللہ کیسے مجاہدین
 کہ جو ہر وقت خدا کے سامنے توبہ کرتے رہتے تھے کیسے مہاجرین کہ ہر ساعت خدا کی راہ
 مصروف رہتے تھے کیسے مجاہدین کہ ہر لحظہ خدا کے شکر میں مشغول رہتے تھے کیسے مہاجرین
 کہ ہمیشہ صائم رہتے کیسے مجاہدین کہ علی الدوام رکوع میں جھکے رہتے کیسے مہاجرین کہ
 آتش پر سجدہ میں پڑے رہتے کیسے مجاہدین کہ جو نیک باتوں کا حکم کرتے کیسے مہاجرین
 کہ جو بُری باتوں سے باز رکھتے کیسے مہاجرین مجاہدین کہ جو اللہ کی حدود سے کسی
 حالت میں تجاوز نہ کرتے کیسے مجاہدین و مہاجرین کہ جو ان امور کی مقبولیت پر خدا کی راہ
 کی جانب سے بکراہ و مراء بشارت و خوشخبری سے مشرف ہوتے پس اگر یہ بزرگ اللہ
 باللہ متصف صفات زمیرہ قرار دے جاوین اور موصوف با موزع مشر و مدثر
 جاوین جیسا کہ پیر وان شیخ حلی اور متبعین شیخ طوسی کہتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ

ہونا امام صادق علیہ السلام کا وہو بدیھی البطلان فایده سادہ
 چھتے یہ کہ فریقین اس امر کو جانتے ہیں اور طرفین اس بات کو مانتے ہیں کہ کسریٰ قیصر
 اور دوسرے قبائل کفار پر جہاد بعد وفات رسول خدا صلعم کے زمانہ خلافت راشدہ
 خصوصاً محمد بن یحییٰ بن واقع ہوا اور انہیں کے حکم سے یہ کل ملک مفتوح ہوا خاصہ
 جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک فارس کو فتح کیا اور سائب ہی کے لشکر نے
 عجمیوں کو ہلاک کیا اور انصار میں نیزہ اسلام کو نصب کیا اور خدا کے دین کو بشوکت و شہادت
 جاری کیا پس اے اہل ایمان اور اے اہل ایقان خیال کرو کہ یہ متبعین یعنی
 خلفائے راشدین اور ان کے تابعین یعنی معاصرین مجاہدین وہ لوگ تھے کہ جنکی نسبت
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انکو معیت رسول اللہ کی دارین میں حاصل
 تھی انکی شدت کفار پر کونین میں روشن تھی انکی عبادت کی قبولیت کتب مقدسہ اور
 صفحہ معظمہ سے ظاہر تھی انکے اعمال کی قبولیت قیامت میں ظاہر ہوگی انکی روشنی
 صحابیت حشر کے روز چمکے گی یہ لوگ خدا کی طرف سے فلاح پا چکے ہیں یہ لوگ حق
 سبحانہ کی جانب سے مشرب حیات ہو چکے ہیں ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ہاتھ اپنی جان
 و مال کو بیچ ڈالا ان لوگوں کو حق تعالیٰ نے بعض جان و مال کے جنت کو دے ڈالا
 یہ لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت ساتھ خشوع کے ادا کرتے تھے یہ لوگ رضا مندی خدا
 تعالیٰ کے ساتھ خضوع کے ڈھونڈ پتے تھے ان لوگوں نے جنت کو ارش میں لے لیا
 ان لوگوں نے اپنے عہد و پیمان کو مستحکم کر لیا تھا یہ لوگ تائب تھے یہ لوگ عابد
 تھے یہ لوگ راکع تھے یہ لوگ ساجد تھے یہ لوگ آمر بالمعروف تھے یہ لوگ
 ناہی عن المنکر تھے یہ لوگ حافظ الحدود اللہ تھے یہ لوگ مجاہد فی سبیل
 اللہ تھے ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوت الی اللہ کا اذن دیا گیا تھا ان لوگوں کو
 حق تعالیٰ کی جانب سے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم کیا گیا تھا ان لوگوں کو ایمان ساتھ

کمال کے حاصل تھا ان لوگوں میں اسلام ساتھ تکمیل کے موجود تھا یہ لوگ جامع صفات
 ایمان تھے یہ لوگ مستجمع شروط اذن دعوت و جہاد تھے پس ہم اب حضرات شیعہ سے
 استفسار کرتے ہیں اور کبارے اثنا عشریہ سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کو حدیث کلینی
 جنتی قرار دے رہے ہیں جن بزرگوں کو نص جعفری بہشتی بیان کر رہی ہے جن لوگوں کو امام
 ابو عبد اللہ مازون من اللہ کہہ رہے ہیں جن بزرگوں کو جگر گوشہ رسول اللہ داعی
 الی اللہ قرار دے رہے ہیں جن لوگوں کی شان میں امام جعفر صادق اور ان آیات کو کہ جن سے
 ان کا مقبول خدا اور محبوب کبریا ہونا ثابت ہے محمول فرماتے ہیں جن بزرگوں کی ذات
 کو امام حق ناطق اور صفات کے ساتھ کہ جن سے اعلیٰ و افضل اور عمدہ کوئی صفت امت
 رسول اللہ میں نہیں ہے موصوف بتلاتے ہیں آیا ان کو غاصب یا ظالم یا جابر یا مہتر
 یا منافق یا منحرف عن دین اللہ باراد حکم اللہ کہنا درست اور جائز ہے جیسا کہ طالیف
 ہوائیہ اور فرقہ وادہ یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام نے خلافت کو غصب کیا اہلبیت پر ظلم کیا
 جناب مرتضوی پر جبر کیا جناب سیدہ کے گھر کو جلا دیا اور انکی اعانت و مدد سے ہاتھ
 کو کینچ لیا سوائے دو چار صحابہ کے کل نے ارتداد کو اختیار کیا خدا کے حکم کو رد کیا امت
 شرعیہ کو ضلال کیا محلات شرعیہ کو حرام کیا الی آخر اللہ یانات والخرافات خلاصہ
 یہ کہ زمانہ خلافت راشدہ خلفاء راشدین میں بحکم خلفاء راشدین کے کسری و تبصر
 پر مہاجرین جہاد کرتے تھے اور جو حضرات کہ ایسے تھے وہ لایق دعوت جہاد کے تھے پس
 خلفائے کرام نبص امام لایق دعوت و قابل جہاد کے ہوئے اور لایق دعوت و جہاد منظور
 حدیث کلینی وہ شخص ہے کہ مستجمع شروط مذکورہ اور صفات مسطورہ کا ہو پس خلفاء
 اعظام مستجمع شروط اور جامع صفات تھے و ہوا المطلوب الحمد للہ کہ اس حدیث کلینی
 اور اس نص جعفری سے صحابہ رسول اکبر خصوصاً مہاجرین مجاہدین کسری و تبصر
 اسے اور افضل امت ہونا بدرجہ اتم ثابت ہوا اور خلفائے راشدین کی خلافت کا

ہونا بالکل مراتب متحقق ہوا اب جناب مخاطب فرما دین اور حضرت مجیب ارشاد
 کریں کہ جناب مرتضوی کو کیا ضرورت تھی ان بزرگوں سے تقیہ کر نیکی اور کیا حاجت
 تھی ان کا بر سے مذہب کے پوشیدہ رکھنے کی جو آپ اور آپ کے رئیس اعظم فرماتے ہیں کہ
 حضرت علی اس حدیث حرمت متعہ کو تقیہ روایت کرتے ہیں تکمیل جسوقت علماء
 اہل سنت حضرات اہل تشیع پر جمیع طرق فرار کو مسدود کر دیتے ہیں اور کل توجہ ہمارے
 ایک شیعہ کو مردود فرما دیتے ہیں اسوقت حضرت موافق مضمون الغریق
 يتعلق بكل حشیش ایوس محض ہو کر مطابق مفہوم کل شئی یرجع الی اصلہ
 دامن تقیہ پر ہاتھ مارتے ہیں عجب نہیں کہ ہمارے مخاطب لاثانی اور ان کے برادران
 ایمانی اس حدیث جعفری میں بھی وہی طریقہ اختیار فرما دین اور اسی دتیرہ پر
 قدم نازا وٹھا دین لیکن بجز اللہ کہ اس نص صادقی میں وہ طریقہ کلیتہ مدفع ہے
 اور اس حدیث جعفری میں وہ دتیرہ بالکل مدفع ہے کیونکہ کلینی سے ثابت ہے کہ
 کہ ایہ علیہم السلام کے واسطے جو صحیفہ خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے تھے ہر امام
 موافق اپنے صحیفہ کے عمل فرماتے تھے امام جعفر کے صحیفہ میں یہ حکم تھا کہ تو علی الاعلان
 اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور علی روس الاشہاد اپنے آبا و اجداد کے علوم کو ظاہر کرنا
 خبردار کسی سے خوف مت کرنا اور ہرگز تقیہ کوئی بات مت کہنا اللہ ہی پر بھروسہ کرنا
 اور اسی پر ہر وقت توکل کرنا کوئی تجھ کو ضرر نہ پہونچا سکے گا تو ہمیشہ خدا کی امان میں رہیگا
 عبارت اسکی یہ ہے حدث الناس وافصح ولا تخاف احدا الا الله واذشر
 علوم اهل بیتك وصدق ابائك الصالحين فانك في حوزة امان
 منہ اللہ کہ یہ حدیث تقیہ سے بھی محفوظ رہی اور تمام خس و خاشاک سے پاک ہوئی
 مستدرازی حضرات کی اس سے منقطع ہوئی اور زبان تاویلات علیہ سے بند
 ہوئی صحابہ کرام خصوصاً خلفائے عظام کی افضلیت من جمیع الوجوہ علی جمیع

الامتنہ متحقق ہوئی۔ پس حکمرانوں سے فراغت حاصل ہوئی یعنی جس حالت میں کریم کرام کا اعلیٰ و افضل ہونا آیات کلام الہی اور حدیث کلینی سے ثابت ہوا پس غاصب و جابر ہونا صحابہ رسول اللہ کا بالکل باطل ہوا اور یہی بنائے تقیہ کا امر اول تھا جس پر اہل تشیع کو بڑا شور و شغب تھا اب ہم امر ثانی کو دیکھتے ہیں یعنی منسوبیت جناب مرتضوی کی نسبت احادیث اہل تشیع میں جہاں تک گاہ کرتے ہیں کی طرح سے اور سکاہ و نہیں پاتے گو بعض مواقع پر بعض اہل تشیع اہلسنت سے مجبور ہو کر جناب مرتضوی کی مجبوری کو بکیر اپنا جواب بنائیکے واسطے ظاہر کرتے ہیں مگر عموماً محققین شیعہ جناب امیر کے غلبہ نام کو خلفائے عظام کے عہد میں یہ براہین ساطعہ اور حجج قاطعہ ثابت کرتے ہیں پس ہم اسکی نسبت یہ کہتے ہیں کہ بالفرض اگر صحابہ کرام اور خلفائے عظام کی افضلیت کو نہ تسلیم کیا جاوے اور آیات کلام الہی کو انکے عہد ہونیکے باب میں نہ سنا جاوے اور حدیث جعفری اور نص صادق کو انکے مقبول خدا اور محبوب کہہ یا ہونے میں نہ مانا جاوے بلکہ العیاذ باللہ موافق اصول اہل تشیع کے انکو غاصب اور نکو متردا و نکو ظالم اور نکو جابر قرار دیا جاوے تب بھی جناب مرتضوی اسد اللہ الغالب علی کل غالب الہی حالت میں نہتے کہ خلفائے ڈر کر صحابہ سے دب کر ضروریات دنیا اور مسائل فروعیہ میں تقیہ کیا کرتے اور معاذ اللہ اپنے زمانہ میں قرآن مجید کو جو رکین اعظم دین ہے بلکہ خلافت جلاوہیے اور چیکے بیٹھے رہتے خدا کے حکم کو رد کرنے دیتے اور دم نمارتی جناب سیدہ رسول اللہ پر تازیانہ لگنے دیتے اور خود نہایت جنبش نفرتاں بلکہ برعم اہل تشیع زندقہ و فتنہ جہان بہر کا انکے اقتدار میں تھا اسم اعظم انکے اختیار میں تھا سو کلین پر وہ حاکم تھے ملائکہ کے وہ ناظم تھے قوم باجوج انکے مطیع تھے قوم باجوج انکی متبع ابراہیم انکے تابع تھا ہوا انکی محکوم تھی خلقت کو وہ قاف جو اس مخلوقات ظاہری سے صد یا حصہ زیادہ تھی انکی ہنقا و نبیا علیہم السلام کو وہ زندہ فرماتے تھے درخت ان سے کلام کرتے تھے زمین کی

سیر کرتے تھے آسمان پر وہ عروج فرماتے تھے ذوالفقار میں اونکے وہ قدرت تھی کہ ایک
 لمحہ میں قوم ماد کو کہ جو نہایت قوی ہیکل تھی قتل کر ڈالا اور ایک ساعت میں تہ تیغ
 فرمادیا ہم اس مقام پر حدیث بساط کو نقل کرتے ہیں جسکو صاحب منہج تحقیق اور مولف
 معجزات مرقنوی عز و اللہ محمد شین ابن مالویہ صدوق قمی بطرق معتدہ حضرت سلمان
 فارسی اور مقداد اسود کندی وغیرہا سے روایت کرتے ہیں اور افضلیت امیر المومنین
 جناب مرقنوی کو جمیع انبیاء مرسلین پر اسی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اور عالم محقق
 فاضل ماوردی اور مدقق اردستانی بھی اسکے معتد اور مستند ہونیکا اقرار فرماتے ہیں ہم کتاب
 امامت اردستانی سے اسکو اس طرح پر نقل کرتے ہیں +

حدیث بساط

روایت میکند این مالویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشسته بودم نزد سید و مولائی
 خود امیر المومنین در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن الخطاب کرده بودند و در خدمت
 آنحضرت حسنین و محمد بن حنیفہ و محمد بن محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و
 مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذاشت امام حسن متوجہ پدر بزرگوار
 شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک و دود سلیمان بن داؤد را عجب سلطنت دادہ
 بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوحی اور رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت
 آن معبودیکہ داند خشک در زمین سبز میگردد و آن قادریکہ آدم را از خاک تیرہ
 آفریدہ قسم کہ انچہ پدر ترا دادہ هیچک از اولیا و اوصیاء ماضیہ ندادہ و بعد از من
 هیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد پس امام حسن و حضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین
 بنواہیم کہ شما از انچہ واجب عطیات بشما موهبت نمودہ بیشادہ کنیم و معاقتہ کنیم
 تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد سید اوصیاء علیہ السلام

فرمود که دنیا و دامت بخت چنان کنم که شما بنخواهید و چیزی از چیزها که حضرت عیسی
 اوست نموده بر شما ظاهر میازم پس برخاسته دو رکعت نماز کرد و کلمه چند بر زبان
 معجز بیان گذرانید که هیچک از حضار فهم آن نتوانست کرد از آنجا بمیان خانه آمد
 دست مبارک بجانب مغرب دراز کرد و بعد از لحظه دست را بر زیر آورد و برگرفت
 مبارکش پاچه ابروی دیدیم آنرا گدازشته بار دیگر دست دراز کرد و پاچه دیگر را
 دستش دیدیم سلمان گوید لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانك وصی
 نبی کریم من شك فیهك هلك ومن تصاك بك سلك سبیل البقا
 یعنی گواهی میدهم که خدایکے است و محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم برگزیده
 است و تو وصی و خلیفه برگزیده که هر که شک آورد در وصایت و خلافت تو هلاک
 شود و هر که بعروة الوثقی محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم که آن دو را
 چون دو تاییه بن شدند و در پهلوی یکدیگر قرار گرفتند چنانچه گوئی یک جوزه
 اند از آن هر یک بوسه مشک از فرید باغ اهل ایمان میرسید پس فرمود که برخیزند
 و برین بساط بنشینند همه برخاسته بر یک ابر نشستم و آنحضرت تنها بر یک ابر
 پس کلمه چند تحکم فرمود که هیچکس فهمید پس اشاره به ابر کرد که بجانب مغرب روانه شو
 در زیر آن دو ابر در آمد و ابر را با بستگی تمام برداشته بر هوا برد و مادرین وقت
 چون آنحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه زرد پوشیده و تاجی از یاقوت سرخ بر سر
 دارد و نعلین که بند آن از یاقوت آبدار بود دریا کرده و انگشتری از مروارید
 سفید براق که روشنی آن چشم را خیره میساخت در انگشت دارد و بر کمری از نور
 نشسته امام حسن علیه السلام آنحضرت گفتند که اے پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان
 و جبرئیل و میکائیل و طاعت می نمودند و شما را چه بسبب منقاد اند فرمود که یا ولدی
 انا وجه الله و انا عین الله و انا لسان الله و انا ولی الله و انا نور الله

الذی لا یطفی وانا باب الله یوتی وانا حجة الله علی عباده وانا کثر
الله فی ارضه وانا قسیم الجنة والنار وانا سد ذی القرنین وانا جعلنا

یعنی اے نور دیدہ من وجہ اللہ و عین اللہ و لسان اللہ و ولی اللہ منم و آن
وزیکہ فروغ نشیند منم و آن دریکہ ازان در سجدا تو ان رسید منم و حجت خدا بر خلق
منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کنندہ بہشت و دوزخ منم و سد یکہ ذوالقرنین
بسے منم و ذوق قرن را بر اے اسکندر قرار داده بودم کہ بآن مشہور شدہ بود میخوا
کہ خاتم سلیمان بتو نایم دست در بغل کردہ انگشتری بر آورد از طلائی احمر و نگینش
بود از یاقوت سرخ فرمود اے فرزند من این خاتم سلیمان است نامہاے با ست
کہ در و نقش کردہ اند سلمان گوید کہ تعجب حضار زیادہ شد بحدیکہ گویا اورانمی شنیدند
پس فرمود اینہا از مثل من عجب نیست بخدا سو گند کہ بنمایم امر و زبشا انجہ پیش ازین
شما ندیدہ باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست کہ سد ذوالقرنین را با
مالی پس آنحضرت باد را امر فرمود کہ مارا آن طرف کہ حسن میخواہد بہر و مقارن آن از
باد آوازے چون آواز رعد ہا رسیدہ و مارا برداشتہ ہوا برد و امیر المؤمنین علیہ السلام
بران کرشی نشستہ از پے مای آمد تا باد مارا بکوبہ بلند می رسانید و ریختہ عظیم بران
کوبہ بود خشک شدہ و برگہایش ریختہ یکے از ما گفت یا امیر المؤمنین این درخت را
چہ رسیدہ کہ اورا نقش ریختہ آنحضرت فرمود کہ از وہ پرسید تا حال خود بگوید امام
حسن پیشہ نمود و از درخت سوال کرد کہ مالک ایتما الشجرۃ یعنی چہ شدہ است
تر اے درخت کہ سبزی از تو رفتہ و برگت ریختہ جواب نہاد امیر المؤمنین فرمود
اجہم باذن اللہ ایتما الشجرۃ و اجہم بنجر اے درخت بفرمان الہی جواب ایشان
گو سلمان گوید بخدا قسم کہ درخت متکلم شد و گفت لبیک لبیک یا وصی رسول
اللہ و خلیفۃ من بعدہ حقاً و ظاہراً امام حسن کرد کہ ہر شب وقت سحر

بدت بنزد من می آمد و دو رکعت نماز گزارده به تسبیح و تقدیس حق تعالی مشغول شد
 و میرفت و آمد و گزشتش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر
 بشام میرسد و من از استنمام روح روح افزا سے آنحضرت و آن نور سر سبز و طراوت
 می بودم و اکنون چهار شب شده که تشریف از رانی نفوذ از مفارقت پدر نست که
 که عالم بدین مرتبه رسیده اگر از ایشان استمد عاکنی که لطف خود ازین مجور دور
 آمدن او مرا بحال خود باز می آورد پس شاه ولایت بنزد آن درخت رفته و دو رکعت
 نماز گزارده دست مبارک بر آن درخت مالیده سلمان گوید که بخدا قسم که از آن درخت
 که شتاق نه بر خاست فی الفور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت
 بر کرسی خود قرار گرفت و بار بار داشته بلند شد بعدی که دنیا تمامی در نظر ما سبزی
 مینود در هوا فرشته دیدیم سر او در زیر قرص آفتاب و پاهای در قعر محیط و کیدست
 در مشرق و یک در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم که این کیست فرمود بحکم خدا من
 او را درین موضع نصب کرده ام و تباریکی شب و روشنائی روز موکل ساخته و
 چنین خواهد بود تا روز قیامت پس با و ما را بنزد یا جوج برد و آنحضرت علیه السلام
 بر خطاب نمود که اهبطی تحت هذا الجبل یعنی اے ابر در زیر کوه فرود آ
 و آن کوه بلند ظلماتی گویا شب بود سیاه بوسه و د آنجا بشام میرسد یا جوج را دیدیم
 و از کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را سه صنف دیدیم که یک طول ایشان است
 گز و عرض ده گز و صنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز و صنفی یک گوش را همان
 و دیگر برادواج میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت عباس علیه السلام فرمود حاکم این
 جمع نام محصور نم و همه در حکم من اند پس به باد حر فی گفت با و ما را برداشت بکوه قاف
 رسانید کوه دیدیم چون یا قوت سرخ که محیط همه دنیا بود و فرشته بشکل آدم بر روی
 موکل چون آن فرشته را چشمم برافتاد گفت السلام علیک یا امیر المؤمنین

پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود که رخصت زیارت
 برادرت و مصاحبت میخوایی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن
 الرحیم گفته را ہی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول بهمان طریق موال
 و جواب واقع شده درخت گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من می آمد و پس
 از نماز و تسبیح و تقدیس بر آنچه سوار شده می رفت و من سبز و خرم بودم چهل روز
 است که فیض قدم از من گرفته و تنم گداخته و او را تم فرو رختی از مفارقت او دست
 و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر و کشید درخت گفت اشهد ان لا
 اله الا الله وان محمدا رسول الله و انك امير المؤمنين في الامة
 المباركة الطيبة وصي رسول رب العالمين من تصبى بك بنحو
 و من تخلف عنك هوى پس آن سبز و خرم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن
 ساعتی آمازم گرفته پرسیدیم که یا امیر المؤمنین آن فرشته که بارت فرمود که دیر روز
 برخیل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بران موکل است رخصت زیارت این فرشته
 طلبیده بود امروزی این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که مگر ملائکه همه
 باذن شما از محل مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدا که آسمان بار بار بے ستون
 آفریده که هیچ یک قدرت ندارد که بے رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر
 بے اذن من بقدر نفس حرکت نماید حضرت رب العزت بفرق غضب خود آنرا بسوزد
 و بعد از من فرزندان حسن و بعد از حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم ایشان
 قائم آل محمد است صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ یکی از ملائکه مقررین
 را حد نه باشد که یک نفس بے اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته که موکل تاف است
 پرسید فرمود برخائیل من گفتم یا امیر المؤمنین نه ما ویروز در خدمت شما بسر بردیم
 کدام وقت نزول اجلال در آن کوه شده بود فرمود چشم خود را پوشانید پوشانیدیم

امر بکشودن کرد کشودیم خود را در مملکت دیگر یافتیم گفتیم ان هذا الشی عجاب نزد
 ملک الموت در قبضه انتظار من است که شمار اطاقت اطلاع بران نیست و معذرا من
 بنده مخلوقم چون مخلوقات دیگر در اکل و شرب و خواب و کساح مانند دیگران با اگر اندک
 از آنچه من میدانم بپایند و لما فی شتاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اعظم
 حق تبارک و تعالی هفتاد و سه حرفست نزد آصف برخیا که تحت بلقیس را یک چشم زد و آن
 آورد و نزد سیمان یک حرف بود و نزد من هفتاد و دو حرف و یک حرف علم غیب است
 که مخصوص ذات اوست و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم شناخت
 هر که مرا شناخت و منکر شد هر که مرا منکر شد پس آن ابر را فرمود که مارا با غی رساند
 که در سبزی و خوشی بار و صبه بهشت برابر می نماید در اینجا جوانی را در میان دو قبر
 مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود برادر من صالح نبی است
 و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون جستم صالح بر صالح المومنین افتاد پیتا با نیز
 آمد و سینه بکینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه درآمد آنحضرت او را تسلی
 میداد پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از و پرسید امام حسن فرمود ایها السعید
 الصالح چه چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد
 و با هم نماز میکردیم و باعث نشاط و رغبت من بود در عبادت و امروز ده روز است
 که تشریف نیاورده چون او را دیدم طاقتم نماند گفتم یا امیر المومنین این عجب ترا
 ما بر روز صبح در خدمت شما بسر می بریم چگونه بے اطلاع ما اینجا آمده با حضرت صالح
 نماز میکنی فرمود که اگر خواهم سیلیمان را زیارت کنید گفتم یا امیر المومنین ما را آرزو
 نیست شاه ولایت برخاسته روانه شد در خد متشنج بستان می رسیدیم که کسی مانند
 آن نشنیده بودند آهائے جاری و مرغان خوش الحال و فوا که بسیار چون آن مرغ
 چشمه بر آنحضرت افتاد و در او را فریاد میکرد و پر میزد و ناله می کرد و در میان

بشت تنگ از فیروزه دیدیم جوانی بر و خوابیده و دستهای خود بر سینه نهاده و دو مار بالا سر
 و پایین پاهای او قرار گرفته چون ماران آنحضرت را دیدند در قدم از غلطیدند گفتیم یا امیر المومنین
 این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری را از انگشت خود بر آورده در انگشت او کرد و گفت
 قمر باذن الله الذی یحیی العظام و هی بر میخیز فی الحال سلیمان علیه السلام
 برخاست و گفت اشهد ان لا اله الا الله و احد لا شریک له و ان محمدا
 عبده و رسولہ ارسله بالهدی فی دین الحق لیظهره علی الدین کلہ
 ولو کراه المشرکون و اشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی
 الذی سالت الله بحجة و محبة اهل بیتہ ما اتانی الملائک یعنی گواهی میدهم
 که خدا من را ای پرستش بکسیت و او را شریکی نیست و بدرستی که محمد بنده اوست و فرستاده
 او و او را فرستاده بر بنمای و اظهار کردن دین حق و بر دین غیر دین او باطل باشد و
 دین او ناسخ دین ما باشد اگر چه مشرکان زمین معنی کراهیت داشته باشند و گواهی میدهم
 که تو وصی و جانشین رسول الله و توفی راه نماینده و راه یافته که بوسیله تو سوال کردم
 من از حق تعالی محبت تو و محبت اهل بیت تو و بمن حق تعالی آنچه داده از ملک و بادشاهی
 مثل آن هیچ یک از اولاد آدم نداده بود اگر محبت تو شفیع نمی ساختم آن سلطنت و بزرگوئی بمن
 عطا نمی فرمود پس زمانه آن سرور و زو سلیمان علیه السلام نشستند پاپوس آن پیغمبر شریف شکیبا
 پس سلیمان را وداع نموده برخاست و سلیمان بحال خود برگشت و ما پرسیدیم که یا امیر المومنین
 شمار اعلیٰ بانچه در پس کوه قاف است هست فرمود که خلاق عالم و موجد بنی آدم چهل عالم در
 عقب کوه قاف آفرید که هر عالمی چهل برابر دنیا باشد و علم من با و رای کوه همچو علم من است
 بحال این دنیا و آنچه درین دنیا است بعد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم نگردد از دهن آن
 عالمها منم و همچنین بعد از من اولاد من مانند شریعت نبوی و وارث علم مصطفوی خواهند
 بود تا روز قیامت و من داناتریم بر اینها که در آسمان است و راه پاک در زمین است

و ما یم اسم مکنون و اسم مخزون الهی و ما یم اسم حسنی که چون خدایا بن اسماء بخوانند و یا
 صاحب آن نامها که بر عرش و کرسی نشسته است و ما یم قسمت کننده بهشت و دوزخ و ازنا
 تعلیم گرفته اند لا اله الا الله سبح و تقدس و تمیل و تکبیر و توحید الهی و ما یم آن کلماتیکه چون
 آدم علیه السلام را تلقین نمود و توبه اش قبول شد و من میدانم این امور عجیبه و اسرار عجیبه
 ما بکرت اسم اعظم که اگر به برگ زیتون بآن حرفی بنویسند و کور آتش اندازند نسوزد
 و طر آتش میل به شرم دگی نکند و هر کجا است روشنی روز از نامهای نامی ماست و اسمی
 ما چون بر آسمان نقش کردند بے ستون استقامت یافت و زمین بآن منتقل گشته سطح
 شد و چون بر باد خواندند در حرکت آمد و بر برق نوشتند لعان شد و بر رعد رقم نمودند و غلظت
 شد و بر جهار اسرار فیل نقش کردند مشکلم بکلام سبح قدوس رب الملائکة والروح گردید و چون
 کلام معجزه نطاش باین مقام رسید فرمود چشمهای خود را پوشید پوشیدیم باز گفت
 بکشاید بکشایدیم و خود را در شهره دیدیم مثل بر بازارهای معمور و قصرهای رفیع و مشر
 در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یک که چون نخل پس فرمود که این گروه
 از بقیه قوم ما اند که هنوز در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایان برب ارباب
 و روز حساب ندارند و شهر ایشان از شهرهای مشرق بود من بامر خالق بی چون قلع و
 قمع اینها نموده باین مکان شان نقل نمودم تا شمارا در اینجا به بیفخه و شماران مطلع
 شنید و من داعیه دارم که باین گروه مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدا نیت خدا و
 رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم و ولایت خود دعوت نمود ایشان ابا نمودند
 و بسیار را بکشت و چون خوف مارا مشاهده نمودند زده آمدند دست مبارک را بر سینه
 الید خوف از مازیل شد بار دیگر با و از بلند ایشان را با سلام خواند ایمان نیاوردند
 برق و صاعقه ظاهر شد و چیزهای چند میخواند که مانع نمیدیم و مارا چنان مشاهده می شد
 که این برقی رعد و صاعقه از دهن آنحضرت بر می آمد و چندان صدا با بے هولناک

پیدا آمد کہ ما گفتم البتہ آسمان بر زمین آمدہ کہ وہیہا می از ہم فرو می یزد تا آنکہ یک متفسر
 از ایشان نمازد و چون از مجادلہ آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق بر طرف شد استماع
 نمودیم کہ یا امیر المؤمنین ما را بوطن باز رسان کہ زیادہ برین طاقت مشاہدہ این امور
 نداریم آن ابراہیم را طلبید بران سوار شدیم و آنحضرت مکلم بکلامی شد با و ما را بہو ابرودہ بجا
 رسانید کہ دنیا بقدر در سہی معائنہ میکردیم و بعد از لمحہ خود را در خانہ امیر المؤمنین دیدیم
 از ہمان مکان کہ مسافر شدہ بودیم و چون فرود آمدہ نشستیم با نگ موزن شنیدیم کہ
 اذان ظہری میگفت یا اول صبح بود از طلوع آفتاب لایہی شدہ بودیم کہ در پنج ساعت
 بیجاہ سالہ راہ را طی نمودیم و چون ما را تعجب دید فرمود بخدا نیکہ نفس من بہ یہ قدرت است
 کہ اگر خواہم شمارا در ظرفتہ العین در سہا آسمان با وزمین با گردانیم و بران قادرم و این
 قدرت عظیمہ باذن خالق البریہ و از برکت خیر الخلقہ یافتہ ام و منم و لے و وحی آنحضرت
 صلعم در مین حیات و در زمان رحلت و لیکن اکثر مردمان نمیدانند سلمان گفت لغزالہ
 من غضب حقک و خمدک و اعرض عنک ضاعف العذاب لک الیم

انہی بلفظہ - خلاصہ حدیث بساط

خلاصہ یہ کہ ابن مالویہ قمی اپنی سند سے حضرت سلمان فارسی سے یوں روایت کرتے ہیں
 کہ سلمان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے مولا اور سردار امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
 کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت عمر ابن خطاب کے ہاتھ پر لوگوں کی بیعت کا بازار گرم
 تھا میرے علاوہ خدمت مبارک امیر المؤمنین میں دونوں صاحبزادے یعنی حسنین علیہما السلام
 حاضر تھے اور محمد ابن حنیفہ اور محمد ابن ابی بکر عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود بھی موجود
 تھے باقی آپس میں ہورہی تھیں تذکرہ باہم دگر ہر قسم کے کئے جاتے تھے اتنے میں حضرت
 محمد بن علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین اور

اے امام المسلمین اللہ تعالیٰ نے سلیمان ابن داؤد کو عجیب سلطنت بخشی کچھ اوسمین سے
 خدا تعالیٰ نے اپنے وصی یعنی آپکو بھی عنایت کی حضرت شاہ سریر ولایت مسکرائے اور
 فرمایا قسم کہ تا ہوں میں اوس معبود کی کہ جو دانہ خشک کو زمین سے اگاتا ہے اور
 حلف کرتا ہوں اوس تا وہ مطلق کا کہ جس نے آدم کو خاک سے پیدا کیا ہے کہ جو سلطنت
 تیرے باپ کو دی ہے سلف میں نہ کسی وصی کو دی اور نہ کسی ولی کو عطا فرمائی اور
 نہ اب آئندہ کسی کو دیگا پس امام حسن اور انکے ساتھ حضار مجلس عرض کیا کہ یا حضرت
 ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے آپکو عطا فرمایا ہے اوسمین سے کچھ سبکو بھی دے دے
 تاکہ ایمان ہمارا زاید ہو اور علم و ایقان ہمارا قوی سید اوصیانے فرمایا کہ اچھا تمہیں
 کس قدر دے دے ہوں اور یہ کہ رکعت نماز فوراً ادا فرمائی اور بعد نماز کے کچھ کلمہ
 ایسے فرمائے کہ حضار مجلس کی سمجھ میں نہ آئے اور ہاتھ کو طرف مغرب کے بڑھایا ایک کلمہ
 کے بعد جو ہاتھ کو کہیں چاہو حاضرین نے آپکے ہاتھ پر ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اوسکو وہیں لٹکے
 پہ اپنے ہاتھ کو طرف چپم کے بڑھادیا کہ معاد و سرٹکڑا اشتاقین کو دکھا دیا حضرت سلمان
 اوسوقت پکار کر کہنے لگے کہ بیشک اللہ ایک ہے اور اوسکا رسول حق ہے اور بے شبہ
 تم اوسکے وصی ہو جو کوئی شک کر گیا تمہاری وصایت و خلافت میں ہلاک ہوگا اور جو تمہارا
 پیروی کر گیا نجات پاوے گا پھر وہ دونوں ابر پہیل گئے اپنے سب حاضرین سے فرمایا کہ
 اٹھو اور بیٹھ جاؤ اس بساط یعنی فرش پر سب لوگ ایک ابر پر بیٹھ گئے اور حضرت
 دوسرے ابر پر سوار ہو گئے اپنے پہر کچھ کلمہ فرمائے کہ کسی نے اونکو نہ سمجھا اور اشارہ ابر کو
 طرف مغرب کے کیا اوسوقت ہوا ابر کے نیچے آگئی اور باہر سنگی تمام ابر کو اٹھا کر پھانک پھینک
 لیچے اوسوقت جو ہم نے حضرت کو دیکھا تو آپ زرد جامہ پہنے ہوئے تھے اور ایک تاج
 یا قوت کا سر پر رکھے ہوئے تھے اور نعین مبارک کے بند بھی یا قوت کے بنے ہوئے تھے
 اور ایک انگوٹھی مرقاریہ کی بھی زیب دست مبارک کئے ہوئے تھے اور ایک کرسی نو بہر

تشریف فرمائے امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین سے عرض کیا کہ تمام مخلوقات بوجہ
انگڑی کے سلیمان علیہ السلام کے مسخر تھی اور آبی کی کسو جہ سے مطیع ہوئے اپنے فرمایا کہ آج
بیٹے میرے میں اللہ کا سونہ ہوں میں اللہ کی آنکھ ہوں میں اللہ کی زبان ہوں
میں اللہ کا دلی ہوں میں اللہ کا نور ہوں کہ نہیں سمجھا سکیگا کوئی مجھ کو میں اللہ کی
جگہ ہوں اوسکے بند و نین میں اللہ کا خزانہ ہوں اوسکی زمین میں میں بانٹنے والا
جنت اور درخ کا ہوں میں ذوالقرنین کی دیوار ہوں تھوہم سلیمان کی بھی انگڑی
دکھائی دیتی ہیں فوراً اپنے ہاتھ بغل میں کیا انگڑی سلیمان کو معاً دکھا دیا طلاے
سرخ کی تھی اور نگینہ یا قوت سرخ کا فرمایا اے بیٹے یہ انگڑی تھی سلیمان کی ہمارے
ہی نام سپر بھی منقوش ہیں سلمان فارسی کہتے ہیں کہ حاضرین اور زیادہ متعجب
ہوئے آپ نے فرمایا ابھی سے تم کیا تعجب کرتے ہو ہم آج تک وہ عجائبات دکھا دیں گے
کہ تم نے کبھی نہ دیکھے ہونگے حضرت امام حسن نے فرمایا بھلو دیوار ذوالقرنین کی دکھائیے
اپنے ہوا کو حکم کیا کہ اوسیطر کو چل معاً ہوا میں سے ایک آواز مشابہ رعد کے نکلی اور
ہوا اوسیطر کو لچلی یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہونچا یا اوسپر ایک درخت عظیم کھڑا ہوا
دیکھا اگر خشک ہو گیا تھا حضرت امام حسن نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس درخت
کو کیا ہو گیا اپنے فرمایا کہ اوس سے نہ پوچھ لو اپنے اوس درخت سے پوچھا کیا ہوا
تھکواے درخت جو خشک ہو گیا اوس نے کچھ جواب نہ دیا تب امیر المومنین نے فرمایا جو اب
کیون نہیں دیتا جواب دے حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اوس وقت درخت
بولنے لگا اور کہنے لگا حضرت امام حسن سے کہ تمہارے باپ ہر شب وقت سحر کے کرسی
نور پر بیٹھ کر ابر پر سوار ہو کر میرے پاس آیا کرتے ہیں اور دو رکعت نماز پڑھا کرتے
ہیں حضرت کی مصاحبت اور ابر کی خوشبو سے میں تروتازہ رہتا تھا چار شب سے
حضرت تشریف نہیں لائے اوس جدائی سے میرا یہ حال ہوا اور اس مفارقت سے میں

شک ہو گیا میری سفارش حضرت سے کر دو کہ مجھ کو مجبور نہ کریں امیر المومنین نے دو رکعت
 نماز اوس درخت کے نیچے پڑھی اور ہاتھ اپنا اوس پر پھیر دیا وہ اوس وقت سرسبز ہو گیا
 ہو گیا پہرہ کرسی نور پر بیٹھے اور وہاں سے چلے سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ہوا میں ایک فرشتہ
 دیکھا سراسر آفتاب کے قرص کے نیچے تھا اور پاؤں قعر محیط میں ایک ہاتھ اوسکا
 مشرق میں اور ایک مغرب میں امیر المومنین سے ہم نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا کہ میں نے
 اوسکو خدا کے حکم سے اسی مقام پر مقرر کیا ہے اور رات و دن کی تاریکی اور روشنی پر
 موکل ٹھہرایا ہے قیامت تک یہ ایسا ہی رہیگا پس مجھ کو یا جوج ماجوج کے پاس لے گئی
 حضرت امیر نے ابر سے فرمایا کہ ہکو اس پہاڑ کے نیچے اوتار وہ پہاڑ بہت تاریک تھا
 قوم یا جوج کی تین تین قسمیں تھیں بعض تو میں گز کے لانبے اور دس گز کے چوڑے تھے
 اور بعض سو گز کے لانبے اور ستر گز کے چوڑے اور بعض ایسے تھے کہ ایک کان اپنا اول
 تے بجائے کان کے اور ایک بچھاتے تھے بجائے تو شک کے حاضرین میں سے کسی نے
 پوچھا کہ حضرت انکا حاکم کون ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اس قوم بے شمار کا میں حاکم ہوں
 اور یہ سب میرے محکوم ہیں پہر اپنے کچھ کلمے ہوا سے فرما دیئے ہوا ہکو کوہ قاف کو لے گئی وہ
 پہاڑ یا قوت سرخ کا تھا اور تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا ایک فرشتہ بشکل آدمی کے
 اوس پر نکل تھا جس وقت اوس نے ہکو دیکھا حضرت کو سلام کیا اور رخصت چاہی اپنے
 اوسکو رخصت دی چلے یا پہر ایک درخت مثل درخت اول کے دیکھا اوس سے بھی
 یہی سوال و جواب واقع ہوئے درخت نے کہا کہ حضرت امیر ہر شب اول رات میں میرے
 پاس آکر نماز پڑھتے ہیں چالیس روز سے نہیں آئے اس واسطے سو کہہ گیا ہوں حضرت
 امام حسن نے حضرت امیر سے سفارش کی اپنے ہاتھ اپنا اوس پر پھیر دیا وہ درخت گواہی
 دینے لگا کہ اوسول و اوسکے بھائی کی اور سرسبز ہو گیا حاضرین میں سے کسی نے
 پوچھا کہ یا حضرت سب ملائکہ آپ کے حکم میں ہیں اپنے قسم کہا کر فرمایا کہ بے اذن میرے

کوئی فرشتہ اپنی جگہ حرکت نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو خدا تعالیٰ اپنے آتش غضب
 سے اسے جلا دے اور بعد میرے حسن کو اور اونکے بعد حسین کو اور اونکے بعد زو
 آدمیونکو میری اولاد سے کہ نوین اونکے قائم آل محمد ہونگے یہی حکومت ماحصل ہوگی
 لاکھ مقررین سے کوئی دم نہ مار سکیگا بے اونکے اذن کے کسی نے پوچھا کہ حضرت کو وہ
 جان کے موکل کا کیا نام ہے فرمایا کہ برخائیل پر اپنے حاضرین سے فرمایا کہ آنکسین
 بند کر دیجئے بند کر لیں فرمایا کہ لوہ و سب نے کہ لوہ میں تمام حاضرین نے اپنے آپکو
 ایک دوسرے ملک میں پایا اسوجہ سے اور زیادہ تعجب آیا اپنے فرمایا کہ ملک الموت
 میرے اختیار میں ہے باوصفا اسکے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور جو کچھ میں جانتا
 ہوں تو بڑا سا بھی تمکو سناؤں تو تمہارے دل سننے کی تاب نہ لاسکیں گے پر فرمایا
 اپنے کہ اسم اعظم کے تہتر حرف ہیں وزیر سلیمان علیہ السلام آصف برخیا کو ایک حرف معلوم
 تھا جسکی وجہ سے وہ تخت بلقیس کو اوڑا لایا تھا اور مجھکو شتر آورد و بہتر حرف معلوم
 ہیں البتہ ایک حرف علم غیب ہے کہ وہ مخصوص خدا کے ساتھ ہے پچانا مجھکو جسے پچانا
 اور منکر ہوا جو منکر ہوا وہاں سے پہرا برنے ایک باغ میں پہونچا یا کہ وہ مثل بہشت کے
 تھا او میں ایک جوان کو ہم نے دیکھا کہ دو قبروں کے درمیان میں بیٹھا تھا ہم نے
 عرض کیا کہ حضرت یہ کون شخص ہے اپنے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائی صالح نبی ہیں اور
 یہ دونوں قبریں انکے ابا کی ہیں حضرت صالح دیکھتے ہی حضرت علی کو بتایا
 دوڑے اور حضرت کے سینہ کے بوسہ لینے لگے اور ڈیک مار کر رونے لگے اور شکوہ
 و شکایت کرنے لگے آپ نے انکی تسکین کر دی ہم نے پوچھا کہ یا حضرت صالح کیوں
 رونے اپنے فرمایا او نہیں سے پوچھو حضرت امام حسن نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے
 انہوں نے کہا کہ تمہارے باپ ہر روز وقت صبح کے میرے پاس آکر میرے ساتھ
 ناز پڑھتے ہیں اسوجہ سے میں محفوظ اور سرور رہتا تھا آج دُش روز ہوئے کہ

آئے نہیں تھے ہم نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم روز وقت صبح کے آپکی خدمت میں
 جوتے ہیں آپ کیونکر بیان اگر حضرت صالح کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں آپنے فرمایا کہ سلیمان
 کو دیکھو گے ہم نے کہا ہماری بھی یہی آرزو تھی حضرت وہاں سے روانہ ہوئے ایک
 باغ میں پہنچے کہ کسی نے اس کے مثل ندیکھا ہوگا نام جانور اس کے حضرت کا طوان
 کرنے لگے درمیان بہشت کے ایک تخت فیروزہ پر ایک جوان سوراہتا اور دوسرا پ
 اس کے سر اور پیر کے پاس بیٹھے تھے دونوں سانپ حضرت کے قدموں پر لوٹنے لگے ہم
 پوچھا کہ حضرت یہ کون شخص ہے کہ جس کے سر ہانے اور پائیں دوسانپ ہیں آپ نے
 فرمایا یہ سلیمان ہیں آپنے انکو ٹھہرا اپنے ہاتھ سے اوتار کر اس کے ہاتھ میں پھادی
 اور فرمایا کہ اوٹھ تو اس کے حکم سے جو بوسیدہ پٹیوں کو جلاتا ہے فوراً سلیمان علیہ السلام
 اوٹھ بیٹھے اور گواہی خدا اور رسول و اس کے وصی کی دینے لگے اور کہنے لگے میں نے
 آپکے واسطے سے سلطنت پائی تھی اگر آپکا تو سل نہ ہوتا تو یہ سلطنت مجھکو کبھی نہ ملتی پھر
 حضرت سلیمان سے رخصت ہوئے اور وہ بدستور مردہ ہو گئے حاضرین نے عرض
 کیا کہ یا حضرت امیر کوہ قاف کے بعد کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ چالیس عالم ہیں ہر عالم
 مثل اس جہان کے ہے مجھے سب کا علم ہے اور بعد رسول خدا کے میں عوالم کا حاکم ہوں
 اور بعد میرے میری اولاد حافظ شریعت نبوی اور وارث علم صوفی ہوگی اور ہم آسمان
 کی بھی راہیں جانتے ہیں اور زمین کے راستے بھی پہچانتے ہیں اور ہم خدا کے اسرار
 حسنی ہیں اور ہم دوزخ و جنت کی تقسیم کرنے والے ہیں اور فرشتوں نے ہم ہی سے
 تسبیح و تہلیل سیکھی ہے آدم کے کلمات ہم ہی ہیں کہ جسے آدم کی توبہ مقبول ہوئی
 ہمارے ہی نام عرش پر لکھے ہیں ہمارے ہی ناموں کے سبب سے آسمان بے ستون
 کے قائم ہے زمین پر ہمارے نام منقوش ہیں ہم اسم اعظم کو جانتے ہیں ہمارے ہی
 نام عرش پر لکھے ہیں ہمارے نام جب ہوا پر لکھے گئے چلنے لگے اور برق بر پڑ ہی گئی

تو وہ چلنے لگی بعد پونقوش ہوئی تو وہ عاجزی کرنے لگی یہ حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں بند
کر بند کر لیں یہ کہا کہ اولد و کولیدین جئے دیکھا کہ ایک شہر عظیم الشان میں پہونچا پ
نے فرمایا کہ قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ اسی میں آباد ہیں ابھی تک کفر میں گرفتار ہیں میں
سب کا قلع و قمع کر دیتا البتہ یہ شہر رہ گیا ہے میں دعویٰ رکھتا ہوں کہ اس گروہ
سے اکیلا مقابلہ کر دے گا یہ کہا کہ آپ نے اون لوگوں پر خدا کی وحدانیت اور رسول کی
برالت اور اپنی ولایت کو پیش کیا اونہوں نے انکار محض کیا آپ نے ذوالفقار سے
اکثر کو قتل کر دیا یہ آپ نے جب جلوگوں کو خائف دیکھا ہمارے پاس چلے آئے اور سینوں
پر ہاتھ پیرا وہ خوف زایل ہو گیا یہ آپ نے قوم عاد کے لوگوں پر تازیانہ بلند اسلام کو پیش کیا
اونہوں نے پھر انکار محض کیا اس وقت آپ کے منہ سے صاعقہ و برق و رعد نکلنے لگے
اور سخت آواز میں ظاہر ہونے لگیں وہ لوگ اس صدمہ سے سب مر گئے جب آپ اون
لوگوں سے فارغ ہوئے تب ہم نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین ہو کو ہمارے وطن پہونچا کیجئے
اب ہم لوگوں میں طاقت کسی امر کے مشاہدہ کی نہیں ہے حضرت نے ابر کو بلوایا اور کچھ کلمہ
فرمائے کہ ہم نے سمجھے ہوا ہکا و اس مقام تک لیگتی کہ دنیا و بان سے ایک دہم کی مانند
معلوم ہوتی تھی بعد ایک لمحہ کے ہم وطن پہونچ گئے اس وقت سوزن نے ظہر کی اذان دی
نئی وقت طلوع آفتاب سے ہم نے سفر کیا تا ظہر کے وقت آگئے اتنی دیر میں پچاس ہزار
کی راہ طر کی حضرت نے جب ہکو متعجب دیکھا فرمایا میں ہکو پلاک مارنے میں تمام زمین و
آسمان کو دکھا سکتا ہوں یہ قدرت خدا نے مجھ کو بخشی ہے میں ولی و وصی ہوں
رسول کا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں سلمان نے کہا کہ اللہ لعنت کرے اس شخص پر
جس نے تمہارے حق کو غصب کیا فقط

اسے گروہ شیعہ اور اسے فرقہ امامیہ دیکھا اس حدیث بباط کو اور خیال کرو جناب مرقہ
کے اقتدا اور اختیار کو کہ ہر شے آپ کی حکوم ہر چیز آپ کو معلوم تمام مخلوقات کے آپ حافظ ہیں

بندگان خدا کے آپ را غلط ملائکہ آپ کے قبضہ قدرت میں موحطین آپ کی ملکیت میں بہشت
 کے جانور آپ کا طواف کرین حضرت سلیمان کے سانپ آپ کے قدموں پر لوٹیں زمین و آسمان
 کی ایک ساعت میں آپ سیر کرین ابرو ہوا بغیر آپ کے حکم کے حرکت نہ کریں فرشتہ آپ کے بلا
 ہنیش نہ کریں درختوں کو آپ سرسبز کریں مردوں کو آپ زندہ فرماویں انبیاء آپ کے
 رمی ہو نیکیا اقرار کریں نباتات آپ کے ولی ہو نیکیا اظہار کریں تینوں قسمیں یا جوج
 و با جوج کی آپ کے ہوا خواہ چالیسوں عالم کوہ قاف کے آپ کے خیر خواہ فرشتہ روشنی و
 تاریکی کا آپ کا تابعدار ہو کل کوہ قاف کا آپ کا فرمانبردار رہے آپ کے دہن میں کرط کے
 برق آپ کے منہ سے چمکے ذوالفقار آپ کے کفار کو ایک دم میں تباہ کرے صاعقہ آپ کا
 فجار کو ایک لمحہ میں خاک سیاہ کرے الغرض ہر طرح سے قدرت آپ کو حاصل تھی اور
 ہر نوع سے قدرت آپ کی کامل تھی پھر صحابہ کرام سے تقیہ کر نیکی آپ کو کیا ضرورت تھی اور
 خلفائے عظام سے مذہب چھپانی کی کیا حاجت تھی جو آپ اور آپ کے امام اعظم فرماتے
 ہیں کہ حضرت علی ستیہ کے حرام ہو نیکیو تقیہ کہتے ہیں گو کہ اس حدیث بساط میں جناب
 مخاطب اور ان کے ہم مشرب کی تبکیت اور اسکا تکیو واسطے بہت فوائد ظاہر ہوتے ہیں
 مگر ہم نظر اختصار چند امور میں استفسار کرتے ہیں اول یہ کہ اپنے قوم یا جوج و با جوج
 کو کہ جیسے تنوگیز کے لائبے قد اور شتر شتر گز کے چوڑے سینہ اور کان ایسے کہ ایک اور
 اور ایک کو بچھا دیں کیونکہ حکم فرمایا کہ دین محمدی کو خس و خاشاک سے صاف کر دو
 مردین سے پاک کر و شریعت محمدی کی معاونت کر و دین احمدی کی اعانت کر و نہو کر
 صد افسوس کہ جو لوگ خدا کے حکم کو رد کریں اہلبیت پر جبر کریں شریعت کو بدل دیں
 طریقت کو ملیٹ دیں جناب سیدہ پر تازا نہ لگا یں بضعہ رسول پر تہمتیں کر دیں
 اونسے جناب مرقضوی باوجود اس اقتدار کے کہ کچھ بھی فرمائیں اور فرمانا کیسا اولیٰ کے
 سے کہ تسلیم کریں کہ فرشتوں کی تائید کریں اور ہر وقت شریک رہیں اور ان کے

ہر امت میں اور ان کے مسائل شرعیہ میں اقتدار کرین اور ان کے پیچھے نماز کو ادا کرین پس
 باوجود اقتدار کے دم نمازنا شریعت معظمہ میں رخصت پڑنے دنیا ملت مقدسہ میں فتنہ و فساد
 اٹھنے دنیا خلافت کلام الہی اور مخالف حدیث رسالت بنا ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ
 جناب مرقضوی نے بسطرح توہم عادیہ اسلام کو پیش کیا اور اپنی وصایت و ولایت کو
 ظاہر کیا اور انہوں نے انکار محض کیا تو اپنی اپنے ایک صاعق سے ارنگو بر باد کر دیا
 بسطرح خلفائے عظام پر بھی اصل شریعت نبوی اور وصایت و خلافت مرقضوی
 کو ظاہر فرماتے اگر وہ اقرار کرتے نہ ہا و مہیا اور اگر انکار کرتے تو آپ فوراً ایک صاعق کو
 منہ سے نکال دیتے کہ وہ سب معاذ اللہ بر باد ہو جاتے خصوصاً جس وقت خلیفہ دوم نے
 خدا کے حکم کو رد کیا تھا یعنی متعہ کے حرام ہو نیکو ظاہر فرمایا تھا اوس وقت آپ اوسکی حالت
 کو بیان فرماتے اگر لوگ مانتے بہتر و خوشتر و درندہ ایک مرتبہ مثل رعد کے آواز فرمادیتے سب
 مد و دم محض ہو جاتے تمام جگہ ادا ہوتا اور کل قصہ فیصل ہو جاتا تیسرے یہ کہ
 جناب مرقضوی اور ان کے تبعین قیامت کے روز روبرو سے رسول خدا کے حاضر ہوتے
 اور جناب سرور عالم ان سے استفسار فرماویں گے کہ تم نے بعد میرے ثقلین یعنی قرآن مجید
 اور بیعت حمید کے ساتھ کیا کیا جیسا کہ تفسیر البیہقین میں لکھا ہے ثم ترد علی مراثی
 مع امامہ المتقین و سید المرسلین قائد المرء المجاہدین و صی رسول
 رب العالمین فاقول ماذا فعلتم بالثقلین من بعدی یعنی پھر وار و ہو
 پنج نزلے کے ساتھ امام المتقین و سید المرسلین کا یہ العز المجاہدین و صی رسول اللہ
 کے پس فرماتے ہیں رسول خدا صلعم کہ پوچھو گائیں کہ کیا کیا تھے پیچھے میرے ساتھ
 کتاب اللہ اور البیہقین رسول اللہ کے معلوم نہیں کہ اوس وقت اصول التثنیہ
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ استفسار رسول خدا کا کیا جواب دیوینگے البتہ قرآن مجید کی
 نسبت کہہ سکتے ہیں اس پر جواب عرض کر سکتے ہیں کہ آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں

تو جسے ہی خود تحریف فرما چکے ہیں جیسا کہ مجتہد لکھنوی نے عماد الاسلام میں لکھا ہے اور
 ہم نے اسکو سبب تحریف قرآن میں نقل کیا ہے لیکن اگر اہلبیت کی نسبت اپنی عاجزی
 و بکسی ظاہر فرما دیں گے تو ضرور رسول خدا ارشاد فرما دیں گے کہ کاش اگر تم اس موکل کو
 کہ جسکا سر آفتاب کے قرص کے نیچے تھا اور پاؤں قعر محیط میں اور ایک ہاتھ مشرق
 میں اور دوسرا غرب میں حکم کر دیتے تو کیوں بضعت رسول پر تازیانہ لگنے پاتے ہتھ
 شدت کوہ نائف کی تمہارے اقتدار میں اس کثرت سے تو م یا جوج یا جوج کی تمہارے
 اختیار میں اس درجہ موکلین تمہاری اطاعت میں ذوالفقار تمہاری وہ کہ جس
 قوم ہاد کو ایک لمحہ میں قتل کر دیا صاعقہ تمہارا ایسا جسکے ایک شعلہ سے صد ہا آدمیوں
 کو دفعتہ خاک سیاہ کر دیا پر تم کیونکر بے یار و یاور اور اس طرح بکس تھے بار خدا یا
 شاید اسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ جواب دین کہ جناب سیدہ اہلبیت
 خارج نہیں جیسا کہ صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے اور ہم نے قبل میں نقل کیا
 ہے چوتھے یہ کہ جناب رضوی اپنے مصاحبین کے ساتھ جس ابرہہ سوار ہو کر
 سیر کے تشریف لے کر کوہ نائف وغیرہ کے لیگے تھے اس حالت میں کہ جب صحابہ نے
 شریعت محمدی کو برا کیا مدت احمدی کا مستیاناس کیا جناب سیدہ پر ظلم جبر کیا
 یوں نہ اس ابرہہ مع جناب سیدہ کے سوار ہو کر کسی ملک کو چلے گئے صحابہ کے ظلم
 نجات پانے کفار و مرتدین کے جلسوں سے اپنے آپکو بچاتے تھے ہم حضرات شیعہ
 جو وقت حضرت رضوی کے اخبار تمام کو اپنی ہی کتابوں میں دیکھتے ہیں اور افتاد
 نام کو اپنے ہی محدثین سے سنتے ہیں تو مجبور ہو کر حدیث وصیت کو اوڑھتے ہیں اور
 یہ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت علی کو غلبہ تام حاصل تھا اور تسلط تام کامل تھا لیکن
 مجبور اسوجہ سے تھے اور معذور اس سبب سے تھے کہ رسول خدا نے انکو وصیت
 کر دی تھی اور نصیحت فرمادی تھی کہ خلفا سے مقابلہ ہرگز نہ کرنا اور صحابہ سے مجاہدہ

کبھی پیش نہ آنا گو کہ نغوز بالہ وہ شریعت کو بدل ڈالیں اور معاذا اللہ مرتد ہو جائیں
 بیعت پر ظلم کریں تمہارے حق کو غصب کریں حلال کو حرام کریں اور حرام کو حلال کہیں
 تم دم نازنا اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا مگر الحمد للہ تم الحمد للہ کہ یہ ترانہ بھی حضرت
 کا محض پوج ہے اور یہ ربانہ بھی سخت لہر ہے ہم پوجتے ہیں کہ جس وقت جناب تفت
 علی نے حضرت عباس کے پرنا لہ کے باب میں ذوالفقار کو کہینچا ہے اور قبر کو لایا ہے
 اور حضرت عمر کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور پرنا لہ کو پر اپنے مقام پر لگوا یا ہے اس وقت
 کہاں گئی تھی یہ حدیث وصیت اور کہہ برگئی تھی جناب رسول خدا کی نصیحت آپ نے
 کیوں نہ حضرت عباس سے کہد یا کہ چپا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے جھکو منع کر دیا ہے
 اور صاف صاف فرما دیا ہے کہ خلفا سے مت لڑنا صحابہ سے مت بڑنا میں کیونکہ
 پرنا لہ لگوا سکتا ہوں اور کہہ طرح ان کے مقابلہ میں تلوار اڑھا سکتا ہوں حیرت تو یہ
 ہے کہ حضرت عباس بھی حدیث وصیت کو بھول گئے اور خدا کے رسول کی نصیحت
 کو فراموش کر گئے جو حضرت علی کو فساد پر براہ گینختہ کیا اور خواہ مخواہ پرنا لہ اپنا لگوا لیا
 اور جناب مرتضوی بھی چپا کی فریاد سن کر بے تکلف کڑے ہو گئے اور جناب فاروق
 اعظم کے قتل پر مستعد ہو گئے علی الاعلان اپنے کہد یا اور علی رؤس الاشهاد فرما دیا
 کہ جو کوئی اب پرنا لہ کو اڑھ کر لے گا اپنے سر کو تن سے جدا کر دے گا حدیث پرنا لہ کو
 شیعوں کے قبلہ و کعبہ مجتہد و لد ار علی لکسنوی کی عماد الاسلام سے ہم قبل میں نقل
 کر چکے ہیں افسوس صد افسوس کہ صحابہ شریعت بنوی کو منقلب کر دیں ملت مصطفوی
 کو بدل ڈالیں قرآن کو جلا دیں جناب سیدہ پرنا زبانا لگا دیں خدا کے حکم کو رد
 کریں ابہر جناب مرتضوی دم نازین سکوت محض کریں جیکے بیٹھے رہیں اور
 ایک پرنا لہ پر یہ جوش و خروش فرما دیں کہ نور آقبر کو بلا دیں ذوالفقار کو نگوا دیں
 لگو مسجد بنوی میں جمع کریں سبھی سامنے بیان کریں کہ اگر اب کسی نے پرنا لہ کو

او کہہ دیا تو میں اوسکو قتل کر دنگا اور دنیا سے نیست و نابود کر دنگا لا الہ الا اللہ
 کیا شریعت نبوی کا پر نالہ کے برابر بھی مرتبہ تھا کیا طریقت مصطفوی کا پر نالہ کے
 برابر بھی مرتبہ تھا کیا قرآن مجید کی پر نالہ کے برابر بھی حقیقت نعتی کیا جناب سیدہ
 کی پر نالہ کے برابر بھی وقعت نعتی غضب تو یہ ہے کہ حضرت عباس کے تھوڑے
 شکوہ پر وہ بھی مقدمہ پر نالہ میں حضرت علیؑ بے کلفت تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور
 خلفائے قتل پرستعد ہو گئے حضرت عباس کو گھر میں بھیجا اور انکے عرض میں
 اپنے سینہ کو سپر کر دیا اور العیاذ باللہ حضرت سیدہ کو معاذ اللہ صحابہ زرد و کوب
 کریں اور خلفا منبر و پرزنا کی تہمت لگا دیں پیغمبر کا گھر جلا دیں بعضہ رسولؐ کا
 حمل گرا دیں اور بنت نبوی جناب مرتضوی سے فریاد کریں نالہ زاری فرمائی
 طعن و تشنیع کریں کہ تم کو نے میں گتے پرتے ہو خاتون کی طرح گھر کے اندر بھاگتے
 ہو بچہ رحم کی طرح پردہ میں چھپتے ہو مگر جناب اسد اللہ نے کچھ بھی نہ سنا ذرا بھی
 جناب سیدہ کے زار و نالہ پر خیال نہ کیا کچھ بھی طعن و تشنیع کا جواب ندیا نہ رسولؐ
 کے بیٹی پونیکا لحاظ کیا نہ اپنے ناموس اکبر کا پاس کیا کلیتہً سکوت محض کیا۔
 انا لله وانا الیہ راجعون اے قوم شیعہ تم نے صحابہ کرام کی عداوت میں اور
 خلفائے عظام کی بغاوت میں اہلبیت رسول اللہ کو بھی چھوڑا اور ان سے ہی
 منہ کو موڑا خراج شکر کے کان کترے نواصب سے ہی بڑھ گئے تم نے ہر طرح سے اپنے بڑے
 کو برا کیا اور اپنے مذہب کا مستیاس کیا علاوہ ازیں جناب مخاطب کو معلوم ہوگا
 اور حضرت حبیب کو یاد ہوگا کہ ہم حدیث مرتضوی بحر المناقب سے نقل کر چکے ہیں
 جسکا مضمون یہہ اور مفہوم یہہ ہے کہ ایک روز مجمع صحابہ میں جناب فاروقؓ عظم
 نے فرمایا کہ اگر میں تم لوگوں کو منہیات شرعیہ کی طرف راجع کروں اور امور شرعیہ سے
 باز رکھوں تو تم کیا کرو اور میرے ساتھ کیسے پیش آؤ اس امر کو میں مرتبہ فرمایا کسی

جواب نہ دیا لیکن جناب مرتضوی نے ارشاد کیا کہ ہم تم سے توبہ طلب کریں اور نہون
 نے کہا کہ اگر توبہ نہ کروں آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے سر کو پھوڑ دین جسین یہ تمہاری
 آئینہ بین ہمارے مجیب صاحب فرما دین کہان رہی حدیث وصیت اور کہ ہر
 گئی رسول خدا کی نصیحت جو آپ لوگ اوسکو اوڑھتے ہیں اور خواہ مخواہ صحابہ پر متین
 لگاتے ہیں اب میں اس تمیم کو معرکہ فذک پر ختم کرتا ہوں اور اس باب میں حدیث
 ارشاد القلوب دینی کو لکھتا ہوں جسکا ماحصل یہ ہے اور ملخص اسطرح سے ہر خلیفہ
 اول نے ابو بکر شجاع کو فذک کا متولی مقرر کیا تھا بھائی اسکا حضرت علی کے ہاتھ
 سے مقتول ہوا تھا اسنے اہلبیت کی جاگیر کو ضبط کر لیا تھا رعایا سے فذک پر ظلم ہی
 کیا تھا ساکنین فذک نے جناب مرتضوی سے اوسکے ظلم کی کیفیت شکایت کی اور
 اوسکے جبر کی حکایت کی آپ بعجلت تمام سوار ہوئے اور جانب فذک راہی ہوئے
 عامہ سیاہ سر پر باندھا د و تلوار و نگوکر میں لگا یا حضرت امام حسین اور عمار اور
 فضل اور عبداللہ ابن عباس کو ساتھ لیا مسجد قریہ میں قیام کیا حضرت امام
 حسین کو حکم ہوا کہ ابو بکر شجاع کو پکڑ لاؤ اور ابی اپنے ہمراہ حاضر لاؤ حضرت امام
 حسین نے اوسکو حکم سنایا کہ امیر المومنین نے شجکو بلا یا ہے اور مسجد میں طلب فرمایا
 ہے اوس نے کہا کون امیر المومنین آپ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اوس نے کہا کہ ہوا
 ابو بکر کے کون مسلمانوں کا حاکم ہو سکتا ہے اور کون اونکا امام بن سکتا ہے آپ نے
 فرمایا کہ بہتر اسی میں ہے کہ تم چلے چلو اور امیر المومنین کے پاس حاضر ہو اوس نے
 کہا کہ میں حاکم فذک ہوں اور تمہارا باپ عوام میں سے ہے حضرت نے فرمایا کہ کیونکر
 ہو سکتا ہے کہ تو حاکم مومنین داخل ہو اور میرا باپ عوام میں شامل ہو اوس نے کہا
 کہ تمہارے باپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت باگراہ کی ہے اور میں نے بطیب خاطر
 قبول کی ہے الغرض وہ نہ آیا اپنے عمار کو بھیجا کہ اوسکو لاؤ کہ وہ اہل ضلالت سے

اور ہم مثل کعبہ کے ہیں کعبہ کی زیارت کو لوگ آتے ہیں نہ یہ کہ وہ کسی کے پاس جاتا
 ہے عمار سے گفتگو سخت آگئی اور نوبت بقبضہ تلوار پہونچی جسوقت امیر المومنین نے
 اس خبر کو سنا مع رفقا کے اسی مقام کا قصد کیا اور رفقا رجباب او سکونذلت و
 خواری آپ کے سامنے لائے اپنے اس سے فرمایا کہ کیوں ابلبیت کے مال کو ضبط کیا اور
 کیوں رعایای فدک پر ظلم کیا اس نے کہا صدیق کی اطاعت کو میں بہتر جانتا ہوں
 تمہاری تابعداری سے اپنے او سکون سخت درست کہا اس نے بھی وہی جواب
 دیا اور یہ بھی کہا کہ تم خلفا کے حد میں ایسی باتیں کرتے رہو گے اور آخر میں ہلاک
 ہو جاؤ گے فضیل کو غصہ آیا سر کو اسکے تن سے جدا کر دیا اسکے سواروں نے
 حضرت پر حملہ کیا آپ نے ذوالفقار کو میان سے کھینچ لیا اور آنکھوں سے روشنی
 کو ظاہر کر دیا سب سے ہتھیار رکھ دئے اور سر پیروں پر ڈال دئے آپ نے فرمایا کہ جاؤ
 اور اسکا سر ابو بکر کے پاس لیجاؤ ابو بکر نے جسوقت یہ حالت دیکھی تمام مہاجرین و
 انصار کو جمع کیا اور کہا کہ علی نے ہمارے تابعدار کو قتل کر دیا سب سکتے ہیں رہ گئے
 کسی نے کچھ جواب نہ دیا ابو بکر نے کہا کیا تم زبان نہیں رکھتے جو جواب نہیں دیتے ایک
 اعرابی نے کہا کہ اگر تم مقابلہ کو چلو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہو وینگے دوسرا اسی جا
 میں سے بولا کہ ملک الموت کا دیکھنا بہتر ہے علی کے پاس جانے سے ابو بکر نے کہا کہ تم کو
 شرم نہیں آتی جو علی سے ایسا ڈرتے ہو میرے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو آخر کوئی نیک
 عمر خالد کو مع پانسو سواروں کے مقرر کیا اور کہا کہ علی نے ہمارے شیعہ کو قتل کر ڈالا ہے
 تم انکو حاضر کرو اور زندہ گرفتار کر لاؤ خالد مع پانسو سواروں کی پہونچے اور حضرت
 علی کے سامنے آئے آپ نے فرمایا کہ اگر صنادرید قریش اور قبائل حنین اور سوران
 ہوازن آدینگے تب بھی ہم مقابلہ سے منہ نہ پھیرینگے اور ذرا ہی خیال انکی بہادری
 دایم نہ لایینگے خالد نے کہا یہ کیا تمہاری حرکت تھی جو ابو بکر اشجع کی گردن بکن

بعد ازیں آگ بجھ گئی مگر تم پہر طعن کرتے ہو اور ان باتوں سے اب تک باز نہیں آتے ہو اپنے
 زبانی کہ تو اپنی شجاعت اور ابوبکر سے مجھکو ڈراتا ہے کیا مجھکو بھی مالک بن نوبرہ مقرر
 کیا ہے اگر تو کہے تو اس مسجد کے میدان میں مجھکو مار ڈالوں اور ابھی خاک میں ملا دوں
 خالد غصہ میں آگئے اور جنگ پر مستعد ہو گئے اپنے ذوالفقار کو کہنچ لیا اور خالد کے
 قتل کا ارادہ کر دیا خالد نے جو وقت کہ ذوالفقار کو دیکھا اور حضرت کی آنکھوں کی روشنی
 کو معلوم کیا نوراً الحاح کرنے لگے اور بلحا جت پیش آئے اپنے تلوار کی نوک کو خالد کی
 پشت پر رکھ دیا اور خالد کو زمین پر گر آ دیا خالد کے ہمراہی زار و نالہ کرنے لگے اور
 حضرت کے وصی ہونیکا دم بہرے لگے آپ بھی برسرِ رحم آگئے اور خالد سے مزاح فرمانے
 لگے آپ اولے دل لگی کرتے تھے اور وہ کمر کے درد سے مرنے تھے اور مثل تصویر کے
 کمرے تھے آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ قصہ غدیر مجھکو یاد نہ رہا ناکشیں اور خائنین کے
 اتباع کو اختیار کر لیا اور پہر چاہتا ہے کہ مجھکو قید کرے اور قصد کرتا ہے کہ مجھکو گرفتار
 کرے کیا عمر عبدود اور مر حب کا حال نہیں یاد رہا کیا خبر کی جنگ کو بھول گیا خالد نے
 کہا کہ تمہاری تلوار کی تیزی سے میری تم سے بہت لگی اور ابوبکر کے نرمی سے ان کی طرف رجوع کی عیباراؤں کی ہیں
 ابوبکر اشجع کان سجعاً و کان لہ آخر قتل علی بن ابی طالب و واقعت
 ہوا من و ثقیف فلما خرج الرجل من المدینة جعل اول قصدہ
 ضیعة من ضاع اهل البيت فجاء بغتة واحتوی و علی صدقات
 کانت لعلی یفترس علی اهلها و کان الرجل زنديقا منافقا فارسل
 حل القرية الى امیر المؤمنین برسول یعلمی نہ ما فرط من الرجل قد
 علی علیہ السلام بداهة و تعمع بمعامته سوداء و تقلد بسیفین
 معه الحسین و عمار بن یانیر و الفضل بن عباس و عبد اللہ ابن
 جعفر و عبد اللہ ابن عباس حتی وافی القرية فانزل عظیم القرية فی مسجد

يعرف بمسجد ہمدرد و وجہا امیر المؤمنین بالحسین یسئلہ المسیر
 فسار الحسین فقال احب امیر المؤمنین فقال ومن امیر المؤمنین
 فقال علی ابن ابی طالب فقال امیر المؤمنین ابو بکر خلیفۃ المدینۃ
 فقال الحسین احب علی بن ابی طالب الی ان قال فعصب الفضل
 ورمی عنقه عن جسده فاجتمع اصحابہ علی الفضل فسئل
 امیر المؤمنین سفیہ فلما نظر القوم الی یرتق عینہ ولمعان
 ذی الفقار ہر مواسلہم وقالوا الطاعیۃ فقال انصرفوا براس
 صاحبکم ہذا الصغیر ابی صاحبکم الاکبر فانصرفوا والقوار اسہ
 بین یدی ابی بکر فجمع المهاجرین والانصار فقال اخاکم الثقفی
 اطاع اللہ ورسولہ واولی الامر منکم فقلدتہ صدقات المدینۃ
 وباہلہا فحارضہ علی بن ابی طالب فقتلہ الی ان قال فعصب
 فسئل امیر المؤمنین علی خالد وخلق فلما نظر الی یرتق عینہ
 یرتق ذی الفقار لنظر الی الموت عیاناً وقال یا ابا الحسن لم یزد
 ہذا فصب بہ امیر المؤمنین بقفا براس ذی الفقار علی ظہر فکسر
 عن دابۃ الی آخرہ ای قوم شیعہ دیکھو اس معرکہ فک کو اور خیال کرو اس قتل
 و قتال کو کیا اب بھی تم ہی ترانہ گاؤ گے اور یہی ربانہ بجاؤ گے کہ رسول خدا نے حضرت
 علی کو صبر کی وصیت کر دی تھی اور خلفائے عدم منازعت کی نصیحت فرمادی تھی یہی
 وجہ صحابہ ظلم و جبر کرتے تھے قرآن و جلاتے تھے بنت رسول پر تازیانہ لگاتے تھے خلیفہ
 حکم کو روک دیتے تھے اور حضرت علی باوجود اقتدار کے سکوت کرتے تھے اور باوصف مقتدر
 کے صبر فرماتے تھے تھے کہ حضرت سیدہ اسقدر شکوہ اور شکایت فرماوین اس درجہ
 طعن و تشنیع کو بن کر جسکے سننے سے بدن پر لرزہ آتا ہے جسکے لکھنے سے دل تھر تھرا کر

کرم نے مجبوری تراجم بحار سے اوپر نقل کر دیا ہے اور حضرت علیؑ کچھ خیال نفوذ میں اور
 رعایا کی مذک کی شکایت پر اور تھوڑی سی زمین ضبط کرنے پر سنگسار قتل و قتال پر پڑا
 کرین شجاعان عرب کے سرکردہ سے جدا کرین جو ان مردان حجاز کی کمر و نکو توڑ دین کا
 جناب سیدہ کی معاونت میں قرآن کی اعانت میں شریعت کی تائید میں اہل ضلالت
 کی تردید میں صرف ذوالفقار کو کہینچ لیتے فقط اپنی آنکھوں سے روشنی دکھا دیتے سب
 ڈر جاتے جمیع صحابہ و بجاتے تمام جگہ ۱۱ اوٹھ جاتا سارا قصہ فیصل ہو جاتا الشکر للہ
 کہ بای تقیہ منہم ہو گئی یعنی افضلیت خلفائے راشدین کی علی جمیع الامت ثابت ہو
 اور غلو بیت جناب مرتضوی کی باطل ہوئی پر پھر اوکو ابطال و اندام سے فراغت نامہ
 حاصل ہوئی ہم اب اس سے بھی قطع نظر کرتے ہیں اور کبریٰ اثنا عشریہ کے اقوال پر
 تقیہ پر نظر ڈالتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہ اسکو جایز رکھتے ہیں یا موافق مسلک السنن
 کے منصوص جانتے ہیں۔ کلینی کو ملاحظہ کیجئے اور اسکی عبارت کو کسی ذی علم سے سمجھئے
 اوس نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مبرا بندہ وہ ہے کہ جو در
 ہو یعنی اس قسم کی بات کہے کہ جہین دو پہلو رکنا ہو عبارت اسکی یہ ہے۔
 بلش العبد عبد یکن ذ او جہین و ذانتین نج البلاغت کو ملاحظہ کیجئے
 جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اور اس طرح ارشاد کرتے ہیں کہ ایمان کی علامت
 یہ ہے اور اسلام کی نشانی یہ ہے کہ آدمی اوس مقام پر صدق و راست بازی کو
 اختیار کرے کہ جہان اوسکو نقصان ہوتا ہو اور ضرر پہنچتا ہو سچ بولنے سے اور نفع
 ہونا ہو جوٹ بولنے سے عبارت اسکی یہ ہے علامۃ الایمان ایثارک الصد
 حیث لیضرب علی الکنب حیث ینفعل جناب مخاطب صاحب اگر ان
 عبارتوں پر لحاظ فرماوین اور خواہ مخواہ ہٹ دھرمی کو کام فرماوین تو ان کتابوں سے
 قطع نظر کریں اور اپنی کتاب دفع المغالطہ کو دیکھیں و تقیہ علی مرتضیٰ جہین قدر بود

کہ باعث ملت اعوان و انصار از سلب و انتزاع حق خود از دست غاصبان باز
 مانده نہ آنکہ بسبب کثرت معاندین و مخالفتہ احدی سکوت ورزیدہ باشد بلکہ آنحضرت
 در اظهار حق و اعلان مرتبہ خود گاہی تفسیر نکرده اند اب ہم اس بحث کو بالکل یہ آیت
 کلام اللہ شریف پر کہ جو مضمون ہجرت بردالت کرنی ہے اور مفہوم ہجرت کو بیان
 کر رہی ہے فرماتے ہیں الذین توفہم للملائیکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیما کہتم
 قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا لعل تکن ارض اللہ واسعة قحاجہا
 فیہا یعنی تحقیق معین لوگوں کی جان کیسے ہیں فرشتہ اس حال میں کہ وہ ہر اکبر ہے
 ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے مغلوب اور اس ملک میں کہتے
 ہیں کہ کیا انتہی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں سے سو ایسوں کا مکان
 ہے دوزخ اور بری جگہ اب ہم جناب مخاطب سے یہ عرض کرتے ہیں اور ان کی خدمت
 میں یہ التماس رکھتے ہیں کہ اگر فرض کریں ہم کہ صحابہ اکبر اور مجاہدین کسریٰ و قیصر ظالم
 تھے اور جاہل تھے غاصب تھے اور مرتد تھے معاذ اللہ من ذلک اور فرض محال تسلیم
 کر لیں ہم کہ جناب مفضلوی اونے مغلوب تھے اون سے ڈرتے تھے اون سے دبتے تھے اور
 العیاذ باللہ مذہب تشیع کو جاری نہیں کر سکتے تھے مسلک امامیہ کو پہلا نہیں کر سکتے تھے تو
 کیوں نہ اپنے وطن کو چھوڑا اور کیوں نہ مدینہ منورہ کو ترک کیا اور کیوں نہ اون کے
 ہم مجاہد سے اعراض کیا اور کیوں نہ اون کی صحبت سے تنفر کو اختیار کیا تاکہ موافق اس
 آیت کے عمل فرماتے اور دوسرے شہر و زمین مذہب کو پہلاتے خدا تعالیٰ کے حکم پر
 استقامت فرماتے اور وعید شدید فاولئک ما وہم جہنم سے بچ جاتے ہیں
 اس مقام پر اس آیت کے متعلق محمد ابن مرتضیٰ کے قول کو اون کی تفسیر حافی سے نقل کرتا ہوں
 اور اس بحث کو اسی مقام پر تمام کرتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں دلالت ہے
 اوپر واجب ہونے ہجرت کے اور اس شخص پر اس جگہ سے کہ وہ اپنے دین و مذہب

کو نہیں قائم کر سکتا ہے چنانچہ فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو شخص اپنے دین کی وجہ سے ایک
 زمین سے طرف دوسری زمین کے جاوے گا اگرچہ ایک بالشت چلے جنت اور سپر واجب
 ہو جاوے گی اور ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق شمار کیا جاوے گا
 عبارت اسکی یہ ہے **وَفِي الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى وَجُوبِ الْهَجْرَةِ مِنْ مَوْضِعٍ**
لَا يُمْكِنُ رَجُلٌ فِيهِ مِنْ أَقَامَةِ دِينِهِ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرْدٍ دِينِهِ
مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَالْكَانِ شَرًّا مِنْ الْأَرْضِ اسْتَوْجِبَ الْجَنَّةَ وَكَانَ رَفِيقَ
أَبِرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٍ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جناب سامی اب اپنے قول اور اپنے امام
 اعظم کے مقولہ پر لحاظ فرمائیے کہ کیونکر جناب مرتضوی نے متعہ کے حرام ہونیکو تفتیہ
 فرمادیا جو شیخ ابو جعفر طوسی نے بیباکانہ کہہ دیا کہ حضرت علی حدیث حرمت متعہ کو تفتیہ
 روایت کرتے ہیں اور صحابہ سے ڈر کر حرام ہونا بیان کرتے ہیں قولہ اس روایت
 میں یہ خیانت کی کہ یوم خیر کے لفظ کو محذوف کیا تاکہ اہلسنت کی روایت نہ ٹھرے
 اور لفظ تفتیہ کا محذوف کیا تاکہ جواب سے یہ روایت خالی ہو جائے اقول ہمارے
 مخاطب نہ خیانت کے معنی جانتے ہیں نہ محذوف کے مفہوم کو پہچانتے ہیں فقط بنی
 بنائی باتیں لکھ دیتے ہیں یہ تو فرمائیے کہ اگر اس روایت میں لفظ خبر نہ ہو رہی
 ہو تب بھی ہلکو کیا مسرت ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے کیا منفعت ہے جو آپ کے
 زبان زد لفظ خیانت ہے اوسمیں لفظ خبر موجود ہو یا معدوم ہر حالت میں جناب
 مرتضوی کی روایت ہے جبکہ ایما طہارہ اوسکور وایت کرتے ہیں اور جناب مرتضوی
 رسول خدا سے حکایت فرماتے ہیں پراہلسنت کے ساتھ کیا تخصیص و خصوصیت ہو
 آپ سے ہم کیا بیان کریں اور کیا آپ کے سامنے عرض کریں آپ امام رضا علیہ السلام
 کے فقہ کو دیکھئے اور اسکی عبارت کو سمجھئے کہ سوال کیا سائل نے امام سے کہ یا حضرت
 خدا ہو جان میری آپ پر کیا حال ہے متعہ کا کیا آپ کے جدامیر المؤمنین نے روایت کی ہے

کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ کو کہ کے نفع کے روز اور حرام کیا خیبر میں اور
 منع کر دیا اور اس سے امام نے فرمایا سچ ہے قسم خدا کی متعہ حرام ہے کہ اجازت دی
 گئی تھی ساتھ اس کے مگر محدثین نے غلطی کی ہے و بہ روایت میں عبارت اس کی یہ ہے
 اعلم یا اخی انی سالت العالم علیہ السلام عن المتعہ فقالت جعلت
 فداک یروی جددک امیر المؤمنین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 حلل المتعہ یوم ففتح مکہ وحرّمها عام خیبر و نهی عنها فقال صدقوا
 فی الروایات انها والله منہیة حرام ما مور بها الا انهم غلطوا فی
 وجوہ الحدیث اب ارشاد ہو کہ یہ روایت بار صنف و جو و لفظ خیبر کے مخصوص
 بالمہنت ہے یا شامل شیعہ اور یہ جو ارشاد کیا کہ لفظ تقیہ کا محذون کیا ہے
 حضرت کہاں لفظ تقیہ کا محذون کیا آپ دیکھئے تو ہم نے نقطہ حدیث مرتضوی کو
 نقل کیا ہے نہ عبارت طوسی اس سے بہکو تعلق کیا ہے اونہوں نے حدیث کو تقیہ
 محمول کیا ہے اور تقیہ جناب مرتضوی کو معنی قرآن و حدیث سے باطل کر دیا ہے پھر
 اونکے تقیہ لکھ دینے سے بہکو کیا نقصان اور آپ کو کیا فائدہ ہے قولہ سو صاحب
 استبصار و تہذیب نے اس طرح سے اس روایت کو لکھا ہے اقول بہکو کی طرح
 اور کا لکھنا مضر نہیں اور نہ آپ کو مفید کیونکہ نفس روایت حرمت متعہ پر بدالالت نامہ
 شامل ہے اور تعرض کرنا مصنف کا اس طرح پر کہ مقام تقیہ میں یہ روایت وارد
 ہوئی ہے محض بے اصل و لا ظاہل ہے قولہ نہ یہ کہ داخل کتاب ہو ہو اقول داخل
 کرنا کیسا مصنف نے تو بہر چشم تسلیم کر لیا صرف اپنے شیوہ ویرینہ کے موافق عذر تقیہ
 کا پیش کیا اور یہ بنائے تقیہ کو کلیتہً منہدم کر دیا قولہ اور نہ جس طرح سے کہ تم
 کہتے ہو کہ جس سے گمان ہو جائے بروز خیبر حرام کر دینے کا اقول گمان ہو جانے
 حرمت متعہ کا بروز خیبر ہمارے کہنے سے نہیں پایا جاتا اور ہماری عبارت سے نہیں

سمجھا جاتا بلکہ تم ادعا کرتے ہو کہ یوم خمیس اس روایت میں موجود ہے پس تمہارے کہنے
 سے حرام ہو جانا بروزیہ بھی ثابت ہے نہ ہمارے کہنے سے قولہ سو یہ روایت
 بروزیہ حرام کر دینے کی اہلسنت کی ہے اقول تخصیص بالہست بالکل غلط ہے کتاب
 فقہ الرضا سے ہم ابھی نقل کر چکے ہیں اور امام رضا اس روایت کی تصدیق فرما چکے
 ہیں قولہ اور شیعہ تو اس روایت کو موضوع اور دخیل جانتے ہیں اقول
 آپ کو اختیار ہے العیاذ باللہ خواہ جناب مرتضوی کو وضلع حدیث سمجھے یا کذاب
 فی الروایت خیال کیجئے مگر جناب امام رضا اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور آپ
 اپنی حسرت ایمانی سے اسکو جھٹلاتے ہیں قولہ اور صاحب استبصار نے مثل اور
 روایات جواز کے اس روایت کو داخل کتاب نہیں کیا ہے اقول بیشک حرج
 منع کو شیخ الطایفہ نے اس روایت سے زمانہ رسول اللہ صلعم میں جناب مرتضوی
 کرم اللہ وجہہ کے توسط سے ثابت کیا ہے اور دخول عدم دخول کا قصہ آپ کیا
 لگاتے ہیں اگر کچھ لیاقت ہے تو استبصار و تہذیب کو دیکھئے کہ اون کتابوں میں
 یہ روایت موجود ہے یا نہیں اور جس حالت میں کہ آپ کو بھی اس روایت کے
 وجود کا استبصار و تہذیب میں اقرار ہے پھر دخول سے آپ کو کیوں انکار ہے
 قولہ بلکہ اس روایت کی طرف کسی سے سنی ہوگی یا کہیں دیکھی ہوگی اشارہ
 کر کے کہتے ہیں کہ فلانی روایت جو فلانے اور فلانے بیان کرتے ہیں وہ روایت
 تقیہ کی ہے۔ اقول ہمارے جناب مخاطب اس حدیث میں کیا تیج بیج کہاتے ہیں
 اور رقص الجمل فرماتے ہیں اسے جناب اس روایت کے صحیح الاسناد ہونے میں
 حزن نہیں آسکتا بلکہ تقیہ اسکو مستحکم اور مضبوط کر رہا ہے اور یہ جو ارشاد ہوا
 کہ کسی سے سنی ہوگی یا کہیں دیکھی ہوگی جناب سامی دیکھنا اور سنا کیسا آپ کا
 امام اعظم تو صاف لکھ رہا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ روایت کیا ہے اس

حدیث کو محمد بن احمد نے ابی جعفر سے اور اوس نے ابی جوزا سے اور اوس نے حسین
 ابن علوان سے اور اوس نے عمر بن خالد سے اور اوس نے زید بن علی انہوں نے اپنے آبا سے کرام
 اور ایہ عظام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ فرمایا جناب مرتضوی کرم اللہ
 نے کہ حرام کیا رسول خدا صلعم نے گوشت گدہوں اہلیہ کا اور نکاح متعہ کا دیکھئے کہ اوس سچا رہ
 نے تو صاف صاف بے پیر بہار کے سلسلہ اس روایت کو لکھ دیا ہے گو خدا رقیہ کا پیش
 کیا ہے مگر اسناد کو اوس کے مسلم کہا ہے پس آپکا یہ فرمانا کہ کسی سے سنی ہوگی یا کہیں
 دیکھی ہوگی محض یہودہ اور سخت مغالطہ ہے قولہ اور کیونکہ داخل کتاب کرتے کہ وہ تو پہلے
 ہی اس روایت سے یزار ہیں کہ برابر روایتیں جواز کی بیان کرتے چلے جاتے ہیں اور
 اگر لاکھ مرتبہ آپ کے امام اعظم صاحب یزار ہوں اور کروڑ مرتبہ آپ انکار کریں تو اب کیا مفید ہے
 جبکہ انہوں نے بتوسط ایہ اطہار کے جناب مرتضوی سے اس روایت کو نقل کیا پس
 یزار ہونا انکا محض یہاں یہ ہے اور انکار کرنا آپکا سخت یہودہ ہے قولہ اور سو
 اسکے یہ ہے کہ بعضے راوی بھی اسکے حضرت عمر کے مریدوں میں سے ہیں جیسے حسین
 ابن علوان کہ نقد الرجال میں اسکا سنی ہونا لکھا ہے اقول اولاً طایف ہوا یہ کے
 نقول پر اعتماد نہیں خصوصاً تمہاری تحریر پر کہ جھوٹ بولنے میں تھوڑا سا باک نہیں
 اور یہ کہ اس قصہ میں موجود نہیں اور ثانیاً ایہ اطہار نے اس روایت کو جناب امام لاہور
 سے نقل کیا ہے اور امام اعظم شیعہ نے اسکو تسلیم کر لیا ہے گو خدا رقیہ کا موافق دستور
 کے پیش کیا پس یہ شبہ و اہیہ آپکا محض یہاں یہ ہے آپ کے یہاں کے روایت کا حال قبل میں
 ہم نے بتشریح لکھ دیا ہے کہ بعضے انہیں کذاب ہیں اور بعض کفار اور بعضے ملعون
 ہیں اور بعض اشرار قولہ اور اہلسنت کے نزدیک بھی معتبر نہیں ہے چنانچہ دہی سنی
 نے معنی میں اسکو ہلک اور متروک لکھا ہے اقول اعتماد اور غیر اعتماد اہلسنت سے
 آپکو کیا تعلق ہے اور کیا مناسبت غالباً اسوجہ سے متروک کیا گیا ہوگا کہ اہل تشیع سے

اس نے احتیاط یہاں تک اختیار کیا کہ شیخ الطایفہ نے اسکی روایت کو تسلیم کیا گو تفتیہ
 کا قدر پیش کیا مگر اسکی سند میں اور اسکے راویوں میں کلام نہیں کیا قولہ اور
 باوجود اسکے وہ روایت تفتیہ کی کیونکہ معارض ہو سکتی ہے روایات متفق علیہا طریفین
 کے کثرت نے فرمایا لولا لہی عن المتعہ ما زنی الا شقی چنانچہ کتب
 معتبرہ اہلسنت میں مثل نہابہ ابن اثیر اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر دہشتی
 اور تفسیر محمد ابن جریر طبری اور کنز العمال وغیرہ کے لکھا ہے اقول ان کتابوں کا حال
 اور اس روایت کی نسبت قیل وقال کو ہم قبل میں بہ تشریح لکھ چکے ہیں اور تصریح
 بیان کر چکے ہیں اور احادیث صحیحہ کو صحاح ستہ سے متعہ کے حرام ہونیکے نسبت نقل کر دیا
 ہے اور حدیث امام رضا کو اسکی ممنوعیت میں لکھ دیا قولہ اور اگر ہم سب امور سے
 قطع نظر کریں اور روایت استبصار کو تسلیم کر لیں تو بھی مطلب مخالف کا اس سے
 نہیں ثابت ہوتا ہے اقول آپ کسی امر سے قطع نظر نہ کیجئے آپکے تسلیم کرنے اور کرنے کو
 کون سنا ہے آپکا شیخ الطایفہ اس روایت کو باسانید صحیحہ درج کر چکا ہے مطلب آپکے
 خصم کا اس حدیث سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حرام ہونا متعہ کا زمانہ رسول خدا میں جب
 مرفعی کے بیان سے متحقق ہو گیا قولہ کہ ہمیشہ کو متعہ حرام ہوا اس واسطے کہ اکثر روایات
 اہلسنت دلالت کرتے ہیں اس امر پر کہ رسول خدا صلعم نے بروز فتح مکہ اور حجۃ الوداع
 متعہ کو حکم خدا احوال اور مباح فرمایا ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے اقول تفسیر
 کبیر وغیرہ میں منسوخیت اور ممنوعیت متعہ مذہب سواد اعظم کا سطور ہے اور روایت
 طاہت و حرمت متعہ کی اوسی کہ مظہر میں بعد تین روز کے تفسیر مدارک وغیرہ میں
 مذکور ہیں جتنے کہ جناب امام رضا سے بھی ممنوع ہونے متعہ کی تصریح ہے جیسا کہ کتب
 معتبرہ اہل تشیع سے کتاب فقہ الرضائین اسکی تصریح ہے پس آپکا انکار کرنا حرمت متعہ سے
 برخلاف ہے کہ سخت قبیح ہے قولہ اور یہ دونوں جنگ خیر کے بعد ہیں اس صورت

میں حرمت متعہ خیر کے روز کی بیکار ہے جو وقت کہ بعد خیر کے صباح ہوا ہوا قول
 اگر بعد خیر کے روایت اباحت پائی جاتی ہے تو اس کے بعد مانعت اور حرمت ہی کتب
 اہل سنت اور اہل تشیع سے الی یوم القیامت سمجھی جاتی ہے پس اسکا بیکار کتنا محض
 بیکار ہے بلکہ وجود حرمت متعہ کا زمانہ رسول خدا میں اس حدیث سے آپکو بھی اقرار ہے
 قولہ اور اس کے بعد حرام ہو نیکی کوئی روایت نہیں ہے اقول اے حضرت اسی
 بیانت پر حوصلہ مناظرہ کا فرمایا اور اسی قابلیت پر قصد مباحثہ کا کیا آنکھیں کھول کر
 دیکھئے کہ تفاسیر متعدہ مثل تفسیر مدارک وغیرہ میں روایات حرمت متعہ کے بعد خیر کے
 مذکور ہیں اور صحاح ستہ مثل صحیح مسلم وغیرہ میں احادیث حرام ہونے متعہ کی بھی خیر
 کے سطور ہیں ہم ان روایتوں کو قبل میں نقل کر چکے ہیں اور ان احادیث کو اول
 میں لکھ چکے ہیں قولہ اب تبارک و تعالیٰ روایت استبصار و تہذیب تکو کیا فائدہ بخشا
 اقول یہ کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ کتب اربعہ اہل تشیع سے حرام ہونا متعہ کا ثابت ہوا
 گو مصنف نے اس حدیث کو تفسیر پر مالا ہے اور آپنے خیر کا جھکڑ انکالا ہے مگر ہم نے
 بنای تفسیر تفسوی کو کلیتہ منہدم کر دیا ہے اور ممنوعیت متعہ کو کتب اہل تشیع سے اس
 رسالہ میں بخوبی لکھ دیا ہے اب دیکھئے کہ ہکو کتنا عمدہ فائدہ اس حدیث نے دیا ہے
 قال المفتری جو کچھ ہمارے مذہب قال السید جناب میر صاحب آپ انور
 کی کس کتاب کے عدم جواز کا ثبوت طلب کیجئے گا قال المجتہد جو کچھ ہمارے مذہب
 میں ہے وہ سب قرآن و حدیث سے ثابت ہے اقول جناب سامی یہ ارشاد ہو کہ کوئی
 قرآن سے آپکا مذہب ثابت ہے آیا اس قرآن سے کہ جبکو رسول خدا نے تحریف کر کے
 صحابہ کو دے دیا تھا یا اس سے جبکو جناب تفسوی کے پاس چھپا دیا تھا اول کو افاض
 قرار دنیا صریح باطل ہے اور ثانی ابھی تک معطل اور عاطل ہے اور حدیث کو دنیا ملک
 تشیع کے قائم کرنا بالکل مضحکہ خیز کیونکہ مذہب تشیع کے راویوں کا یہ صرف مغالطہ ہے اور

حدیث کو نہیں نقل کیا ہے بلکہ بڑا دھوکا دیا ہے وہ لوگ لایق اعتبار نہیں اور قابل اعتماد نہیں
 بعضے اونیہ کے مشرک اور مبتدع تھے اور بعضے لمحہ بحث اور زندقہ صرف تھے بعضے کذاب
 و کفار تھے اور بعضے کذب و اشرار تھے بعضے ائمہ علیہ السلام کو دنیا پرست جانتے تھے اور
 بعض طاع بتلاتے تھے ہم نے انکا حال کتب اہل تشیع سے قبل میں بسط کے ساتھ لکھ دیا
 اور انکے مقال کو کلینی وغیرہ سے ضبط کر دیا ہے قولہ اب ہکو کیا غرض ہے کہ تم سے کسی چیز
 کے عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہوں اقول ہم نے کب تم سے کہا تھا کہ تم طالب ہو
 یہ تو تمہارا قصور ہے خصم تمہارا معذور ہے آپ شیخ فدا حسین معزول کو بذریعہ تحریر
 نمائش کر دیجئے گا کہ اب طالب نہوں ورنہ ہکو اپنے خلاف وضع آپکے مذہب کے عیوب
 بظاہر کرنا پڑینگے اور شیعیان پاک مفت میں سرکڑ کر دیں گے قولہ اور ایک امر کے عدم
 جواز کے جو طالب ہوئے تھے تو تم سے ثابت نہوسکا اقول بیجا باش ہرچہ خواہی گو قولہ
 اور اگر کسی اور امر کے عدم جواز کے ہم ثبوت کے طالب ہونگے تو وہ بھی آپ سے ثابت
 نہوسکیگا اقول اذالہ تستحق صانع ماضت قولہ اور آپ ہی اولئالزام
 کیا ہینگے اقول صرف آپکے منہ سے قولہ اور جیسا کہ آپ نے عدم جواز متعہ پیش کیا ہے
 ایسا ہی آپ اور امر کو پیش کریں گے اقول انشاء اللہ العزیز جب آپ ہم سے بمنظرہ پیش
 آئی گے ہم اس طرح سے آپکی کتب معتمدہ سے آپکو الزام دیونگے قولہ اور ثبوت اسکو
 کہتے ہیں کہ جو ہم نے متعہ کے جواز کو اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے اقول سبحان اللہ
 کیا کہنا ہے ایک روایت کو بھی کتب معتمدہ اہلسنت سے صراحتاً حرمت متعہ میں نقل نہیں
 کیا ہے اوپر یہ دعویٰ فرمایا ہے یہ منہ اور یہ دعویٰ بل بے جہان یہ تیری دہج -
 قولہ اور آپ نے بڑی تلاش سے ایک روایت استبصار و تہذیب کی کہ خارج از مطلب
 ہے بیان کی اقول بچولہ و قوتہ ہکو تلاش کرنیکی ضرورت نہیں پڑی اور کاوش
 کرنیکی حاجت نہیں ہوئی آپکے یہاں کی کتب اربعہ سے کہ جنہر مذہب شیعہ کا مدار ہے

اور جنگی تصحیح برصیح اثنا عشریہ کا اقرار ہے متعہ کے حرام ہونے کی حدیث کہ جسکو ایمہ اطہار نے
 روایت کیا ہے نہ روایات ثمانیہ اور اون کے اخوات زمانیہ نے نقل کر دی قول کہ جس سے
 تمہارا دعویٰ ثابت نہیں ہوا چنانچہ ہم کہہ چکے ہیں اقوال اہل حق کا مدعا اوس میں تھا
 سے ایسا ظاہر ہے کہ آپ کے طایفہ کا شیخ بھی کہہا دس مین دم نما رسکا بجز اسکے کہ مجبور ہو کر
 تعقیہ پر محمول کیا اور اوس کو اپنی سپر بنایا قال السید ملاحظہ کیجئے استبصار کو کہ جو
 منجمہ کتب اربعہ کے ہے اور متعہ علیہا طایفہ ہے اوس مین لکھا ہے کہ عاریت دینا فرج کارا
 ہے آپ کیون متعہ کے جواز مین کاوش کرتے ہیں یہ حلو اے بے دودہ اور سودا مفت
 تو موجود ہے قال المجتہد استبصار مین ہرگز بہ روایت نہیں ہے اقوال
 لعنت اللہ علی الکاذبین قولہ اگر استبصار مین روایت ہے تو اوس روایت
 کو اپنے لکھا ہوا قول تصور ہوا معائنہ کیجئے اور اب کتب اربعہ مین سے نہ استبصار
 بلکہ استبصار و تہذیب کے مدنیون کو ملاحظہ کیجئے استبصار مین باب حکم ولد المتحلی
 المتحللہ مین لکھا ہے کہ سوال کیا مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نسبت عاریت
 زوج کے فرمایا کچھ قباحت نہیں بے کشتہ برتے جاو عبارت اوسکی یہ ہے سالت ابان
 عبد اللہ عن عامریۃ الفرہج قال لا باس بہ اور تہذیب مین ذیل ضرر و بکاح
 مین ملاحظہ فرمائیے روایت کیا ہے حسن ابن سعید نے فضالہ بن ایوب سے اونہوں
 ابان ابن عثمان سے اونہوں نے حسین فطر سے کہہا اونہوں نے سوال کیا مین نے
 امام جعفر صادق سے نسبت عاریت زوج کے کہہا نہیں ہے خوف ساتھ اوسکے کہہا مین نے
 پس اگر ہو پڑے لڑکا فرمایا وہ جاریہ کے مال کو ملے گا کہ یہ کہ شرط کر لیا جائے عبارت اوسکی یہ ہے
 روی الحسن بن سعید عن فضالہ بن ایوب عن ابان بن عثمان عن
 الحسین الفطر قال سالت ابا عبد اللہ عن عامریۃ الفرہج قال لا باس
 بہ قلت فان کان فیہ ولد قال لصاحب الجمار یتہ الا ان یشرط علیہ

لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ نے جو اکثر مقام پر کتب اہل سنت سے عبارتین نقل نہیں کیں اور
 صرف حوالہ پر گفتگیاں تو کیا اس سے آپ کو مفتری و کذاب سمجھا جاوے یا نہیں قول آپ
 کو نکالنا تو جھوٹ پر ہے اور جھوٹ ہی سے آپ کے مذہب کی حفاظت ہے اقول ہرگز
 یہ ظاہر ہے کہ مذہب رفض تقیہ کی آثر میں پرورش پڑا ہے اور اسی کو اپنی ڈیال
 بنا رہا ہے قول مولوی عبدالعزیز صاحب نے صد ہا فترتی شیعوں پر کر کے تحفہ میں لکھے
 ہیں اقول دوچار کو پیش کیجئے ورنہ سکوت کیجئے قول از انجملہ ایک یہ بھی ہے
 اقول اسکا حال تو آپ کو معلوم ہو چکا کہ یہ حدیث آپ کی کتب اربعہ سے نہ ایک کتاب میں
 بلکہ دو کتابوں میں مذکور ہے اور صریح ان میں جواز عاریت سطور ہے پس اسکو جھوٹ
 کہہ دینا آنکھوں پر پٹی باندھ لینا ہے یا لیاقت و قابلیت اپنے کو جتلا دینا ہے قولہ اور
 علمائے امامیہ کا تو اس کے عدم جواز پر اجماع ہے کہ یہ جائز نہیں اقول یہو اجماع سے
 کیا علاقہ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ تمہاری کتب اربعہ میں تمہارے طایفہ کے
 شیخ نے اس مضمون کی حدیث کو امام معصوم مفترض الطاعتہ سے نقل کیا ہے سو
 کما یفتی مشرح ہے پس آپ کا اجماع علمائے امامیہ بمقابلہ امام معصوم کے پیش کرنا محض
 لغو و بیہودہ ہے قول آپ نے کہاں سے جو ٹی روایت بنا کر حوالہ استبصار کا دیا ہے
 اقول اب آپ تکلیف فرما کر استبصار و تہذیب الاحکام میں ملاحظہ فرمائیے اور اپنے
 جھوٹے دعویٰ سے باز دعویٰ لکھ دیجئے قول چنانچہ شرایع الاسلام میں لکھا ہے
 واما استعارتھا ای الجارۃ للاستمتاع فخیر جائز بالاجماع
 یعنی اور عاریت لینا اسکا یعنی کینہ کا واسطے فائدہ اٹھانیکے پس غیر جائز ہے
 اجماع جمیع علماء اور دوسری جگہ لکھا ہے ولا یستباح وطی الامۃ بالاعاریۃ
 اقول امام معصوم کے مقابلہ میں آپ کے یہاں کے علماء کا اجماع کچھ رتبہ نہیں کہتا
 بلکہ ناقص و غیر معتبر ہے اور کتب اربعہ کے سامنے شرایع کو کچھ وقعت نہیں قولہ

لیکن کرخی کے نزدیک کہ فقہای اہلسنت میں سے ہے نکاح کرنا بلفظ عاریتہ جائز
 ہے چنانچہ شرح کنز میں لکھا ہے ولا ینعقد النکاح بلفظ الاجارة والاعارة
 فی الصحیح خلافاً للکرخی اقول آپ ہر مقام پر بے سوچے سمجھے ایسا قیاس
 ناسد کر بیٹھتے ہیں کہ جو آپ کے بے فہمی کو بصراحت تمام ظاہر کر دیتا ہے اور اصل طعن کو
 بحالہ باقی رکھتا ہے خیال کیجئے کجا نکاح پر اطلاق لفظ عاریتہ اور کجا جواز نفس عاریتہ
 اسکو اس سے کیا مناسبت اور اسکو اس سے کیا مطابقت کرخی کا قول کو مخالف
 جمہور اہلسنت ہے جیسا کہ اسی عبارت سے ظاہر ہے مگر صرف متنازعہ فیہ لفظ عاریتہ
 آپکا طعن اور پیر جاری نہیں ہو سکتا اور وہ نکاح نفس عاریتہ پر منطبق نہیں ہو سکتا
 ہے کرخی کا مقصود تو یہ ہے کہ نکاح جمیع شروط کا واقع ہونا جیسا کہ الفاظ مشروعت سے
 مقررہ ہے اسبطح اس لفظ عاریتہ سے بھی ممکن ہے گو کہ یہ قول بھی جمہور اہلسنت
 کے نزدیک ناسد ہے مگر آپکا صرف اصطلاح کرخی پر نفس عاریتہ کو قیاس کر لینا محض
 وہم کا سد قال السید اور صاحب حلیہ المتقین نے لکھا ہے کہ بوسہ لینا فرج کا
 درست ہے ہم اسکے جواز اور عدم جواز میں کلام نہیں کرتے مگر اتنا ضرور کہتے ہیں
 کہ آپکا کارنے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے قال المجتہد ہمارے اکابر نے فرج
 کے بوسہ لینے کی تاکید نہیں کی ہے کہ خواہ مخواہ بوسہ لیا ہی کر و اقول ہم نے کب
 کہا تھا کہ تاکید کی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جواز کی تشریح اور اسکی تائید کی ہر قولہ
 اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو چیز جائز ہے وہ ہمیشہ عمل میں آیا کرے اقول جس چیز کا
 لا علی التعین حدیث امام معصوم سے ثابت ہے اسکے دوام میں کچھ قباحت نہیں
 تاہم بکودوام اور غیر دوام سے بحث نہیں بلکہ جواز اور غیر جواز کی طرف ہی توجہ نہیں
 جیسا کہ تحریر سابقہ کی عبارت سے ظاہر ہے قولہ ابو حنیفہ کے نزدیک غیسر کا ذکر
 پکڑنے اور فرج چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ کتاب اختلاف الایمہ حصہ الامت

بین کس دیا ہے لایق نقص وضوء الماس والممسوس علی کل حال میں ہوتا ہے
 غیر کا ذکر و فرج ہمیشہ چھوا ہی کرتے ہوں اقوال اہل جواز اسکا ثابت کرنا چاہئے بعد ازاں
 دوام وغیرہ دوام کو منہ سے نکالنے جبکہ جواز اسکا ثابت نہیں ہیں دوام بدرجہ اولیٰ
 صادق نہیں معارضہ آپ فرماتے ہیں مگر ناقص کرتے ہیں کہ ان جواز بوسہ فرج اور
 کہ ان عدم نقص وضوء عن المس مس کے معنی اسجگہ پکڑنے کے فرماتے ہیں شاید پہلے اپنی
 روزمرہ کے موافق لگائے ہیں آپ لوگ تو ایسے ہی کہیل و تاشہ روزانہ کیا کرتے ہیں
 اور اس کے جواز کو امام معصوم سے روایت فرمایا کرتے ہیں صاحب حدیث التفتین لکھتے
 ہیں کہ از حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام پرسیدند کہ اگر کسی بدست و انگشت با فرج
 کی بیرونی کنبہ چوست فرمود باکے نیت آتا بغیر اجزائی بدن خود چیزے دیگر دران جا
 کند یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ زبان ہی اجزائے بدن میں داخل ہے ہر حال
 اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ اونگلی کیا ہی کرے اور اس کے ساتھ دوا کیلے بھی
 کہیں لیکن اگرچہ لازم نہیں ہے لیکن ممتنع بھی نہیں ہے غرضکہ ہمیشہ کرے یا نہ کرے جواز
 اسکا حدیث امام سے ثابت ہے قولہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر حالت
 نماز میں اپنی زوجہ کی فرج کو دیکھے تو نماز میں کچھ خلل نہیں آتا چنانچہ تواسے تفسی
 میں لکھا - ولو نظر الی فرج امراته التي طلقها طلاقا رجعیاً بصیر
 مراجعاً ولا یفسد الصلوۃ فی الوجوہ کلھا فی قول ابی حنیفہ
 اس صورت میں چاہئے کہ ہمیشہ حالت نماز میں اپنی عورت کی فرج کو دیکھا ہی کرے اقوال
 ہمارے جناب مخاطب کی بے بنی اس درجہ بڑی ہوئی ہے کہ ہرگز جواز و عدم جواز
 میں تمیز نہیں فرما سکتے اسے جناب ہم تو جواز بوسہ فرج کو آپ کی کتب حدیث سے امام
 مقرر فی الطاعۃ کی زبان سے بیان کر رہے ہیں آپ اس کے مقابلہ میں وضو اور نماز
 کے مسئلہ کتب فقہ سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ظاہر فرما رہے ہیں جناب

سامی کجا نفس جواز اور کجا عدم فساد نماز یہ کہ کونسا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے نماز نہ فاسد ہو
 تو وہ جائز نہیں ہو دیکھئے کہ اگر کسی شخص کو اندر نماز کے خیالات شیطانی اور ہوا جس نفسانی
 واقع ہوں تو کیا وہ نماز فاسد ہو جاوے گی یا اس کے فاسد نہ ہونے سے یہ خیالات جائز
 ہو جاوے گئے بہر حال جواز کے معارضہ میں جواز کو لانا چاہئے نہ مسائل وضو و نماز کو اس
 مقام پر ہم اس قدر اور کلام کرتے ہیں کہ تاضیخان کی عبارت سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ
 کے قول پر آپ یہ کیا طعن فرماتے ہیں اگر کسی شخص کی نظر اندر نماز کے اپنی زوجہ کی
 شرمگاہ پر پڑ جائے کہ جس سے اس کی طلاق جمعی جو البغض الاشیاء ہے باطل ہو جائے تو
 چندان قباحت نہیں لطف تو یہ ہے کہ حضرات کے یہاں عین نماز اور وہ بھی فرض
 میں اپنے ذکر سے کہیلنا اجاوے تو کچھ مانعت نہیں عبارت اس کی ہم قبل میں نقل کر چکے
 ہیں خیال تو کیجئے کہ ان نماز فرض میں ذکر سے کہیلنا کہاں صرت نماز میں زوجہ کی
 شرمگاہ پر نظر کا پڑ جانا اور اس سے زیادہ لطف اور سنئے کہ آپ کے امام اعظم طوسی نے
 استبصار میں لکھا ہے کہ عین نماز میں اگر مرد ذکر کو مس کرے یا اجاوے اور عورت فوج
 کو یا دونوں دونوں کے پائین کو تو کچھ ہرج نہیں ہے کیونکہ وہ ٹکڑے ہیں ہم سے
 عبارت اس کی یہ ہے سالت ابا عبد اللہ عن الرجل یمس ذکرہ وعن
 المرءۃ یمس فرجلہ وراسفل من ذلک وھو قائم یصلی بعد وضو
 فقال لا بأس بذلک انما ھو من جسدہ جناب سامی اگر ارشاد فرما دیں تو
 ہم مس کے معنی موافق آپ کے پکڑنے کے لگکر یہ عرض کریں کہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہمیشہ
 نماز میں قضیب کو پکڑا ہی کرے اور عورت چہوا ہی کرے یا دونوں کے پائین کو سہلایا
 ہی کرے ہلا لحاظ تو فرماتے اور حیا کو کام میں لائے کہاں عین نماز میں ذکر کو پکڑ کر
 ہلانا اور اس کے پائین کو سہلانا اور کہاں اپنی عورت کی شرمگاہ پر نظر کا پڑ جانا اور
 اس سے طلاق جمعی کا باطل ہو جانا یہ تو آپ کے بیان نماز فرض کی کیفیت ہے اور

تائیل کی تو اس درجہ وقت ہے کہ اگر قبلہ کی طرف ہی منہ نہ کرے بلکہ اوسکی طرف پشت
 کر کے پڑی تو بھی جائز ہے اور نماز درست ہے جیسا کہ آپ کے امام اعظم علی نے ارشاد لاد
 میں لکھا ہے **يستحب استقبال القبلة في النوافل** یعنی مستحب ہے نماز نوافل میں
 قبلہ کی طرف منہ کرنا کچھ فرض و واجب نہیں قولہ اور مراد جواز بوسہ لینے فرج سے نہیں
 ہے کہ ہمیشہ اوسکے بوسہ ہی لیا کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر اتفاق ہو جائے تو مضائقہ نہیں
 اقول اتفاق کا لفظ حدیث امام موسیٰ رضا علیہ السلام میں موجود نہیں بلکہ وہ تو صاف
 و صریح مطلقاً جائز فرماتے ہیں حلیۃ المتقین کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ از حضرت موسیٰ
 علیہ السلام پرسیدند کہ اگر کسی فرج زرش بوسہ چوست فرمود باکے نیست علاوہ برین
 ہم مضائقہ سے کب بحث کرتے ہیں ہم نے صاف لکھ دیا ہے کہ ہم اسکے جواز و عدم جواز میں
 حلام نہیں کرتے مگر تناظر رکھتے ہیں کہ آپ کے اکابر نے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے آپ
 نے ہماری عبارت کو دیکھتے ہیں نہ اس کے مطلب کا باوصف اردو ہونیکسی سمجھتے ہیں ناعن
 ذق ذق و بن بن کرتے ہیں قولہ اور اصل اسکی یہ ہے کہ خلوت میں ہنگام اختلاط
 اکثر امور اضطراریہ عمل میں آیا کرتے ہیں اور مطلوب عورت سے استلذاذ ہوتا ہے اور
 بواسطے وہ ہوتی بھی ہے اگر اس حالت میں فرج کا بوسہ لیا تو اس میں کیا قباحت ہے
 اقول آپ کو یہ لذت مبارک رہے قولہ اور اگر فرج کے بوسہ لینے میں احتمال منی کے منہ
 میں آجانیکا ہے تو امام شافعی کے نزدیک تو منی پاک ہے اقول سبحان اللہ منہ میں تو
 مجوزین ترکیبیں بوسہ کے آوے اور مذہب امام شافعی کا بیان کیا جاوے نسبت کرنا
 طہارت منی کا جانب امام شافعی بغیر حوالہ کتب کے محض دیوانگی ہے قولہ اور اگر احتمال
 پیشاب کے قطرہ کے منہ میں آجانیکا ہے تو پیشاب سے تو قرآن کی آیت لکھنا واسطے شفا کو
 جائز ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے اور منہ کی توقیر قرآن کی آیت سے
 زیادہ نہیں ہے اقول آپ متعہ و ورہ کی بحث میں لکھ چکے ہیں اور یہ قاعدہ مقرر

۱۰
 احتمال کیا اور خطہ
 کیا چاہیے جناب آپ
 آپ بیان اوصاف صاف
 لکھا ہے کہ حالت خشکی
 میں پیشاب کو غٹ
 غٹ پیار سے چاہیے
 اس میں ہم عبارت
 جامع عباسی کو نقل
 کرتے ہیں و ہونا
 را کہ خارج خوردن بول
 باشد از خشکی بول
 نیت میاں بول خود
 دین خود
 بعضین گفتہ اند کہ اگر
 خود بخورد و نہ دیکھ
 را الہی بخشش
 پیوند دی بقضا

فرما چکے ہیں کہ مسئلہ فقہ جب معتبر ہوتا ہے کہ وہ کتب فقہ میں کسی مجتہد کی جانب منسوب
 ہو سکو فتاویٰ قاضی خان میں بوجہ نشان اور پتہ نہ لگنے کے اور عبارت نہ نقل کر سکیے ہو
 نہیں ہوا اب آپ صاف و صریح لکھتے کہ قاضی خان میں یہ مسئلہ فلان باب میں لکھا
 ہے اور فلان مجتہد کی طرف منسوب ہے ورنہ ہم آپ کو کذاب سمجھیں گے جناب سامی آپ تو نا حق
 قرآن کی نسبت بحث کرتے ہیں اور مفت میں جھوٹے اہل سنت پر طعن کرتے ہیں آپ
 لوگ تو قرآن مجید کو محرف ٹھہرا کر درجہ اعتبار سے ساقط کر چکے ہیں بیاض عثمانی قرار دیکر
 ہیں جیسا کہ ہم قبل میں بتدریج نقل کر چکے ہیں اور یہی سچ کی نسبت یہ ظلم فرماتے ہیں
 کہ عورت حیض والی اور مرد ناپاک اگر اوسکو پڑھو اور تلاوت کرے تو کچھ قباحت نہیں
 چنانچہ استبصار میں باب الجنب والحائض میں لکھا لا باس ان یتلوا الحائض
 والجنب القرآن اور من لا یحضر الفقیہ فی باب اہتیاہ المکان المحدث
 میں لکھا ہے کہ آیت الکرسی کی مقدار پانچا نہ میں قرآن پڑھا جائے تو ہرج نہیں اور
 ایہ کا تو ہمیشہ یہ معمول رہا کہ مہر و نمین الفاظ قرآن کندہ کر دیا کرتے تھے اور اس سے
 استنجا کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے امام اعظم طوسی نے تہذیب میں لکھا ہے عن ابی عبد
 قال کان نقش خاتہ ابی العزت للہ جمیعاً وکان فی بشارۃ یستنجی
 بہا وکان نقش خاتہ امیر المؤمنین المملک للہ وکان فی ہذا الیسری
 یستنجی بہا یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری باپ کی انگوٹھی کا نقش اللہ تھا اور وہ اسکو
 از انگوٹہ میں پہنتے تھے ہمیشہ اس سے استنجا کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انگوٹھی کا نقش الملک تھا اور وہ
 اولٹریاتہ میں پہنتے تھے اور ہمیشہ اس سے استنجا کرتے تھے حالانکہ یہ دونوں جملہ کلام اللہ تعالیٰ کی توحید و توحید ہی ہیں
 فرمائیے کہ آپ قرآن کو محرف ٹھہرا دین بیاض عثمانی بتلا دین حیض والی عورتوں سے
 تلاوت کروادین ناپاک مردوں سے پڑھوا دین ایہ علیم السلام آیتین قرآن کی
 اپنے مہرون پر کندہ کروادین اور اس ہاتھ سے استنجا فرما دین تو کچھ بے ادبی

نہ قرار دے اور کچھ توہین نہ تصور کیا دے اور ایک قول مجہول بے پتہ و نشان
 پر یہ طعن فرمائی جاوے آپ ہی کا انصاف اسکا مقتضی ہے اور دوسرے کے نزدیک
 تو یہ محض ہٹ دہرمی دیے نہیں ہے قول اور سوا اسکے یہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب
 میں اگر بوسہ لینے کا حکم نہیں ہے تو کسی کتاب میں ممنوع بھی نہیں لکھا ہے اور اصل
 اشیا میں اباحت ہے اقول جناب والا اولاً اباحت اصل اشیا کو ثابت کیجئے بعد اسکے
 اس قاعدہ کو متفرع فرمائے اور بغیر اسکے تو لاین کلام اور قابل التفات نہیں قال السید
 اور کلینی نے لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ کر کے اسکے ستر کو دیکھنا بہتر اس سے لذت نہیں
 قال المجتہد یہ قول پہلے قول سے ہی بدتر ہے اقول قول اول کو ایمہ سے صاحب
 حلیۃ المتقین نے نقل کیا ہے اور قول ثانی کو او نہیں ایمہ سے کلینی نے روایت کیا ہے
 اول متعلق منہ کے تھا اور ثانی آنکھوں سے تعلق رکھتا ہے بنظر غور دیکھا جاتا ہے تو
 ثانی بدتر اول سے نہیں ہے بلکہ دونوں میں نسبت عام خاص من وجہ کی ہے
 انکیاری میں بوسہ اور دیکھنا دونوں مجتمع ہو جائینگے اور نابینا اگر بوسہ لیگا تو
 دیکھنا نہ پایا جائیگا اور بینا اگر دور سے دیکھے گا تو بوسہ نہ پایا جائیگا قولہ بعد از
 حلیۃ کو برہنہ کر کے اسکے ستر کے دیکھنے میں کیا قباحت ہے جسوقت کہ دیکھنا اور سکا با
 ہوا قول جناب والا ہم اباحت اور عدم اباحت میں کب کلام کرتے ہیں صرف یہ کہتے
 ہیں کہ حضرات کے یہاں شہوت پرستی کا یہ زور ہے کہ امام معصوم سے اکابر اہل تشیع
 نقل کرتے ہیں کہ تمامی لذائذ دنیویہ اور دنیہ میں بہتر عورت کے ستر دیکھنے سے کوئی لذت
 نہیں آپ نا حق لفظ اباحت کا منہ سے نکال بیٹھا کرتے ہیں قول اور پہلے قول میں ہم
 لکھ چکے ہیں فتاویٰ قاضی خان سے کہ اگر حالت نماز میں اپنی زوجہ کے ستر کو دیکھے تو نماز
 باطل نہیں ہوتی اقول ہم بھی اسکا جواب پہلے دیکھے ہیں کہ عدم فساد نماز مستلزم
 جواز نظر کو حالت نماز میں نہیں ہے علاوہ برین کلام اباحت میں نہیں ہے قولہ جناب

اختلاف الایمہ رحمۃ اللہ علیہ من لکھا ہے والا صحر من مذهب الشافعی جواز النظر
 الی فرج زوجیۃ ولامۃ و عکسہ و بذلک قال مالک و ابو حنیفہ
 اقول ان روایتوں کو نہ اس بحث سے علاوہ اور نہ اعتراض سے مناسبت کلام جواز
 وغیر جواز میں نہیں ہے بلکہ بہترین لذت میں ہے قولہ بلکہ اہلسنت کے مذہب میں
 تو اجنبی کے ستر کو دیکھنا مباح لکھا ہے جسوقت کہ وہ اجنبی حامی ہو چنانچہ جامع الرموز
 میں لکھا ہے کان ابو حنیفہ یرى الصاحب الحجام ان یبصر الی العورت اقول
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ آپ کا علم ہے یہ آپ کی لیاقت ہے یہ آپ کی قابلیت ہے
 یہ آپ کی ذہانت ہے کہ عبارت عربی کے معنی تک نہیں سمجھتے جس عبارت کو نقل کرتے
 ہیں اوسے میں خطا کرتے ہیں اوسمیں اپنی بے فہمی کہ ماہر فرماتے ہیں عبارت جامع الرموز
 کو تو دیکھئے کسی ذلیل کے سامنے تو رکھئے نہیں کسی بے دلی دان سے سمجھ لیجئے کہ امام حنیفہ
 جابز رکھتے ہیں واسطے حامی کے نظر کرا طرف ستر عورت نہائیوالی کے اور آپ فرماتے ہیں
 کہ حامی کی ستر عورت کو دیکھنا جائز ہے سبحان اللہ اسی لیاقت پر دعویٰ بحث منظرہ
 اب اس مسئلہ کی نسبت بھی سمجھ لیجئے کہ حنیفہ کے نزدیک اطلاق عورت کلمہ کے زیر
 سے تابز انو ہے پس امام ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ حامی کی معاش اور وجہ کفالت
 اسی کے متعلق ہے اس واسطے اسکو جائز ہے مرد کے گھٹنوں اور رانوں کو ملنا اور دیکھنا
 نہ قبل و دبر کو کلا لہ للعامة علی الخاص باحدی الدلات الثلاث
 چونکہ آپ کے یہاں عورت صرف قبل و دبر کو کہتے ہیں اس واسطے آپ کو ہر وقت اوسے پر
 نظر رہتی ہے تحریر الاحکام کتاب الصلوۃ مفقود اول فصل رابع میں لکھا ہے -
 العورات فی الرجل القبل والدبر شیخ الطایفہ کی تہذیب کو تو ملاحظہ
 کیجئے وہ لکھتے ہیں کہ کسی نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم یہودیوں و نصاریٰ
 کے ساتھ ہر وقت مخالفت رکھتے ہیں اور وہ کہاتے اور پیتے ہیں شراب و سکر اور

اور کئی جہنمیں ہمارے کپڑوں پر پڑتی ہیں آیا کچھ قباحت ہے امام نے فرمایا لا باس بہ
 یعنی کچھ ڈرنیں شیعوں کے وہی شیخ اس قول امام کی یہ توجیہ فرماتے ہیں کہ امام نے
 واسطے جائز فرمایا کہ وہ لوگ نوکری پیشہ تھے یہود و نصاریٰ کی نوکری کرتے تھے اس واسطے
 خاصۃً انکے واسطے جائز تھا عبارت اور کئی یہ ہے قلت لابی عبد اللہ انا فخالط
 اليهود والنصارى وتدخل علیہم وخرجوا کلون ولشرب لبن فصر
 ساقیہم فیصب علی ثیابی المختصر فقال لا باس جناب والا معارضۃ اسکو
 کہتے ہیں جو ہم کرتے ہیں نہ یہ کہ آپ اباحت و عدم اباحت کا جھگڑا نکال بیٹھا کرتے ہیں
 قولہ ابطن کرنا تمہارا شیعوں پر بیجا ہے کہ تمہارے مذہب میں اس سے زیادہ ہے
 اقول استغفر اللہ ہمارے یہاں نبی مصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی ہتھکڑی
 پر منقول نہیں کہ عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا تامی لذا یند فیو یہ اور اخرویہ میں بہتر
 اس سے لذت نہیں قال السید اور ارشاد الاذان میں لکھا ہے کہ ام الولد کا
 مباح کر دینا کسی برہنہ نہیں قال المجتہد معلوم نہیں مباح کر دینے سے کیا مراد ہے
 اقول سبحان اللہ فرامین تو آپ کے علامہ شیخ علی ارشاد الاذان میں ویجوز
 ینتجہ الامۃ دام ولدہ ومدبرہ لمملوکہ و بغیرہ یعنی جائز ہے
 یہ کہ مباح کرے لونڈی کو اور ام ولد اپنے کو اور مدبرہ کو واسطے مملوک اپنے کے
 اور واسطے غیر اسکے کے اور پوچھتے آپ ہم سے ہیں قولہ اسکی تحلیل مراد ہے یا تزویج
 اسکی غیر کے ساتھ اقول جناب سامی تزویج سے کیا تعلق وہ بیچارے تو سچ کہتے
 ہیں یہ روج نہیں فرماتے آپ تو زبردستی اور پراوڑاٹے ہیں قولہ تحلیل کا
 ذکر تو بعد اسکے آئیگا اقول رد ہی اسکا وہین لکھا جائیگا قولہ اور اگر مباح کر دینی
 سے اسکی تزویج مراد ہے تو یہ اہلسنت کے نزدیک بھی جائز ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا
 ہے اذا ولدت الامۃ من مولاها صارت ام ولد یعنی جسوقت جنے لونڈی

آقا اپنے سے تو ہو جاتی ہے ام ولد اور بعد اوسکے توڑے سے فاصلہ سے لکھا ہے کہ
 ولہ وطیہا واستحل لہا و اجار تھا و تزویجھا یعنی اور واسطے اوس مول کے
 ہے رطی اوس ام ولد کی اور خدمت یعنی اوس سے اور اجارہ اوسکا اور نکاح میں
 دینا اوسکا اقول میری بحث سے نہ تزویج کو علاقہ ہے اور نہ نکاح کو مناسبت مقصود
 تحلیل ہے جسکے بیان کا اپنے وعدہ فرمایا ہے ہم بھی اوسکو اوسی مقام پر دیکھینگے اور
 بقول شخصے تفضیہ زمین بر سر زمین و ہین فیصلہ کرینگے قال السید اور وانی نے اصول
 سے نقل کیا ہے کہ مستمع نے سوال کیا حضرت کاظم علیہ السلام سے کہ نماز پڑھتا ہوں اور
 حالت نماز میں لونڈی سامنے سے نکل جاتی ہے اور بسا اوقات اوسکو میں اپنی آغوش
 میں کہنچ لیتا ہوں اور اپنے بدن سے لپٹا لیتا ہوں امام صاحب نے فرمایا کہ باس بہ
 یعنی بے کشتکے کہے جاؤ کچھ غوث و ذر نہیں قال المجتہد پہلے آدمی کلام کو سمجھ لے
 اور دریافت کر لے کہ مراد اس سے خضم کی کیا ہے تب گفتگو کرے اور بدو نہ سمجھے کلام کے
 اپنی طرف سے بجا گفتگو کرے اور اگر ابراہیم دازی میں اپنی اوقات کو بسر کرے یہ امر
 و اب مناظرہ سے بہت بعید ہے اقول سچ ہے اکابر اہل تشیع ہمیشہ ابراہیم دازی
 میں اوقات اپنی ضایع کرتے رہے جتنے کہ حضرات ائمہ علیہم السلام کو بھی مغتری بتلانے
 رہے اور جناب والا تو مروج القلم اور ساقط الاعتبار ہیں اپنے رسالہ میں نہ اپنے خضم
 کے کلام کو سمجھتے ہیں نہ اپنی ہی عبارات منقولہ پر لحاظ کرتے ہیں نہ اپنی عبارت اردو میں
 غور کرنے میں جوجی میں آتا ہے بیباکانہ اوڑھتے ہیں اور بے کلف کہتے ہیں قولہ
 آپکو خبر ہی ہے کہ روایت میں لفظ جاریہ کا واقع ہوا ہے اقول جناب سامی خبر ہے تو
 اور مراد اوس سے لونڈی نہیں ہے بلکہ لڑکے صغیرہ مراد ہے اقول حضور والا لڑکے
 صغیرہ مراد ہونے پر کوئی قرینہ نہیں ہے قولہ کہ جاریہ کلام عرب میں لڑکے صغیرہ کہتے
 کو بھی کہتے ہیں جیسے کہ طفل صغیر کو غلام کہتے ہیں اقول اکثر استعمال جاریہ کا لونڈی

میں ہونا ہے جیسا کہ آپ نے ہی اسی رسالہ کے سترہویں صفحہ میں عبارت علل الشرائع
 کے ترجمہ میں جاریہ کے معنی کینز کے لئے ہیں پھر اس مقام پر آپ کیوں بہا گئے ہیں بیٹھا
 بیٹھا ہب ہب کڑوا کڑوا ہتھو تو قولہ اور وہ روایت یہ ہے عن مستقر
 قال سالت ابا الحسن علیہ السلام فقلت اکون اصلی قمز بی الجبایر
 فریما ضمتھا الی قال لا بأس یعنی مستمع سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ سوال
 کیا میں نے ابو الحسن سے یعنی امام موسی کاظم علیہ السلام سے پس کہا میں نے کہ نماز
 بڑھتا ہوں میں تو پس گذرتی ہے میرے پاس ہو کر اڑ کے پس بسا اوقات لپٹا لیتا
 ہوں اور سکوتر اپنے گود دی میں لے لیتا ہوں فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہے اقول
 جناب سامی گودی کی بھی ایک ہی ہوئی معلوم نہیں یہ کون سے لفظ اور کون سے
 کلمہ کا ترجمہ اور مطلب فرمایا گیا آپ تو اس مقام پر ایسے ہیچ بیچ کھانے لگے کہ مراد وہ
 مرادین لینے لگے آپ کیوں اس حدیث کی توجیہ رکھیں اور تاویل علیل فرماتے ہیں
 آپ کے بیان تو صاف و صریح موجود ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ مذی وغیرہ
 حالت نماز میں بہکراؤن تک پہنچ جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ دھونے
 کی ضرورت ہوتی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں نکلی مخرج منی سے بلکہ وہ بمنزلہ ناک کے
 ہے عبارت او سکی ہم علل الشرائع سے قبل میں نقل کر چکے ہیں پس اگر نوٹ دی کے
 بیٹھانے سے احتمال مذی وغیرہ کے نکل آنیکا ہے تو کیا قباحت ہے جبکہ امام معصوم
 سے نماز کا فاسد ہونا مذی کے نکلنے سے صراحتہ منقول ہے پس آپ کو اس حدیث میں
 ایسی جانکاہی محض فضول ہے قولہ اور اس طرح اہلسنت کی کتب صحاح میں لکھا ہے
 کہ جناب رسول خدا نماز پڑھتے تھے اور ماریہ دختر زینب بنت رسول خدا صلعم کو گودی
 میں لے ہوئے تھے جب سجدہ میں جاتے تو اس لڑکی کو اڑا دیتے تھے اور جب
 کھڑے ہوتے تو پھر اس کو لے لیتے تھے اور ایسے ہی جامع الاصول میں لکھا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیٰ وهو حامل امامتہ
 بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا سجد
 وضعها واذا قام حملها اس صورت میں جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا
 ہے اقول معاذ اللہ کہان وہ صورت شہوت پرستی کی اور کہان یہ صورت فعل
 نبوی کی اور وایت میں لفظ جاریہ واقع ہے اس حدیث شریف میں لفظ بنت
 موجود ہے گو یہ فعل بھی مخصوصات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ کے
 غیر کی واسطے جائز نہیں ہے تاہم اس حدیث شریف کو روایت مستمع سے کسی قسم کی
 مناسبت نہیں ہے اولاً دونوں میں تسامی ثابت کچھے بعد اؤ کے ایسا کلمہ منہ سے
 نکلے ثبت الحذار ثعنا نقش وود نہ خوط انقیاد قولہ اور کقدر
 جھوٹ بنایا ہے اس روایت میں اول تو ترجمہ جاریہ کا لٹوڑی کیا جو کہ خلاف مقصود
 ہے اقول یہ مقصود آپ کا پیسہ اور بہر طور میں ہے ہم نے تو جاریہ کا ترجمہ موافق
 استعمال عرب کے کر دیا ہے اور آپ ہی اسی رسالہ میں سترہویں صفحہ میں کرچکے ہیں
 مگر اپنی بہادری سے نہیں شرماتے ہیں ع چلا اور ست دزدی کہ بکف چراغ دار
 قولہ اور بعد اؤ کے اپنی طرف سے لکھا کہ بے کشتکے کئے جاؤ اقول جناب والا آپ تو
 ناحق جلے مرنے ہیں اور مفت جلے ہوئے پہپولے پھوڑتے ہیں بھلا کسی ذلیل سے تو
 پوچھے کہ لا باس بے کے معنی عدم خوف کے ہیں یا نہیں اور جس امر میں خوف نہیں رہتا
 وہ بے کشتکے ہو جاتا ہے یا نہیں خوف مستلزم کشتکے کو ہی اور عدم خوف بے کشتکے کو
 سیکہ کیا بر کیا جو یہ لکھ دیا کہ بے کشتکے کئے جاؤ مگر حضور کو اپنی خبر نہیں کہ ضمتا کے
 تحت میں فرماتے ہیں کہ گودی میں لے لیتا ہوں سبحان اللہ آپ کی لیاقت بھی قابل
 شمار ہو جائیکے ہے قال السید اور عارت دنیا فرج امار اور حلال کرنا فرج حرم کا
 مہمان اور احباب کے لئے اعظم طاعات اور عمدہ عبادات ہے جیسا کہ ابن بابویہ قمی نے

قلع میں ایک رقعہ صاحب الزمان سے اس باب میں نقل کیا ہے قال المجتہد عاریت دینا
 زوج کا تو مذہب امامیہ میں ہرگز جایز نہیں چنانچہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کے عدم
 جواز پر اجماع علماء امامیہ کا ہے اقول ہم بھی قبل میں استبصار اور تہذیب سے احادیث آہیں
 کو جواز عاریتہ فرج میں نقل کر چکے ہیں پس آپ کا اجماع بمقابلہ امیہ عینہم السلام کیا کام آسکتا
 ہے قولہ اور تحلیل کنیز اگرچہ جایز ہے لیکن اعظم طاعات نہیں ہے اقول اعظم طاعات
 ہونا اسکا ابن مالویہ نے امام صاحب الزمان سے نقل کیا ہے اور اسکی نسبت آپ نے بھی کہوت
 کیا ہے نقل ابن مالویہ پر آپ ہی کلام نکر کے گوزبانی دعویٰ فرمانے لگے قولہ اور باقی رہا
 اسکا جایز ہونا سو وہ مثل نکاح کے ہے اقول آپ کو اپنے مذہب کی بھی خبر نہیں اور راجح
 مسلک کی کتابوں سے بھی وقفیت نہیں جامع عباسی کو تو دیکھئے اور مطلب دوم بیان
 نکاح کو تو ملاحظہ کیجئے کہ وہ تحلیل کو مقابل اور مغایر نکاح کے ٹھہراتا ہے نہ مثل عبارت اسکی
 یہ ہے کہ موجب اباحت وطی کنیز ہر قسم است قسم اول عقد وان مخصوص کنیز غیر است و
 قسم دوم ملک شدن کنیز چہ تملیک دخول کردن او جایز است و قسم سوم اباحت و تحلیل
 وان اجناس است کہ شخصے دیگر دخول کردن کنیز خود را حلال کند و این قسم خواص از فرقہ
 امامیہ اشاعریہ است آپ اپنے خاصہ شریفہ کو کیوں عام کئے دیتے ہیں افسوس یہ ہے
 کہ جناب والا خود بھی اسی رسالہ میں لکھ کر بھول جاتے ہیں ام الولد کے تحت میں تحلیل کو
 مقابل تزویج کے ٹھہرا چکے ہیں کہ مباح کر دینے سے کیا مراد ہے اسکی تحلیل مراد ہے یا تزویج
 اسکی غیر کے ساتھ مراد ہے اب بیان اپنی بے فہمی سے مثل تزویج کے نہاتے ہیں قولہ کہ اسکا
 صیغہ پڑا جائے اور طرفین سے ایجاب و قبول ہوتا ہے اور بدوں صیغہ عقد تحلیل
 اور ایجاب و قبول کے تحلیل صحیح نہیں ہے اقول جناب سامی کیا صیغہ اور کیا نکاح شیعہ
 ان تہذیب کو دیکھئے اور اوسمین باب ضرب النکاح میں ملاحظہ کیجئے کہ امام ابو عبد اللہ علیہ
 السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حلال کر دے اپنے بھائی کیواسطے لوٹدی اپنے سے بوس و کنا

اور ساس اور خدمت تو نہیں حلال ہے واسطے اس شخص کے اسوائے ان امور کے اور اگر
حلال کر دے فرج کو تو سب باتیں حلال ہیں عبارت اسکی یہ ہے وان حل الرجل
جارية لآخيه مثل النظر والخدمة او القبلة او الملامسة فلا
يحل له غيرها حل وان احل له الفرج حل له ما سواه ايضا اور
اسی تہذیب میں لکھا ہے کہ سوال کیا امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہ جایز ہے حلال کرنا
فرج جاریہ کا واسطے بہائی اپنے کے فرمایا امام نے لا باس بہ یعنی جسے کھٹکے حلال کرے عبارت
اسکی یہ ہے عن ابی عبد اللہ فی الرجل ویحل فہا جارية لآخيه
قال لا باس بذلك برائے خدا کہیں اس حدیث میں جاریہ سے لڑکے صغیرہ نہ ہوں
یعنی گاہم اس صغیرہ کے بہت شقاق ہیں کہ جو بوس و کنار اور ساس کی واسطے مقرر
کیا گیا ہو ابھی مرتبہ مہربانی فرما کر اس صغیرہ کو بھی ایشاد فرما دیجو کہ قول بخلاف اہل سنت
کے کہ انکے اکابر کے نزدیک تحلیل امار بدون ایجاب و قبول کے جایز ہے چنانچہ عطا
ابی ابن ریاچ کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مشایخ اور اساتذہ میں سے تھے وہ اپنی لڑکیوں
کو اپنے مہمانوں کے پاس مباشرت کی واسطے بھیجتا تھا چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان
میں لکھا ہے کہ نقل اصحابنا عن مذہبہ انہ کان یری وطی الحواشی
بأذن امریابہن وحکی ابوالفرج العجلی ان عطا کان یبعث
بمحواریہ ابی اضیافہ یعنی نقل کیا اصحاب ہمارے نے مذہب اس کے سے کہ وہ
مباح جانتا تھا وطی کنیز و نکلی اونکے مالکون کے اذن سے اور حکایات کی ہے ابوالفرج
عجلی نے کہ تحقیق عطا بھیجتا تھا لڑکیوں اپنی کو طر مہمانوں اپنے کے اقول حضرات
عجیب قاعدہ ہے کہ جب اہلسنت انکی کتب اربعہ سے انبر الزام دیتے ہیں اور قابل کرتے
ہیں تب یہ کتب تو رنج اور غیر مستندہ اہلسنت سے نقل کرتے ہیں اور جب احادیث اہل
معصومین کو نقل کرتے ہیں تو اس کے معارضہ میں اقوال مترکہ و مجورہ غیر معصوم

بلکہ غیر متہدین کو پیش کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ حکایت بحیات نقل کرتے ہیں اسی عبارت
 سے اپنے مخالف اور مغایر کو صاف اڑا دیتے ہیں خیال تو کیجئے کہ ان امام معصوم اور ان کی
 حدیث اور کہاں ان کے مقابلہ میں عطا بن ابی رباح اور اذکا قول متروک و مجہور و فیما
 ہے جو عبارت نقل کی اسکے آگے سے اپنے مخالف سمجھ کر صاف اڑا دینی دیکھئے وہی ابن
 خلکان اسی و فیما بالاعیان میں لکھتے ہیں کہ میں اعتقاد کرتا ہوں کہ یہ امر اس سے
 یعنی عطا سے نہایت بعید ہے کیونکہ مروت و غیرت انکار کرتی ہے اس امر سے پس ایسے
 شخص جلیل الشان کی نسبت کیونکر گمان کیا جاوے اسکے جواز کا اور نہیں ذکر کیا
 میں نے اسکو مگر بسبب غرابت کے عبارت اسکی یہی والذی اعتقد ان هذا
 الامر بعید عنه فان المروءة والغیرة یا بی عنہ فکیف یظن بمثل
 ذلك السيد الامام ولما ذکرہ الاغرابۃ اور تعجب نہیں ہے کہ اس قدر
 میں خطا واقع ہوئی ہو کیونکہ ابو جعفر طوسی نے بعد نقل کرنے حدیث تحلیل کی اپنی تہذیب
 میں لکھا ہے کہ یہ تحلیل ہمارے فرقہ کے خواص سے ہے ہمارے غیر میں نہیں پائی جاتی اور
 اسوجہ سے مخالفین ہمارے اوپر تشنیع کرتے ہیں عبارت اسکی یہ ہے ان هذا ماصح
 لا یراہ غیرنا ویشترعنا لفوننا علینا اور اسکی جامع عباسی ولے
 نے بیان کیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر نقل کیا ہے قولہ اور عبد الحق دہلوی نے رجال
 مشکوۃ میں ترجمہ عطا بن رباح میں لکھا ہے ابو حنیفہ اپنے سب ملاقیوں میں سے عطا
 کو افضل جانتا تھا اس صورت میں محمد اور ابو یوسف سے بھی افضل ہوا جنہ مدار
 السنہ کے مذہب کا ہے اور ابو حنیفہ کے قول کی عبد الحق نے اس طرح سے نقل کی
 ہے کہ ابو حنیفہ کما تاملنا ما راہیت من لقیۃ افضل من عطا بن ابی رباح اول
 یہ جقدر چاہیں عطا کی تعریف نقل کریں لیکن انکا مرتبہ امام معصوم کے برابر نہیں
 ہو سکتا اور نہ ان کے قول متروک و مجہور سے اہلسنت پر الزام عاید ہو سکتا ہے قولہ

پس جیوقت کہ عطا سافقیہ استاد ابوحنیفہ تحلیل اما کو جائز جانے بدو ن ایجاب و
 قبول کے توشیعون پر طعن کرنا کہ جو بدو ن ایجاب و قبول کے جائز نہیں جانتے ہیں
 سوائے تعصب اور عداوت کے اور کیا ہے اقول اولاً عطا کی طرف اس قول کے نسبت
 ہونے میں کچھ کلام ہے جیسا کہ ہم نے وفیات الاعیان سے لکھ دیا ہے اور تہذیب اور
 جامع عباسی سے نقل کر دیا ہے اور ثانیاً یہ کہ یہ قول بر تقدیر تسلیم مردود و منزوک
 ہے جیسا کہ منبع و فیہ میں لکھا ہے وہ خبر کہ روایت کی گئی ہے عطا بن ابی رباح سے
 اباحت فروج میں نہیں اعتماد کیا گیا ہے اور پاد کے عبارت اسکی یہ بھی و ما روی
 ان عطا بن ابی رباح اباحت الفروج لا یتمد علیہ ثالثاً یہ کہ عطا
 بن ابی رباح مرتبہ امام معصوم پر نہیں پہنچ سکتا کما ان عطا اور کما ان امام معصوم
 قولہ اور تماشہ یہ ہے کہ سبب اور عاریت کے الفاظ سے واقع کرنے صیغہ مکاح کو صحیح
 جانتے ہیں اور تحلیل پر طعن کرتے ہیں اقول ہم اس پر اسوجہ سے طعن کرتے ہیں کہ ایک
 اکابر اور خود آپ تحلیل کو نکاح کے مقابل اور قسم ٹہراتے ہیں گو اس مقام پر آپ مجبور
 اس کے دخول فی النکاح کی کاوش فرماتے ہیں قال السید اور آپ اپنے اثنار راہ میں
 جناب مولوی صاحب دامت برکاتہم سے باب متعہ میں مناظرہ جو دریافت کیا یہ آپ کی
 لیاقت تھی کیونکہ مناظرہ میں تساوی طرفین شرط ہے اور آپ کی قوت علمیہ ظاہر مولوی صاحب
 دامت برکاتہم کے آپ مخاطب صحیح نہیں ہو سکتے لہذا احقر الناس نے یہ چند فقرے آپ کی
 تسکین خاطر کے لئے لکھ دیے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت صراط مستقیم کرے آمین ثم آمین
 سید یعقوب علی بیہندوی یوم پختنبہ ۱۲۹۴ ہجری قال المجتہد شیخ
 فدا حسین صاحب کو جناب مولوی صاحب سے مناظرہ منظور تھا تاکہ لحاظ تساوی
 طرفین کا ہو تا اقول اگر فدا حسین کو مناظرہ منظور تھا تو اس گفتگو سے کیا مقصود تھا
 اس کے متعدد ورقہ اسی باب میں ہمارے پاس آئے اور متعدد مقام پر بالموافقہ ہم سے

مناظرہ دریافت کیا ہم نے اس شخص کو بے علم سمجھ کر سکوت کیا چونکہ اب آپ در مقابل بنے ہیں
 اور کسی قدر صاحب تصانیف بھی مشہور ہیں اور اہل تشیع پہیوند اپنا مقدمہ ابھی جانتے
 ہیں اسوجہ سے آپ کا جواب فقیر نے بنظر سرسری قلم برداشتہ لکھ دیا قولہ بلکہ مولوی صاحب
 نے خود وعدہ اثبات عدم جواز متعہ کا کیا تھا اور شیخ فدا حسین صاحب سے اقرا نامہ لکھا
 یا تھا اقول بالکل غلط ہے ہم اسکے جھوٹ ہو نیکو قبل میں تفصیل لکھ چکے ہیں قلم
 اور پیرا دن سے ثابت ہو سکا اقول آپ کی کتب اربعہ سے حرام ہونا متعہ کا ثابت کر دیا
 گیا اور کیا ثبوت چاہتے ہو قولہ اور چند امور طعن السنان میں سے دیکھ کر نقل کر دی
 اقول یہ بھی آپ کا دعوی غلط ہے طعن السنان میں یہ امور میں اول و آخرہ میں نہیں ہے
 شاید اپنے طعن السنان کو دیکھا بھی نہیں ہے لیکن آپ کا یہ رسالہ مجمع البحرین اور بارقہ
 مصنفہ سے ماخوذ ہے بہر حال سہو ان لغویات سے بحث نہیں کلام کلام میں ہے قولہ
 اور ایک شخص واقف کا نام لکھا اقول وہ شخص ناواقف نہیں ہے بلکہ آپ بالموافق
 مباحثہ کا شائق ہے البتہ آپ کی تحریر میں اولاً نواب علی عرف شمشیر کا نام ڈالا گیا تھا کہ
 جو الف بے سے بھی واقف نہیں ہے اب اس تحریر مطبوعہ میں میان اظہر علی کا نام لکھا
 گیا کہ جنکو علم سے مس بھی نہیں ہے حضرت کے والد ماجد اور انخی معظم کی یہ کیفیت تھی
 کہ کہیں سنی بنے اور کہیں شیعہ اور کہیں مسلمان بنے اور کہیں ہندو۔ کہ بہت شکند
 کا بسمزدن آتش و از مذہب او گبر و مسلمان گلہ دار و الغرض سہو ایسی باتوں سے
 پہنچتے ہیں ورنہ میان اظہر علی اور ان کے اغزہ کی اور بھی کچھ کیفیت لکھتے قولہ
 مولوی صاحب کی لیاقت تو یہیں سے معلوم ہو گئی اقول جیسا باش ہرچہ خواہی گوئی
 در جو کچہ انہوں نے لکھا تھا وہ سب رد ہو گیا اقول ایک بھی امر کا آپ سے جواب
 نہ سکا قولہ اور اگر مولوی صاحب کو لیاقت ہے تو جواب اسکا شیعوں کی کتابوں سے
 لکھیں اقول ہم اسکا کیا جواب دیں آپ کو اس سال سے ظاہر ہو جاوے گا قولہ

جیسے کہ ہم نے اہل سنت کی کتابوں سے لکھا ہے اقول یہ صریحاً آپکا ادعا ہے قولہ تکملہ
 ذکر تو متعلق تھا لیکن مولوی صاحب کو اس مقدمہ میں کچھ بن نہ آیا تو چند امور سواے
 اس کے ازراہ طعن کے لکھائے اور یہ نہ سمجھے کہ کسی نے اسکا جواب بھی لکھا ہوگا یا نہیں اس
 بلکہ بھی مناسب ہے کہ چند مسائل عجایب و غریب اہل سنت کے مذہب کی تحریر کر کے ناظرین
 کو خوش کریں اقول تنبیہ جو امور کہ سید نے اپنی تحریر میں نقل کئے ہیں وہ متعلق
 متعہ سے ہیں جواب انکا آپکی اگلوں نے دہی یا بے حکو اپنے اپنے رسالہ میں نقل کیا
 ہے چند باتیں آپنے جو اپنی بے فہمی اور افترا پر دازی سے اس تکلمہ میں نقل کی ہیں
 اور اہل سنت پر طعنیں قرار دئے ہیں یا وہی باتیں مردودہ ہیں جنکو آپکے اکابر نقل کرتے
 چلے آئے ہیں اور جواب پائے چلے گئے ہیں اب سنئے اور جواب اونکا لیجئے قولہ اول
 ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی مرد مشرق میں ہو وے اور کسی عورت مغرب کی رہنے والی
 سے کلی کرے اور کہی ہو اس عورت کی صورت نہ دیکھے اور وہ عورت اپنے گھر میں بیٹھی ہو
 جو کہ مغرب میں ہے سچ جنتی رہے تو وہ سب سچے اور مرد مشرقی کے ہونگے جسے کہی اور
 عورت کی شکل بھی نہیں دیکھی اور جس نے سچ جنائے تھے وہ محروم رہیں چنانچہ تفسیر
 میں امام رازی نے لکھا ان المشرقی اذا تزوج بالمغربیة وحصل هناك ولد
 ابو حنیفہ اثبت انساب مع القطع بانہ غیر مخلوق من مائۃ اقول
 ہمارے جناب مخاطب اس مقام پر ہوش و حواس کو گرم کر گئے حتیٰ کہ اپنے قاعدہ عامر پر
 کو بھی بول گئے جناب سامی اول اس عبارت کا پتہ و نشان تفسیر کبیر میں فرما دیں
 یہ کہ ابو حنیفہ سے امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ علیہ کو متعین کریں کیونکہ ابو حنیفہ میں
 فقہیوں کا نام تھا اور اکثر انہیں کے قائل ملام اور الیقین اعراض تھے جیسا کہ صاحب
 ناموس لکھا ابو حنیفہ کنیۃ من الفقہاء المشہورین امام الفقہاء
 یعنی ابو حنیفہ کنیت ہی میں فقہوں کے مشہور زیادہ اونکے ام الغنما نعمان میں اثر

ہو کر آپ کے نزدیک کیا دلیل ہے کہ یہ ابو حنیفہ اہل سنت میں نہ غیر اہل سنت ایک اسماء سے اہل سنت
 اہل تشیع و ہوکہ دئے چلے جاتے ہیں اور ایک کو دوسرے کے ساتھ خلط کر دیتے ہیں اگر
 دعویٰ ہے تو اس مسئلہ کو کتب فقہیہ سے ثابت کیجئے اور پھر اس کا جواب لیجئے افسوس ہے
 کہ آپ اس مقام پر اپنے قاعدہ کو بھی فراموش کر گئے آپ تو متعہ و ورید کی بحث میں کہہ چکے
 ہیں اور یہ کہے ہیں کہ مسئلہ فقہیہ کا اعتبار حسب ہو جاتا ہے کہ جب کتب فقہیہ میں موجود
 ہو پس فقہیہ کی کتب فقہیہ سے نہیں ہے یہ آپ کا طعن آپ ہی کے قول کے مطابق اور
 قاعدہ کے موافق انو و یہو وہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ آپ کوئی بات سنی سنائی وہ بھی
 محل اور بے محل نقل کر کے اہل سنت پر طعن کر دیتے ہیں اور اپنے یہاں جواب ہیں سے
 زیادہ موجود ہے اس کو صاف بھلا دیتے ہیں دیکھئے کہ آپ کے علامہ حلی ارشاد الاذیان
 کتاب النکاح مطلب ثالث میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے ساتھ زانی زنا کیا کرے
 اور اس سے جو لڑکے پیدا ہوں وہ اس کی زوج کے ہونگے عبارت اس کی یہ ہے
 ولو وطئها زان فالولد للزوج اس سے زیادہ عجیب و غریب تماشہ اور دیکھئے
 کہ آپ کے علامہ حلی ارشاد الاذیان میں لکھتے ہیں کہ جو لڑکا دس برس کی عمر کا ہو اور
 نکاح اس کا ہو گیا ہو اگر چہ خصی ہو یا ذکر اس کا کٹا ہوا ہو اور پھر پیدا ہو اس کی زوج
 کے لڑکا ہو جو دخول کے قبل میں یا دیر میں تو وہ لڑکا اسی خصی کا ہوگا عبارت اس کی
 یہ ہے من بلغ عشرين فما زاد وان كان خصياً او مجبوباً ثم ولد به بالذخ
 قبل او دبراً لبي ان قال الحق به احيى جناب سامی آپ ہیں کہ ان اپنے علامہ حلی
 کی عقل کو تو دیکھئے وہ تو وطی فی الدبر سے نسب ثابت کرتے ہیں اور دبر میں مباشر
 کرنے سے لڑکے جنماتے ہیں ارشاد الاذیان میں لکھا ہے الوطی فی الدبر کا لوطی
 فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب آپ کے شیخ حلی نے تو آپ کے
 مذہب کا پورا پردہ اٹھا دیا اور سارا پردہ فاش کر دیا

عشق از روی حیاء پرده تقوی برداشت و طبل پنهان چه زخم طشت من از بام افکار
خلاصہ کلام یہ ہے وہ فراتے ہیں کہ وطی فی الدبر سارے حکم نمین مثل وطی فی القبل کے
ہے یہاں تک کہ احکام نسب میں ہی۔ ماثار السد فہم ہو تو اتنی ہو کہ مقعد کو موضع ولادت
سمجھیں اور احکام نسب کو اس سے متعلق کریں تو کہ دوم اور اگر کوئی اپنی مان یا
ہین یا خنثی یا خال یا پھولی سے نکاح کر کے مجامعت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس کو
حد مارینگے اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے چنانچہ تنادی قاضی غانم
کو تزوج بذات محرم نحو البنت والاخت والام والعمۃ والخالة
وجامعہا لاحد علیہ فی قول ابی حنیفۃ وان قالت علمت انها علی
حرام اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ من تزوج امراً لا یحل نکاحها بان کانت
من ذوی محاربتہ بہ نسبہ کامہ او بنتہ قوطیہا لا یحب علیہ
الحمد عند البحنیفۃ وسفیان الثوری و نرفروان قال علمت انها
علی حرام اقول اولاً یہ کہ یہ صورت بطریق فرض ہے اور فرض کو وقوع النکاح
نہیں ثانیاً یہ کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وطی کنیز بلا دروغی سے حد لازم آتی ہے چنانچہ
وطی محارم لیکن امام یہ کہتے ہیں کہ صورت تزوج محارم میں حد کہ جو مخصوص سائزہ
کے ہے نہ مارے جاوے گی کیونکہ لفظ تزوج سے حد زنا باطل ہو جاوے گی لیکن تعزیر
شدید اور سبب واجب ہوگی آپ اس مسئلہ میں مفت حنفیہ پر طعن کرتے ہیں آج کے
تو یہ مسئلہ خود موجود ہے گو سقوط حد کی علت میں اختلاف ہے چنانچہ حلی نے ارشاد فرمایا
کتاب الحدود کے اوایل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے مان یا بہن یا بیٹی یا
خالہ یا پھولی یا بہانچی یا بھتیجی یا پوتی یا نواسی وغیرہا من المحرمات الموبدات
سے اور اس وہم میں ڈوبا ہو کہ ان عورتوں سے نکاح صحیح ہے تو اوپر حد نہیں
مارے جاوے گی عبارت اس کی یہ ہے فلو تو هم العقد علی المحرمات الموبدات

صحیحاً سقط الحمد پس آپکا طعن کہ ناخفیه پر اوس سئلہ میں جو آپکے یہاں
 موجود ہے گو کہ سقوط حد کی علت میں اختلاف ہے محض لغو و بیہودہ ہے قولہ سوم
 اور فخر الاسلام نے بزودی میں لکھا ہے کہ الصوفیۃ اکثر ہمارا اہل السنۃ
 والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامت یعنی صوفی اکثر
 اہل سنت و جماعت ہوتے ہیں اور بعض انہیں سے صاحب کرامت ہوتے ہیں جنکو
 اولیاء اللہ کہتے ہیں اور لکھا ہے کہ ایک فرقہ انہیں جیبیہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جنت
 کہ خدا دوست رکھتا ہے بندہ کو تو اوس سے خطاب اڑھ جاتا ہے اور سب عبادت اوس
 ساقط ہو جاتی ہے نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں نہ ستر کو چھپاتے ہیں اور زنا
 اور غلام سے سیر نہیں ہوتے اور ایک فرقہ اہل اولیاء میں اباحت ہے اور وہ آدھوں
 کے مالوں کو اور انکی عورتوں کی فروج کو مباح اور حلال جانتے ہیں کہ اس میں
 ماہ و دختر اور خواہر کی بھی فروج آگئی یہاں اولیاء اللہ اہل سنت کے ہیں کہ جن سے
 اپنا فخر کوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اہل سنت ہی میں ہوئے ہیں اقول جس قدر
 عبارت اپنے بزودی کی نقل کی اوس سے تو نہ آپکو منفعت حاصل ہوئی اور نہ ہکونضر
 واقع ہوئی البتہ جس قدر کہ اپنے بڑا یا ہے سو وہ ایجاد بندہ ہے فخر الاسلام کا کلام نہیں
 اگر دعویٰ ہے تو پوری عبارت نقل کرو پھر اگر ہمارے مخالف ہو تو اسکا جواب لو چونکہ اب کو کو
 کو صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ گمان بد ہے اور انکی نسبت جھوٹی برائی کرنے میں
 نہایت کد ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے شہید ثالث کی کتاب مجالس المؤمنین سے
 تو بڑی سی عبارت نسبت صوفیہ کے نقل کر دیجادے تاکہ آپکو معلوم ہو جاوے کہ آپکے
 مقتداؤں کا عقیدہ صوفیہ کی نسبت کیا ہے مجلس نہم در ذکر جمعی از صوفیاء صافی
 طریت کہ نزد سالکان مسالک طریقت و موسسان قواعد شریعت و حقیقت مقصود ہو اجماع
 د عالم و اخراج بنی آدم بعد از ایجاد و ہر ہر نبیا و امیہ ہدی علیہم الصلوٰۃ اللہ

وجود فایض الجود این طایفه کرام و اصفیای عظام کثر هم ہند بین الامام زشت است کہ بیاہر
توفیق ازاد لے مراتب خاک یا علی مداح افلاک ترقی نموده اند و از حصیض خمول بفرخند
باز قبول ملکیت تلقی فرمودہ اند کہ از پر تو سلج و باج و عکس شعل بیدی البدل نور بین
یشار با ساکنان ملائکہ و متزویان عالم بالا و رساکا نظام منظر گشتہ و بحر تہ رسیدہ کہ
امو قبل از ظهور شاہدہ نمودہ اند و خواہم اشیار پیش از بروز وجود مطالعہ فرمودہ دیار
دین و دولت برسیا میں بہت ایشان تائیم و توایم ملک ملت و رابطہ وجود ایشان نظر
باز ان بساط مردے و صدر تشبہان صفہ در دمنہ جرحہ تشہ مجر و دست انشایان بے پایہ
گم گشتگان جادہ سلامت متزویان کنج ملامت زند پیلان زند پوش وزندہ دلال صاحب
ہوش خرضہ پوشان خانقاہ قدس باوہ نوشتان بزم گاہ انس شامان بے کلاہ و امیران

ابیات

تو می ملک طبع کل از روی سلطنت گوئی کہ از حرم سلاطین کشور اند	شایان ملق پیش کہ گاہی مائی
زیر کلیم شان جم و خاتان قیصر اند	امروز از نعیم جہان چشم دوختند
سنگر بچشم خوار درین پا برہنگان	نزد خود عزیز تر از دیدہ لرند
آدم بہشت را بدو گندم اگر فروخت	بہشت را بدو گندم اگر فروخت

حقا کہ این گروہ بیک جوئی خرمند قولہ چہارم اور امام شافعی کے نزدیک اپنی دھرم سے جو کہ زانے
اپنے نطفہ سے پیدا ہوئی ہر نکاح کرنا جائز ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے قال ابو حنیفہ
المخلوقہ من ماء الزانی محرم علی الزانی وقال الشافعی انہا یست
بنتا فوجب ان لا یجرہا قول یہ نقل اور نقل سابق یعنی اذا تزوج دونوں بزرگ
کے ہوئے ہیں رسالہ متعہ مجتہد لکھنوی سے جواب انکا شکوت ہے میں بہت شرح موجود ہے لیکن
اس مقام پر صرف اس قدر بیان لینا چاہیے کہ تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے عورت سے زنا کیا
پھر اسکو نکاح او کی مانا دے بیٹھی کے اپنے نکاح میں لایا تو جائز ہے استبصار میں ہاشم سے نقل کیا ہے
قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام حال ساف دخل علیہ

له من یاتی المرأة حراماً یتزوجها قال نعم وامهما وبنتهما
 تحرم الزانیة علی اب الزانی واهبة مطلقاً علی رای ولا تحرم المزنی
 ولا بنتها یعنی ہاشم کہتا ہے کہ میں بیٹا تھا امام ابو عبد اللہ کے پاس ہیں آیا ایک شخص اور
 سوال کیا اس نے امام سے کہ جو شخص کسی عورت سے حرام کرے آیا نکاح کر سکتا ہے اس سے فرمایا ہاں
 اس سے اور مان او سکی سے اور بیٹی او سکی سے علی نے ارشاد الاذان میں لکھا ہو کہ تحرم الزانیة
 علی اب الزانی وایند مطلقاً علی رای ولا تحرم المزنی بھلا ولا بنتھا انوس کے کہ آپ
 افعی پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے بیان کی کتاب شرایع کو نہیں دیکھتے ہیں صاحب شرایع
 کہتے ہیں النسب یثبت مع النکاح الصحیح ومع الشبهة ولا یثبت
 لعم الزنا فلو زنا فالحلق من مائة ولد علی الجرم لحریم نسب الیہ
 شرعاً یعنی نسب ثابت ہوتا ہے ساتھ نکاح صحیح کے اور ساتھ شہد کے اور نہیں ثابت
 ہوتا ہے ساتھ زنا کے اگر زنا کرے پس اولاد او سکی لطف کی نہیں نسبت کیا ویگی طرف او کے
 شرعاً گولتہ گلا ویگی پس اس حالت میں امام شافعی پر کون سی جگہ طعن کی ہر امام ہی کہتے
 ہیں کہ ماہ زانی کے شرع میں کچھ مرت نہیں اور جو او کے زنا سے پیدا ہوئے وہ داخل آیت
 نہ محرمات نہیں قولہ تجمم اور اگر کوئی مرد کنجی کو خرچی دیکر اس سے زنا کرے تو ابو حنیفہ کے
 نزدیک اس پر جاری نہیں ہوتی چنانچہ اختلاف الایمہ رحمۃ اللہ میں لکھا ہے۔
 لو استاجر امرءة لیذنی بها ففعل وجب علیہ الحد بالاتفاق
 الاما حکی عن ابی حنیفہ انه قال لا حد علیہ اقول یہ روایت
 اسی کتاب رحمۃ اللہ فی اختلاف الایمہ کی ہے کہ جبکہ نام سے اس وقت تک آپ روایت
 نہیں اسکی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی اور اہل تشیع کی نظر
 پر اعتبار نہیں خصوصاً اجنباب مخاطب اسی رسالہ میں جو ٹی نقلیں اور اچکے ہیں اور
 عبارتیں بنام نہاد کتاب بنا چکے ہیں قولہ ششم اور کوئی عورت طفل یا مجنون سے

